

ایک تاریخی دستاویز

پاکستان کیا ہے؟

اور

کیسے بنے گا؟؟؟



مولانا محمد عابد الستار خان نیازی

مجاہد ملت فاؤنڈیشن پاکستان

پاکستان کیا ہے؟ اور کیسے بنے گا؟؟؟

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

☆ نجاتِ ملت فاؤنڈیشن پاکستان ☆

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿4﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

﴿فہرست مضامین﴾

| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|-----------|---|-----------|
| ۱ | حرف صادق..... محمد صادق قصوری | ۶ |
| ۲ | پاکستان کی کہانی، پیکر عزیمت مولانا نیازی کی رہائی..... سید محمد قاریق اللہ قادری | ۱۲ |
| ۳ | نیش لفظ..... ڈاکٹر سر فراز حسین مرزا | ۱۸ |
| ۴ | مقدمہ | ۲۵ |
| ۵ | حضرت بابائے کوہِ زمینی دامنِ اللہ بخشیم | ۲۴ |
| ۶ | پاکستان ہے کیا؟ | ۲۳ |
| ۷ | ۱۹۷۱ء سے لے کر ۱۹۷۱ء تک!! | ۴۲ |
| ۸ | ۱۹۷۱ء سے لے کر ۱۹۷۵ء تک! | ۸۳ |
| ۹ | دین و تمدن قوم اور سلطنت ہمیشہ کوئی مروجہ تعبیر کرتا ہے! | ۹۲ |
| ۱۰ | پاکستان بنے گا کیسے؟ | ۹۸ |
| ۱۱ | پاکستان ہو گا کیا؟ | ۱۳۲ |
| | (الف) ہمارا تصورِ کائنات! | ۱۳۲ |
| | (ب) ہماری نفسیات! | ۱۳۲ |
| | (ج) ہمارا نظریہ شخصیت! | ۱۳۵ |
| | (د) آرٹ کے متعلق ہمارا نظریہ! | ۱۳۸ |
| | (ر) ہماری اقتصادیات! | ۱۳۱ |
| | (س) ہمارا قانون! | ۱۳۴ |
| | (ص) ہمارے علوم اور تعلیم! | ۱۳۳ |

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿5﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

| | | |
|-----|--|----|
| ۱۲۳ | (ط) ہماری سلطنت اور سیاست! | |
| ۱۲۹ | (ز) ہمارے ہتھیار، ہتھیار اور نئے، ہم لڑیں گے کیسے اور جیتیں گے کیسے! | |
| ۱۵۳ | ہم ایک قوم ہیں یا امت؟ | ۱۲ |
| ۱۶۱ | تعمیرِ عالم اور تعمیرِ کائنات ہمارا ہی مقدر ہے۔ | ۱۳ |
| ۱۶۳ | زندگی اور موت ایک دوسرے سے مرکب ہیں۔ | ۱۴ |
| ۱۶۳ | پاکستان کے سامنے اردو، امریکا اور انگلستان کچھ ہوں گے۔ | ۱۵ |
| ۱۶۵ | خاتمہ! | ۱۶ |
| ۱۶۶ | اعجازِ تشکر | ۱۷ |

﴿حرف صادق﴾

حضرت مولانا محمد عبدالستار خان فیاضی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اُن کے ساتھی اور عقیدت مند "غنیع اسلام"، "اعلیٰ مرتبت"، "مرد حق مرد فاضی"، "قوم کی عزت، قوم کی شان" اور "مجاہد ملت" کے القابات سے یاد کرتے ہیں، عمر بھر ایک سرکف مجاہد کا کردار ادا کرتے رہے۔ اُن کے کردار میں قدروں لدنی کے مسلمانوں کے اوصاف جھلکتے نظر آتے تھے۔ بے شک وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ ارحمہم کی جماعت کے چمکے ہوئے فرد تھے۔

یہ آپ دیکھ لیں کہ طعرت بخند

در خشم چہ رہے بہ ابھ سیاه (اقبال)

☆

امیر شہر ہلاپتی ذلت میں محصور

فقیر راہ گشیں مریخ عوام رہا

میں جب کبھی کسی انقلابی شاعر کا یہ شعر پڑھتا ہوں تو مجھے یک لخت، ہر ساختہ اور بلا جھجک مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان فیاضی علیہ الرحمہ یاد آ جاتے ہیں..... ہر معاشرے میں ایسے افراد ہر دور اور ہر عہد میں موجود ہوتے ہیں جو دنیاوی طور پر کسی حیثیت کے مالک نہیں ہوتے، جاگیر دار نہیں ہوتے، سرمایہ دار نہیں ہوتے اور لدنی سرکار والاہداری کے عطا یافتہ خرواہ سے کسی منصب پر فائز ہوتے ہیں لیکن اُس کے باوجود وہ اپنے اعلیٰ کردار اور عوام دوست صفات کی بدولت عوام الناس کے دلوں میں رائج کرتے ہیں، جب وہ اس دنیا میں نہیں رہتے تو اُن کی یادیں لوگوں کے دلوں میں نازہ رہتی ہیں، صدیاں گزر جاتی ہیں لیکن خلق خدا کے دلوں سے اُن کی یادوں کے لغوش ٹوٹتے ہوئے پاتے۔ اُن کی عمریں جبر و استبداد، ظلم و استبداد اور نا انسانی و حق تلفی کے خلاف جہاد کرتے گزر جاتی ہیں، اس لئے ایسے مجاہد صاحب حیثیت طبقات اور حکومت پرست لدنی "کلمہ لاء" کی فکر میں سدا مستحب رہتے ہیں۔ بقول احمد فراز

امیر شہر کی نظروں میں مقصد و سرکش

خطیب شہر کے خطبوں میں کافر و مرتد

لیکن یہ مردان درد و دلش اُن تمام مخالفانہ اقدامات سے بے پروا ہو کر اپنی عمر بھر اپنی زندگیوں اور اپنی تمام تر مسمائی اپنے مشن کی تکمیل میں اس طرح صرف کر دیتے ہیں کہ

دستا کش کی تمنا نہ ملے کی پروا

☆

حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے عوام دوست، بے لوث اور بے دریا مجاہدوں میں سے ایک تھے جنہوں نے تمام عمر غلبہ وین و آزادی، مسہوریت اور حقوقی انسانی کی جنگ لڑی، ہر آمر کے خلاف غرہ بکبیر بلند کیا، قید و بند کی صعوبتوں سے لبر آزا رہا ہوئے، قاتلانہ حملوں کی زد میں آئے مگر اُن کی زبان پر ہمیشہ یکساں رہا کہ

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

نے اہل مسجد ہوں نہ تہذیب کافر زند

☆

زمانہ نے اُن کی کوئی قدر کی یا نہ کی، اُن کی عظمت و سلطنت کا اعتراف کیا یا نہ کیا مگر تاریخ اُن کی مہربانی منت اور منوان احسان رہے گی۔ نسل انسانی کا یہ وہی قبیل ہے جو درست طور پر اپنے مقصد حیات کی صداقت پر یقین رکھتے ہوئے نیکی اور اچھائی کی شرفا ہونے والی دنیا میں زندہ رہتی ہے۔ ایسے لوگوں کا دل و دماغ شک و خدہ سے پاک، صاف اور شفاف ہوتا ہے۔ اب جو دور جدید شروع ہوا تو اس دور کی اپنی ہی بہت نیکی جدید طرز میں اور ادائیں ہیں، جن کی منظر کشی بڑے درد اور کرب کے ساتھ سن بھوپالی نے اپنے اس قطعہ میں کی ہے۔

تلقین اعتماد وہ فرما رہے ہیں آج

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھئے منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

☆

حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی وسیع معلومات کا یہ عالم تھا کہ ہندوستان سے لے کر سیاست تک، ادب سے لے کر فلسفہ و حکمت تک، قرآن سے لے کر تاریخ و تہذیب تک کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر انہوں نے تحریر و تقریر میں عالمانہ اور نا ملانہ نظائر خیال نہ کیا ہو اور اس سے انکار ممکن نہیں کہ یہی سیاست کو حقیقی معلومات، طاقتیں اور وسعتیں انہوں نے بخشی ہیں وہ اپنی نظیر نہیں دیکھتے۔

کر دلوں دہشتیں ہوں حضرت فیاضی کی فکر بہت

کوئی صدیوں میں ایسا صاحب ارشاد ہوتا ہے

☆

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿8﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

حضرت مجاہد ملت قدس سرہ المعزز کا پھر اُن اکابرین ملت اسلامیہ میں ہوتا ہے جنہوں نے علمی و فکری، سیاسی و دینی اور عملی طور کی حوالے سے نہ صرف برصغیر بلکہ عالم اسلام کی نہایت ہی نادرک وقت میں رہنمائی فرمائی۔ ملت اسلامیہ کو جو آست افکار کی حقیقت سے آگاہی بخشی اور فکری اسلامی کی پاسداری کا فریضہ انجام دیا۔ گفتار و کردار کے اس مجاہد نے اپنے اسلامی فکر و فلسفہ کی بنا پر تحریک پاکستان کے دوران ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ شرق و غرب اور شمال و جنوب برصغیر کے لوگ آپ کے افکار سے متاثر ہونے لگے۔ چنانچہ آج پوری دنیا میں اسلامی نظام کے نفاذ اور اسلامی اقدار کی پاسداری کی جب بات ہوتی ہے تو حضرت مجاہد ملت کی کتابوں "خلافت پاکستان"، "مسودہ آئین خلافت پاکستان"، "تفسیر اسلام (مقام رسول) حق کی روشنی میں"، "اتحاد بین المسلمین" اور "پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟" میں پھیلے ہوئے افکار و نظریات کو رہنما اصول بنایا جاتا ہے۔

اب جس کے پی میں آئے وہی روشنی پائے
ہم نے تو دل جلا کے سر جام رکھ دیا

تحریک پاکستان میں حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا کردار روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ پنجاب میں قائد اعظم کی تابعیت و حمایت میں سب سے پہلی اور موثر آواز حضرت مجاہد ملت اور اُن کے تخلص اور فریاد و فقاہت تھی ۱۹۳۱-۳۲ء میں جب سرسکند حیات خان وزیر اعظم پنجاب، اپنے صوبہ میں مسلم لیگ کے قدم جتنے نہیں دیتے تھے اور طرح طرح کی سازشوں سے اسے خاموش و نامراد بنانے پر تلے ہوئے تھے تو یہ حضرت مجاہد ملت اور اُن کے سرکل میں ساتھی ہی تھے جنہوں نے سرسکند کو چیلنج کیا اور پنجاب میں اسلامیات ہند کے دلوں کی دھڑکن مسلم لیگ کے باقاعدہ قیام و استحکام کی راہ و سوار کی اور قائد اعظم سے ملاقاتیں کر کے پنجاب میں اُن کے دوروں کا اہتمام و انصرام کیا اور اس طرح مسلم لیگ کو تقویت حاصل ہوئی۔

پھر نوجوانوں مسلم لیگ حصول پاکستان کے نصب العین کی طرف بڑھ رہی تھی، معاندین کی سازشوں، مخالفتوں اور رکاوٹوں میں تیزی آ رہی تھی، ادھر انگریز، ہندو اور سکھ محاذ پاکستان کے خواب کو شرمندہ تعبیر ہونے کے تصور سے لرزاں تھا اور حضرت قائد اعظم اور مسلم لیگ کے لئے وقت سے مسائل کھڑے کر کے اپنی اذلی وادی، خیانت کا خوفناک مظاہرہ کر رہا تھا۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿9﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

یہ تھے حالات و واقعات جب ۱۹۴۵ء میں اسلامیات ہند کی لاقی، فکری، تاریخی سیاسی اور دینی رہنمائی کے لئے حضرت مجاہد ملت نے اپنے ہمراہ دوست اور ساتھی میاں محمد شفیع (م ش) کے ساتھ مل کر "پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟" کے نام سے ایمان افروز اور باطل موز کتاب رقم فرمائی اور اسی سال ہی زیر طاعت سے آراستہ کر کے مسلم لیگ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ اس کتاب میں "پاکستان ہے کیا؟"، "بنے گا کیسے؟" اور "ہوگا کیا؟" کے زیر عنوان بڑی دانشمندی، دید و دوری اور فکر و سوز سے تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ ۱۹۵۷ء تک کی تاریخ پر ماحضہ، ناقدانہ اور عالمانہ انداز میں نظر ڈالی گئی اور بتایا گیا ہے کہ مملکت خدا داد پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ہم کیسے اسے کامیابی و کامرانی کے ساتھ چلائیں گے اور اس کو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی، جمہوری مملکت اور ناقابل شکست و ریاست بنائیں گے۔

خدا کرے کہ میری ارض پاک پر آکرے وہ فصل گل جسے اندر نہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو

قیام پاکستان کے بعد حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ اپنے مشن کی تکمیل، مقصد کے حصول اور ریاست کی فوز و فلاح کے لئے کمر بستہ پایہ نگاہ اور جاہ و پیار ہے و قیود و بند کی تکلیفوں، قاحلانہ عملوں کی کافتوں اور تجسس و داری اذیتوں سے خبردار رہے۔ اُن کے پائے استقلال میں ذرا بھر بھی لغزش و لرزش نہ آئی مگر انہوں نے لادینی قوتوں اور مصلحت پسند حکومتوں نے اُن کا راستہ کھوتا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور زندگی بھر جدوجہد کرنے کے بعد ۱۹۷۱ء کو ان کا قطرۂ حیات خیر ابدیت سے وصال آشنا ہو گیا۔

خوشی کی رات ہو کہ غم کا موسم انکراستے ڈھونڈتی ہے ہر دم
دو دوئے گل تھا کہ غم نہ چلا، امرے تو دل میں آگیا وہ
وہ ہجر کی رات کا ستارہ وہ ہم نفس، ہم ظن، ہمارا
سدا رہے اُس کا نام پیارا، سنا ہے گل رات مہر گیا وہ

ضرورت تھی کہ حضرت مجاہد ملت رحمہ اللہ علیہ کی اس نادر و نایاب کتاب کو شائع کر کے محام و خواص کو سمجھاؤں اور نوجوانوں کو خصوصاً اُن کے افکار سے روشناس کرایا جائے تاکہ شاید کوئی اُن کے مشن کی تکمیل اور اُن کے مقصد کے حصول کے لئے اپنی زندگی، اپنی خدمات اور اپنی صلاحیتیں وقف

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿10﴾
 مولانا محمد عبدالستار خان غازی

تیز دیکھو ہر غار کو اسے دھبہ جنوں
 شاید اگلے کوئی آبد پائیرے بعد

اور پھر یوں اس غزاں بید گلستان میں بہا مارا جائے۔

قارئین کرم کو یہ معلوم کر کے لہجہ ایمان سے خوشگوار حیرت کا سامنا کرنا ہوگا کہ یہ نادر و نایاب کتاب کیسے حاصل ہوئی۔ مولوں کے ۹۔ دسمبر ۱۹۸۳ء بروز پیر جب یہ نقش ہرادر حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ ۲۲۔ اولیٰ قمری روڈ اسلام پورہ، ناہور پبلشرز قدم پوری حاضر ہوا تو آپ نے از رو لطف و کرم اپنے ذاتی نسخہ سے سرفرازا فرمایا۔ آپ یہ پیرے و نیم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایک دن یہ ڈیکٹر میرے زیر اہتمام نایاب و نایاب سے آراستہ و جڑا ستہ ہو کر اپنے درخشاں ماضی کو فراموش کردہ نوجوانوں کے لبوں میں حلاوت کا عطر بنے گا اور شاید اس طرح علقانی روح کا سامان بھی ہو جائے گا کیونکہ۔

علقانی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
 نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

☆

دلِ دانا اور چشمِ بشار کئے والے شاید اس نکتہ کو سمجھ گئے ہوں اور اس راز کو پا گئے ہوں کہ اس عنایت کی غایت کیا تھی۔ واہ رے درویشِ دانا! میں حیرت، فرست اور عظمت کے قربان جاؤں۔

من چہ در پائے تو ریزم کہ سزائے تو خود
 مر نہ چیز بیت کہ شائستہ پائے تو خود

☆

حبیب گرامی قدرہ لدائے مجاہد ملت، لجر سیال کوٹ جناب ڈاکٹر خالد سعید شیخ اور آجروئے علم و ادب، مداحِ مجاہد ملت جناب پروفیسر سیف اللہ خالد سائیں استاد شعبہ تہذیب اسلامیہ کالج سولہ آئین لاہور نے اس کتاب کی جلد اشاعت و طباعت کے لئے مجھے ہار پارا کسایا اور مہینہ لگائی۔ دارِ فکر اکابرِ نقشبندیہ، پشاور تعلیمات مجذوبہ کی ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس شعبہ عربی و گورنمنٹ جی ای یونیورسٹی لاہور نے اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا جب کہیں جا کر یہ ارمانِ فکر و سیاست اور دانش و حکمت طباعت کی منزلوں سے گزر کر پیارے معاونین اور قارئین کی نذر

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿11﴾
 مولانا محمد عبدالستار خان غازی

ہوں۔ لیکن اسے پڑھیے اور حضرت مجاہد ملت کی پانچ نظری، حب الوطنی اور روشن نگری کی وار و بجے بلکہ سلام کیجئے اور وطن عزیز کی بقاء اور سلامتی کے لئے کمر بستہ ہو جائیے۔

☆

میں شکر گزار ہوں وطن عزیز کے نامور مذہبی سکالر بزرگ اہل علم اور معروف مصنف حضرت صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری دامت برکاتہم عالیہ زبیب سجادہ گزشتہ اختیارات طبع و جسم یار خاں کا کہ انہوں نے میری درخواست کو شرفِ قبولیت بخشے ہوئے کتاب ہذا کے بارے میں مگر القدر تاثرات سے نوازا جو نہایت کتاب ہیں۔ اللہ کریم جل شانہ اُن کا سایہ ہمارا پادریہ سلامت رکھے۔

اور شکر یہ ادا کرنا ہے مجھے ملک کے ستارہ دانشور، ہر پاکستانیات اور نظریہ پاکستان کے پرستار جناب ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا دیر سراج سکالر نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن لاہور کا کہ انہوں نے لہجہ ایمان سے فاضلانہ "پیش لفظ" تحریر فرما کر کتاب کی غرض و غایت بڑے احسن انداز میں بیان کر کے بڑا احسان فرمایا ہے، جس سے حضرت مولانا غازی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات و افکار کو سمجھنے میں آسانی ہوگئی ہے۔ خداوند قدوس اُن کو اجرِ عظیم سے نوازے اور اُن کی مساعی و محنت اور خدمات میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد صادق تصویر

معتد اعزازی

مجاہد ملت فاؤنڈیشن

نرج کلاں طبع تصویر۔ ۵۵۰۵۱

۷/ ستمبر ۲۰۱۰ء مشکوٰۃ

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿12﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

پاکستان کی کہانی

بیکر عزیمت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی زبانی ﴿﴾

(سید محمد طارق خان قادری صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں)

زباں پہ پار خدا یا یہ کس کا نام آیا

کہ میرے لفظ نے ہرے مری زبان کے لئے

بیکر عزیمت، دنا آستانہ رخصت، شمس عزم و ہمت، سیدنا امام حسینؑ اور امام احمد بن حنبلؑ کے مسلک کے سچے و کار مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا نام لینے سے لعل ذرا ٹھہریے! مجھے پہلے لفظ کی کتابوں سے باطل سے مصالحت، مفاہمت، موافقت، مداخلت، حق کے بارے میں کیا اور نہ ہی ایسے تمام لفظاں کھرج لینے دیجئے کہ یہ سارے دعوے مولانا کی زندگی کو ٹھوکر بھی نہیں گزروں گے مولانا کی ساری زندگی تقیر کی ہے اس شعر کی تصویر دیکھو:

گریز دار مصعب ماہر کہ مروغوا عیست

کسے کہ تھکتہ نہ خدا از تھیلے ما عیست

☆

شخصیات کے بارے میں میرا نظریہ یہ ہے کہ یافتہ نمی شود آتم آرد دست" کا سہ ہے۔ بے جا عقیدت، فرضی تصورات اور رائی کو پہاڑ بنا کر دکھانے کے مرض سے بھرا اللہ بڑی حد تک میں محفوظ ہوں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا مجموعہ کمالات لوگوں سے خالی ہے، جلوت و خلوت میں تضاد، ذاتی مفاد و باؤ، خود غرضی اور اقتدار کی ہوس ایسے معاملات ہیں جہاں بڑے بڑے نامور لوگ لڑکھڑا گئے ہیں۔ کسی کے پاس علم و فضل زیادہ ہے، کوئی تو افسانہ زیادہ ادا کرتا ہے کسی کے ہاں سال میں دوسرے کرنا ضروری ہیں۔ یہ دن لوگوں کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں جو حق کی سر بلندی کے لئے پچاسی کے پھندے کو چم کر گلے لگاتے اور کال کو ٹھڑکیوں کو آہاد کرتے ہیں اور ان کا لہرہ مستند ہمیشہ یہ جاتا ہے:

کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حسن لے جاتا ہے

ہم خاک نشینوں کی خاک میں زمانہ ہے

☆

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿13﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

میں اپنے تجربے اور فکر شعری زندگی میں اسی معیار کے اعتبار سے دیکھتا ہوں تو تین شخص مجھے بولنے سے نہیں بھولیں۔

نئی کشان عشق کی ہر جیسے ہے کیا خبر

وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے

اس دور نیکی مایہ اور زمانہ قحط الرجال میں میرے اپنے تعلق، ذاتی مشاہدے اور تجربے کے مطابق دو تین افراد یہ ہیں (اس کا مقصد یہ نہیں کہ اس دور میں صرف یہی حضرات تھے، میں اپنے حوالے سے بات کر رہا ہوں) بطل حسرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، اسلام کے مرد مومن مولانا محمد ابراہیم علی چشتی اور مرید خاندان میر محمد اثین خاں کھوسہ۔

☆

سراب کے پیچھے بھاگنے والی نئی نسل کو کسی اور مٹی سے بنے ہوئے ان لوگوں کا صحیح تعارف کرایا جائے تو شاید وہ یقین ہی نہ کریں کہ اس قسم کے لوگ بھی اس دھرتی پر موجود رہے ہیں۔ کیا خوب فرمایا ہے حضرت اقبالؒ نے۔

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں

یہ عاشق کون سی ہستی کے یارب رہنے والے ہیں

☆

آج "مولانا" کے لفظ سے بظاہر جس بکے پینا، نگہ نظری، کم علمی، محفوت کے ساتھ (مفاہمت، مصالحت، عزیمت کی بجائے رخصت کا تاثر آجھرتا ہے، اس لحاظ سے "مولانا نیازی" اور "مولانا محمد ابراہیم علی چشتی" کو "مولانا" کہنا یا سمجھنا پر لے ورے کی ناواقفیت اور ناانصافی ہے۔ اگرچہ "مولانا" کا لفظ ڈاکٹر (پی ایچ ڈی) سکالر، دانشور، مفکر اور محقق سے باندھ مرتبہ اور انساب کا جامع ہے اور خود راہم ایم ابراہیم علی چشتی (مولوی محمد ابراہیم علی چشتی) اور مولانا عبدالستار خان نیازی اپنے نام کے ساتھ "مولانا" کا لفظ پسند کرتے تھے۔

☆

پاکستان کا مطالبہ کیوں ہوا؟ اس قدر پڑھائی کیوں ملی اور اس کے محرکات اور اسباب کے بارے میں آج بھانٹ بھانٹ کی بولیاں سننے میں آ رہی ہیں، لے دے کے تان اسی پر آ کر ٹوٹی ہے کہ اس مطالبے کا تعلق مذہب، مذہبی نظریے، یا اسلامی حکومت سے نہیں تھا۔ اس کی تائید میں قائد اعظم محمد علی جناح کے ایک آدمہ بیان کو زور مرد کر پیش کیا جاتا ہے اور ان کے

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿14﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی
 سینکڑوں ان بیانات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس میں انہوں نے نئی اسلامی مملکت کے بننے
 بنائے دستور قرآن مجید کا تذکرہ کیا ہے۔ دوسری طرف چند کانگریسی علماء کے کردار کو اس حدت
 کے ساتھ دہرایا جاتا ہے گویا سارا مذہبی طبقہ اس کا مخالف تھا، تاریخ کے ساتھ اس قدر سنگین مذاق یا
 اس سے بے خبری کو کیا نام دیا جائے۔ ناظرین مگر یہاں ہے اسے کیا کہیے۔

☆

پاکستان کے حق میں برصغیر کے کولے کولے میں ۱۹۳۶ء تک "آل انڈیا
 مسلم کانفرنس" برصغیر کے سارے مذہبی خالو اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے نمایندہ
 تمام علماء کرام و مسندہ اہلسنی سے پاکستان کے حق میں قرارداد منظور کرانے والے پیر محمد جمعی
 شریف، سرحد کے پیر صاحب مانگی شریف اور پیر صاحب زکوزی شریف، فخر مملکت مولانا عبدالخالق
 بدایونی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، مولانا
 محمد ابراہیم علی چشتی کی آسپاز سے لکھی جانے والے جدوجہد کس کھاتے میں تھی؟

☆

سرحد، بلوچان اور معذرت خواہانہ طور پر عمل کے حامل حضرات کے نزدیک اسلام کا فقرہ
 برصغیر کے کروڑوں لوگوں کو ایک پایہ فارم پر توجہ کر سکتا تھا مگر یہ کسی نظام حکومت کے قائل نہ
 تھا۔ قاضی وایا اولیٰ الا بصار.....

☆

ایک دفعہ ایک معروف سابق بیوروکریٹ نے مجھے گفتگو کے دوران کہا کہ قائد اعظم
 نے اسلام اسلام کا فقرہ مولویوں اور مذہبی طبقے کو یہ قوف بنانے کے لئے لگایا تھا، میں نے کہا یہ تو
 کوئی انتہائی دوغلا آدمی کر سکتا ہے جبکہ جناح کے دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اہل فکر سے،
 صاف گو اور قلمس لیڈر تھے۔

☆

صاف اور سیدھی بات ہے کہ جن لوگوں نے پاکستان بنا یا وہی صحیح طور پر بتا سکتے ہیں کہ
 پاکستان کیوں بنایا گیا؟ اور یہی نامور لوگ پاکستان کے حقیقی غیر خواہ ہو سکتے ہیں اس لئے کہ انہوں
 نے انگریزوں کی جہالت اور جہانم ارتقا سے نکلنے کے لئے پاکستان کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں
 برداشت کیں۔

☆

~~~~~

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿15﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی  
 ہماری بدقسمتی کا آغاز پاکستان بننے کے فوراً بعد ہو گیا، پاکستان بنانے والوں نے یہ  
 ملک صرف نمازیں پڑھوانے اور روئے رکھوانے کے لئے نہیں بنوایا تھا، ان کے پیش نظر ایک  
 ایسی نظامی ریاست تھی جس میں ہر آدمی کو رزق، سب کے لئے عدل و انصاف، ہر شخص کے لئے  
 علاج معالجے اور جان و مال، عزت و آبرو کا تحفظ، ہر شہری کے لئے ریاست کی منہ داری تھی،  
 یہاں وجہ عزت سرمایہ داری و جاگیر داری نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاقی اوصاف، یہ نیت، امانت و تقویٰ  
 اور خدا ترسی ہوں۔ چنانچہ مجاہد مملکت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے "مشہور خلافت پاکستان"  
 میں "انتہاء فرعونیت"، "انتہاء قارونیت" اور "انتہاء یزیدیت" کے منانات میں انہیں انتہائی  
 خوبصورتی اور مہارت سے واضح کر دیا ہے۔

☆

مولانا نیازی نے اپنے مسجد تھے اور نہ تہلہ سید حاضر کے فرزند، وہ "فکر اقبال" کی چلتی  
 بھرتی تصویر تھے، انہیں علامہ اقبال کا سارا کام از تھا اور وہ اس خوبصورتی سے علامہ کے اشعار  
 پڑھتے کہ گویا یہ شعر اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے۔ مولانا نیازی کا عزم و حوصلہ اور ان کے عزائم  
 افلاک سے بلند پہاڑوں سے مضبوط اور فولاد سے سخت تھے۔ یہ شعرا یسے ہی لوگوں کے لئے کہا گیا  
 ہے۔

لے ہم لا مہسن لکبار ہا  
 و ہمعة الصغریٰ اجل والمدھر

(ان کے بڑے عزائم کی تو کوئی انتہاء ہی نہیں، ان کا بھروسہ عزم و ارادہ بھی زمانے سے بڑا تھا)۔

☆

مولانا نیازی پاکستان بنانے والوں میں سے تھے۔ وہ فنانی الپاکستان تھے مگر اس لئے  
 کہ ان کے نزدیک پاکستان دنیا میں خلافت راشدہ کی طرز پر، ایسا ایسی الپاکستان بنانا تھا جو  
 جو دنیا کے لئے ماڈل بنے گا۔ اسے بسا آرزو کہ خاک خند۔

☆

جدید تعلیم یافتہ طبقے نے پاکستان کا جو شہر کیا ہے وہ سب نے اسے ہے۔ اس جتنے  
 لئے پاکستان کو نہ صرف اس کی منزل سے دور کیا، بلکہ خود منزل کو ڈھیر غلغلے کے ذریعے خواب  
 پریشان کرنے میں اب تک مصروف عمل ہے۔ اسے مال مفتوحہ سمجھ کر لونا، یہاں لوٹ، قسوت،  
 رشوت، ہمدردی، ملاقاتیوں کی دلی روایتیں قائم کیں، انہیں دیکھ کر مولانا نیازی ایسے لوگوں کے  
 لئے

~~~~~

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿16﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

دل خون ہو گئے۔ یہ لوگ حصول پاکستان تک قید و بند کی الزمیں اور پھانسی کے پھندے چوم کر پیچھے تھے مگر جو لوگ ان کرسیوں پر قابض ہوئے انہوں نے ان سے پلٹ کر یہ نہیں پوچھا کہ آخر آپ لوگوں نے اس قدر قربانیاں دی کیوں تھیں؟ وہ چلا تے رہے۔

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

تھیک وہاں ہمارے مل ہی ملنے کی اکثریت نے بھی جس کند ذاتی اور بے بصیرتی کا ثبوت دیا، اس سے قدرت کی طرف پاکستان کی صورت میں ملنے والی یہ قسمت اپنی افادیت کھو بیٹھی۔ یہ ایک زخرفش داستان ہے۔

گلد جھائے وفا نہ کہ حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی ننگہ سے میں بیاں کر دوں تو کچھ ستم بھی ہری ہری

☆

یوں تو پاکستان کی تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کرنے میں ایک محنت محض سے لے کر بڑے لیڈروں تک ہر طبقہ فکر کے لاکھوں لوگوں کی جدوجہد اور قربانیاں کا حصہ ہے۔ تاہم میں قدیم و جدید کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اس وقت کے چند ایسے نوجوان قائدین کا ذکر بطور خاص کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنے اعلیٰ کردار، اسلامی نظریہ حیات پر کامل یقین، ذاتی زندگیوں میں بے جوش اور قلعہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو تحریک پاکستان کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ان میں مولانا محمد ابراہیم علی چشتی (ایم ایم ابراہیم علی چشتی)، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، جناب سعید نظامی بانی ”نوائے وقت“، رمیاں محمد شفیق (م ش)، اور حکیم محمد انور ہامد کی سرپرست تھے۔ مولانا محمد ابراہیم علی چشتی ایک لحاظ سے ان سب کے قائد اور رہنما تھے۔ ”پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟“ میں روزنامہ ”نوائے وقت“ ۱۶ مئی ۱۹۴۵ء اور ۱۷ مئی ۱۹۴۵ء کے پرچوں میں جس حضرت بابا بلید کو ہی زبیلہ عانی ادام اللہ فیہم کے ملفوظات کے اقتباس دیئے گئے ہیں، مجھے ذاتی طور پر علم ہے اس سے مراد مولانا محمد ابراہیم علی چشتی ہیں جو نہ صرف تحریک پاکستان بلکہ مسلک، نظریات اور فکر کے حوالے سے ان سب کے رہنما تھے، راقم السطور کو مولانا محمد ابراہیم علی چشتی کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ اس زمین کے نہیں کسی مژدہ نور کے باشندے معلوم ہوتے تھے۔ تاریخ، تحقیق، علم اور مختلف زبانیں ان کے سامنے ہاتھ بانٹے ہوئے لگتی تھیں۔ وہ تقویٰ و طہارت کا پیکر تھے۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿17﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

وے صورتیں الٹی کس دہس ہستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں تر متیاں ہیں

☆

پاکستان کیوں بنایا گیا؟ مناسب ہے کہ نئی نسل انگریز کے معنوی چالشوں کی تشریح و تعبیر کو چھوڑ کر مجاہد پاکستان مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی یہ کتاب ”پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟“ کا مطالعہ کرے۔ اس طرح وہ ”منشور خلافت پاکستان“ پڑھے جسے مولانا نیازی نے ترتیب دیا ہے۔ اسی طرح وہ مولانا عبدالجواد بدایونی کے وہ رسائل دیکھے جنہوں نے قیام پاکستان سے پہلے کے تحریکات کی وضاحت میں تحریر کئے۔

☆

جناب محمد صادق قصوری طویل عرصے سے نئی نسل کو ماضی کا آئینہ دکھانے میں مصروف ہیں تاکہ اس کی روشنی میں مستقبل کا لائحہ عمل طے کرے۔ ماضی سے کٹ کر نہ حال کی اصلاح کی جاسکتی ہے اور نہ مستقبل کے خطوط متعین کئے جاسکتے ہیں۔ پاکستان اور بانیان پاکستان سے متعلق قصوری صاحب کا علمی و تحقیقی کام افراط و تفریط سے صاف اور سراسر تحریک پاکستان کا قیمتی اثاثہ ہے۔ امید ہے قیام پاکستان سے پہلے تحریک پاکستان کے ایک نامور قائد کی تحریر کردہ یہ کتاب پاکستان کے قیام اور وجوہات پر پڑنے والی گرو صاف کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی۔

فی گردید کوہ رعینہ معنی رہا کروم
حکایت بودہ پائیاں بھاموشی ادا کروم

☆

۱۸/ اپریل ۲۰۰۸ء
سید محمد لاروقی القادری ایم اے
مسجدہ نعیم، خانقاہ قادریہ گزنی، اختیار خاں
ضلع رحیم یار خاں۔

☆/☆/☆

پیش لفظ ﴿﴾

(ڈاکٹر سر فرزانہ حسین مرزا ریسرچ سکارلنٹریہ پاکستان ڈاکٹر یٹن، لاہور)

میں سمجھتا ہوں کہ ہندوہ میں کی تقسیم ہی تحریک پاکستان کے نکلنے کا آغاز ہے اور ہندو دھن کو کھینچے اور پاکستان کو قائم کرنے کے فکری مراحل پر میر حاصل بحث اس کتاب کا لب لباب ہے۔ پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ کے عنوان کے تحت ریہ نظر تصنیف میں تیار ہوا مکتبہ مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی (مرکز) جو تحریک پاکستان کے فعال کارکن رہے اور "حجاب مسلم ملوڈنٹس فیڈریشن" کے بنیادی عہدیداروں میں سے ہیں، نے "خلافت پاکستان سکیم" اس وقت پیش کی جبکہ تقسیم ہند کی دیگر سکیمیں قائم مقام محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملک بھر کے مختلف حصوں سے متعلق مسلمان پیش کر رہے تھے مولانا نیازی کی یہ سکیم بھی اسی دور کی ایک نادر دستاویز ہے۔

مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی نے دیگر ساتھیوں کے تعاون سے مختلف پمفلٹ تیار کئے جو لو جو اہلور کے علاوہ مسلمان حلقوں کی کثیر تعداد میں تقسیم کئے گئے تاکہ انہیں "خلافت پاکستان سکیم" کے تحت مختلف پروگرام شروع کرنے کے طریقہ کار سے آگاہی حاصل ہو جائے۔ اس کے نزدیک اہم بات یہ تھی کہ "خلافت پاکستان سکیم" کے تحت پاکستان میں اسلامی حکومت قائم کی جائے اور اس مسئلے میں انہوں سے بہت دباؤ ڈالا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے دیگر تیار پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر عبداللطیف کی سکیم، چوہدری رحمت علی کی پاکستان دینی تحریک، میاں کفایت علی (سہیلانی) کی "کنفیڈرسی آف، ڈاکٹر اور سر سکندر حیات کی علیحدگی کی تجویز کو حصہ دو جو بات کی تیار کردہ گئے ہوئے انہیں بے معنی قرار دیا۔

زیر نظر تصنیف بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ جس میں ایک حصہ تاریخ اور دوسرے میں "خلافت پاکستان سکیم" کے تحت ممکنہ شعبوں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۱۹۴۷ء تک چار حصوں میں بڑھنے کی تاریخ کا تجویز بیان کیا گیا ہے جو مطالعہ پاکستان، تاریخ اور سیاست کے طلباء کے لئے خاص طور پر لائحہ عمل بن جائے گا۔ پاکستان میں ممکنہ شعبہ جات کو ۵ بنیادوں کے حوالہ سے تجویز کیا گیا ہے اور پاکستان کے مرد حضرات اور خواتین کے لئے لائحہ عمل پیشہ درمہ دیوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس تصنیف میں مولانا نیازی نے شریعت فردش، یرہمن کا دھن، دیکھنے کی خصوصیات،

فرنگی کی چالیں اور پڑھ لکھے بابو حضرت کی حبیب پر بڑی تفصیل سے بحث کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کے روال کا سبب دینی تفرقہ اور صابہ حیات کی خوشحالی کا نتیجہ ہے اور یہ تو حید کو ترک کرنے کی وجہ سے ہیں۔ اس بحث میں وہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم پاکستان میں تو حید اور ایمان کی بناء پر خلافت اسلامیہ قائم کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے لئے شریعت فردش لوہا پر ہمن، فرنگی اور بنی حضرات حائل ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہماری تصویر پاکستان گر کچھ ہے تو وہ ایک فلسفہ زندگی اور صابہ حیات ہے۔ یہ فلسفہ اور صابہ بنی تصنیف کے، شہرست کچھ بائیں بلکہ دینی رسوم اور شریعت کے خیرہ موسال پر ہے اصول ہیں۔ ہم نے صرف اصولوں کو موجودہ حالات پر جائزہ کر کے اس سے جو نتیجہ برآمد ہوا ہے وہ آپ کے سامنے پیش کیے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ "مغرب میں پاریمان نظام کام دے گا جہاں ایک قسم کے سوئیٹ بننے ہیں لیکن جہاں بہت بھانت کے جاندار سکونہ رکھتے ہیں وہاں تو بڑی تعداد والوں کو جلدی احساس ہونے لگتا ہے کہ اس اصول نے ہمیں تو بارڈالہ ریہ وہ تعداد والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگے اور ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پیچھے۔ بڑی ناگوار صورت حال ہے۔"

مولانا نیازی کہتے ہیں کہ "پاکستان کے معنی ہیں ایک ایسا امتدھن، ایک، ایسی سلطنت، ایک ایسی اقتدھ جس کی تمام بھل تو حید، در ایمان پر ہو"۔ گویا ہم ہندوستان میں اسلام کا ایک دینی، حمزی، سپوکی اور جنگی مرکز قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں روحانی، اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سپوکی، فوجی، تعلیمی، فزنی ہر قسم کی توفیق نظام کے باگ، ہم اور صرف ہم ہوں گے۔" ہم پاکستان میں تو حید و ایمان کی بناء پر خلافت اسلامیہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ "خلافت پاکستان کی اسلامی حکومت کا قانون دیہی اور لوجاری معنوں میں شریعت اسلامیہ پر ہوگا۔"

زیر نظر تصنیف میں جامع مکتبہ مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی نے پاکستان کے ہر شعبے میں بھی اقتدھ، دیات، دفاع، خارجہ پالیسی، قانون، تعلیم، ملی جذبات، ایسے ہر پہلو پر اسلامی نکتہ نظر سے ستر حاصل بحث کی ہے۔ ان کا دھن ہے کہ "تسمیر عام" اور "تسمیر کائنات" ہمارا مقدر ہے۔" موجودہ حالات میں یہ کتاب مظرعام پر آتی چاہئے تھی۔ خدا دہر تعالیٰ علی شہد جناب محمد صادق قصوری اور ان کے معاونین کو اجر سے نواہے۔ (آمین)

ڈاکٹر سر فرحان حسین مرزا

۲۰ اکتوبر ۲۰۰۰ء

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿20﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیادری

﴿مقدمہ﴾

۱۱/ جولائی ۱۹۴۵ء کو شملہ سے دیوں کانفرنس کی ناکامی کا اعلان ہو گیا۔ اس خبر کے پھر ایک مرتبہ ہندوستان کے مسلمان کو احساس ہوا کہ ہمارے مستقبل کی حفاظت نہ بننے کی وجہ سے ممکن ہے اور شفرنگی کے سہارے۔ یہ دونوں اور کھڑکی دوسری دہریں پردہ حائق سے چائے کب ہمارے خلاف مل بیٹھیں۔ ہمارے مستقبل صرف ہمارے اپنی حق شناسی اور حق جوئی کے ساتھ دایستہ ہے۔

یہ دو اوصاف ہے جو ہم آفاقی شجر سے رہتی، باطوریست کے مطابق ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے آئے ہیں۔

دولہ مارلو کے وقت، مورسوی ۱۶ مئی ۱۹۴۵ء، دور ۱۶ مئی ۱۹۴۵ء کے دو پرچوں میں حضرت بابا بلند کو بیڑا بدستاری، م، اللہ بخشیم کے خطوط، چھپ چکے ہیں۔ اس رسد کی پہلی فصل میں وہ دونوں مضامین نکل گئے جاتے ہیں۔

ہم دونوں اس بزرگ کے بلند اور پاکیزہ افکار اور اسلامی گہوار سے لہایت متاثر ہوئے۔ ہم دونوں کو بجائے خود خیال پیدا ہو کہ مسلمانانہ ہند کے موجود مسائل کے متعلق اس مرقع آگاہ کے ارشادات، اگر ایک رسد کی شکل میں پیپ جائیں تو اس سے پاکستان کے متعلق ہمارا خواب بہت جلد بیدار ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔

چنانچہ اسی سال ۱۰ رمضان کے آخر میں ہم دونوں، کئیے حضرت بابا صاحب کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ گیارہ روز تک ہم تبادلہ خیالات، ہوتا رہا۔ اس گفتگو کا نچوڑ اس رسالہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ پاکستان اور خلافت کے موضوع پر بعض قدیم رسائل میں سے کچھ اقتباسات بھی حضرت بابا صاحب کی اجازت سے اس رسالہ میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

رمضان، ہمارے بزرگ کے ان نورانی گیارہ دنوں میں حضرت بابا صاحب کی برکت سے جس موضوع، موضوع اور حضور و ظہور اور سرور کی سعادتمندی نصیب ہوئی، مدت العمر ہماری زندگی کی بہترین یاد رہے گی۔ حضرت بابا صاحب سے ملاقات کے بعد ہم کو پاکستان کے قیام کا پختہ یقین ہو گیا ہے۔ یہ ہماری اور اس رسد کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ ہم دیکھنے والی اللہ کے دور میں پیدا ہوئے ہیں۔

ہماری وی ڈھا ہے کہ جس طرح حضرت بابا صاحب کے فیضان صحبت سے پاکستان کا

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿21﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیادری
مسئلہ ہماری نظروں میں بالکل صاف ہو چکا ہے۔ اسی طرح حالت مسکین بھی حضرت کے ملفوظات سے مستفیض ہوں۔

حضرت بابا صاحب کے ارشادات کے بعض حصے خواص کے سامنے پیش کیے جاسکتے تھے وہ حصے اس رسالہ میں سے حذف کر دیئے گئے ہیں۔ وقت آنے پر انہیں حضرت بابا صاحب خور پاکستان کے بچے عقیدہ میں کے سامنے بیان کرے گا ردا رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل شدہ ہمیں اور سب اہل پاکستان کو توفیق دے کہ جلد بابا صاحب کو سر زمین پاکستان میں مدعو کیا جاسکے۔

الہ، قمان

محمد عبدالستار خان نیادری ایم اے
رکن کونسل آس اینڈ یاسلم ایکٹ
محمد شفیع ایم اے
چیف رپورٹر اخبار "سورج پٹھان" گزٹ
لاہور

☆☆☆☆

﴿حضرت بابا بلند کوہی زابلستانی دام اللہ فیہ وسلم﴾

(حضرت بابا بلند کوہی زابلستانی کی پر اسرار اور خفائی شخصیت نے قوموں سے ہی عربوں کے اندر ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی عقلموں میں جواہریت حاصل کر لی ہے وہ تاریخ تہذیبِ انسانی۔ حضرت کے افکار اور تعلیمات کا نقش یہ ہے کہ آج کے مسلمان کی ریوں جان اور حتیٰ کا بنیادی سبب ہمارا غیر اسلامی کردار اور ایمانی زخموں ہے۔ پاکستان بنے گا تو اس شہیدِ اہل اہمال سے نامہ ہونے کے بعد ہی بنے گا۔ آپ موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کی حالت سے سخت بیزار ہیں اور تب تک ہندوستان آئے پر آمد نہیں جب تک یہاں کے حاکم و اعمال میں کچھ بہتری نہ ہو جائے اس وقت حضرت اپنی قیام گاہ کا پتہ بھی کسی کو نہیں دینا چاہتے۔ ہندوستان میں حضرت کا تعارف مکمل مرحلہ دور نامہ خوانے وقت دور کے ذریعہ ہو گا۔ دہلی میں ہم ۱۶ اگست اور ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء کے "نوائے وقت" کے دو پرچوں میں سے وہ مضامین نقل کرتے ہیں۔ یہ مضامین مولانا محمد شفیع صاحب میرے چیف رپورٹر "مسلم ویٹلٹری گزٹ" کے کلم سے تھے۔ جیسا ان مضامین سے پتہ چلے گا خود شفیع صاحب کی حضرت بابا صاحب سے ملاقات بھی تقاضی تھی۔ آج ہم اسے مسلمانان ہند کی قسمت کے لئے مسکنِ اٹھائی سمجھتے ہیں۔)

(۱)

گردشتِ اہلِ علی مجھے اپنے دفتری فرائض کے سلسلہ میں صوبہ سرحد کے مشہور و اہم مقامات دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ سرحد کی ذراوت میں تاہم تارہ تہذیبی ہوئی تھی۔ زبانوں پر سکڑاؤ کے جڑے تھے۔ جتنے مرآتیں ہی ہاتھ میں مسلمان قوم کا ایک فرد ہونے کی حیثیت میں طبعا اس انگٹار سے ملوث تھا۔

ایک روز صبح صبح میں انہیں خیالات میں غافلان و بھلا، قصبہ حوانی کے بازار سے لوٹ رہا تھا کہ راستہ بھول گیا۔ میں اپنی قیام گاہ تک پہنچنے کے تراد میں تھا کہ ایک کنگ ہار میں ایک تاجپائی کی دوکان پر حیرت منوی جھمکتا دیکھ کر رک گیا۔ وہاں کچھ بھگڑا ہوا تھا۔ میری اخباری

نامہ نگاری کی رنگ چڑکی اور میں ٹھٹک گیا۔ تاجپائی حیرت منی بھگڑ کر نے والا گا کنگ حوانی تھا اور پٹی طاقت کے سمندر میں تیزی بکھار رہا تھا۔ وہ عصر کے عالم میں کچھ سخت سسٹہ کہہ گیا۔ بڑے سے میاں بھی کہتے کو تو پڑھے تھے لیکن تاؤ میں آگے۔ ہات پڑھتے دیکھ کر نہ جانے کیوں میں جھوم میں ٹھٹک گیا اور پٹی بکھار کر دیا۔ میرے خاکی لباس اور ہیٹ نے ٹھٹک دیا۔ بھگڑا ختم ہونے دیکھ کر جھوم بھی منتشر ہو گیا۔ میں نے آگے بڑھنے کے لئے قدم اٹھاتے ہوئے تاجپائی کو دعا مست آمیر بہہ میں کہا، تم پشاور کے مسلمان رہا رہا رہی باتوں پر آئیں میں گڑتے رہتے ہو۔ مسلمان قوم کا مستقبل اور اتحاد خطرہ میں ہے تمہیں اس کا کچھ حیاں ہیں؟ تاجپائی ایکا ایکا کی چشم پریم ہو گیا اور کہنے لگا۔ صاحب! میں تو حاشوش تھا اس لو جو رہا۔ عی گانے کر مجھے مشتعل کر دیا۔ تاجپائی کی آنکھوں میں آسوؤں پڑتے دیکھ کر مجھے اس سے کچھ ہمدردی ہو گئی اور میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ تم لوگ محلہ محلہ میں تجھیں کیوں نہیں دیتے جو جوہر کو مولائی، طلاق و عادات کی تلقین کریں؟ بڑے نے ایک آہ سرد لیجئے ہوئے کہا، خالص صاحب! آپ بھی تو "حضرت بابا صاحب" جیسی ہاتھیں کرتے ہیں۔ آج کل لوگوں کو اس طرف کہاں دھیان ہے۔ وہ تو سیر دیکھتے، دیکھتے دیکھتے اور چلوں کا دھواں سو گھنٹے میں شہک رہتے ہیں۔

میں نے تجھیں کیا تو معلوم ہوا ہے "بابا صاحب" ایک ولی اللہ ہیں جو مصافحات میں حضرت بابا بلند کوہی زابلستانی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ تاجپائی بھی ان کا معتقد کھائی دیتا تھا۔ میں سرحد کے سحر آئین اور پرنسپلکل میڈرور سے ملاقاتیں کرتے کرتے کچھ اسکا گیا تھا۔ تاجپائی نے ان ولی اللہ کا ذکر کچھ ایسے اعتقاد سے کیا کہ مجھ بھر کے لئے اس کی آنکھوں کی چھچھلاتی ہوئی بڑی سر رکھتے تھے مجھ پر وجہ ظاہری کر دیا۔ بے اختیار میرا دہن چاؤ کر پشاور آئے ہیں تو نا "بابا صاحب" کی بھی زیارت کرتے چلیں۔ نام تو ضرور لچسپ ہے۔

میری توقع کے خلاف تاجپائی نے میرے شوقی زیارت کا استقبال کچھ بہت تپا ک سے نہ کیا۔ پہلے تو اس نے مجھے سرے سے لانا لانا چاہا۔ پھر خاصی جرح کے بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ میرا پوچھنے والا سی۔ سی۔ سی سے کوئی تعلق نہیں اور میں شخص ایک غیر سرکاری اخبار کا نمائندہ ہوں تو وہ اس پہاڑ کی کھوٹک میری راہنمائی کرے پھر آ رہا ہو گیا جہاں حضرت بابا صاحب آج کل مقیم ہیں۔

دوسرے روز صبح صبح بڑا حانانہائی وقب مقررہ سے بہت پہلے اس کوٹھی پر پہنچ گیا جہاں میں ٹھہر ہوا تھا۔ وہ اپنے ساتھ چار گرم گرم نانا بھی لایا تھا۔ پشاور کی شیریں گندم کے پھوے

پاستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿24﴾ سورہ نوح عبد، سارا خاں بیاری
 پچھو لے بد مذہبی خیریتان لے میرے ہاورنگ کی بنائی ہوئی ملائی وان کشمیری چائے کے ساتھ ٹھیک
 قوس سے بھی دیا وہ لطف دیا۔

ناشتہ کے بعد ہم اس کار میں سوار ہوئے جو میرے میزبانوں کی مہربانی سے میرے
 تمام قیام پشاور کے دوران میں میرے لئے وقف رہی۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا کا لطف اٹھانے کے
 لئے خود رائیبر کی نشست پر بیٹھا۔ ناہائی اس جتنی اور بڑا لطف موٹر کے اندر نرم گڈوں پر بیٹھ کر
 بہت خوش ہوا۔ شاید، سچا ہر میں پہلی مرتبہ اس کا اتفاق ہوا تھا۔

جمروں کی رقبہ چند میل سفر کرنے کے بعد کار کو سڑک کے کنارے پر کھڑا کر دیا گیا اور
 ناہائی مجھے پہاڑوں کے درمیان پتھریلی پکڑ پکڑیوں سے گزرتا ہوا مشرق کی طرف لے چلا۔ ہمیں
 قریب ایک گھنٹہ پہلے چلنا چاہا۔ میں حاصر تھک گیا۔

ٹھیک پہاڑیوں کے گرد و شاہ گز اور پکڑ پکڑیوں میں چکر کاٹنے کا نسخہ میں آگیا تھا کہ
 ناہائی ایک صیہب چٹان کے سامنے ٹوک گیا۔ چٹان کچھ دیکھی اور پھر لیکن وہی کالی سلساں
 اور ڈروٹی تھی کہ دن کے وقت بھی دہشت خیز ہو رہی تھی۔ مجھے ایک لمحہ کے لئے خیال گرا کہ
 کہیں اس دہشت ناک مقام میں رہنے والا بھی کوئی "نٹلا" نہ ہو۔ اس کے سر کے بالوں
 کی لہریں پریشان اور گرواؤں ہوں گی۔ گلے میں سرخ جھنجھ ہوگی۔ ہاتھ پر بچہ دکایا نشان۔ وہ بچی
 خوراک بخواتین یا گھوس سے میری جانب گھورے گا۔

میں وہی دل میں وہی اندک شل کا تصور کر رہا تھا کہ ہم چٹان کے پہلو میں خار کے
 سہ تک پہنچ گئے۔ ناہائی نے بھڑے، بھائی وضع کے چوٹی دروازہ پر دستک دی۔ ایک آچھے
 کپڑوں والے خوش ملازم نے دروازہ کھولا اور ہماری توقعات کے خلاف بڑی تیز سے اندر
 لے گیا۔

چٹان کے اندر مکانات مخفی تھے۔ ایک چھوٹی سی تاریک ڈپوڑھی سے گزر کر ایک بڑا
 کمرہ تھا۔ کمرہ میں چاندنی چھٹی تھی۔ ایک طرف سینگ سے بہت بڑا گاؤں لگا ہوا تھا۔ نکیہ کے
 مہارے ایک ادیب عمر لیکن مشہور ڈیل ڈوس کا ہارے فکس معنے پر بیٹھا استغفری سے قرآن مجید کی
 تلاوت کر رہا تھا۔ مجھے کمرے میں آگاہی دیکھ کر تعجب ہوا، فرش فرش اور آرائش امیر تھی۔ وہاں
 صاحب کے، نہیں طرف ایک برہنہ شیر آبدار کی تھی۔ چائیک چائے جدید ترین جرمین سخت
 کا ایک بہت بڑا تھا جس کی بابت ہم میں مجھے پتہ چلا کہ بیک وقت مسلسل دس گائے کر سکتا ہے۔
 وہاں صاحب کی پخت کی طرف دیوار پر دو بڑے بڑے نقشے لگے، اسے تھے۔ ایک دنیا کا نقشہ تھا

پاستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿25﴾ مولانا محمد عبد، سارا خاں بیاری
 جس میں مشہور تجارتی گزرگاہیں اور پیدوار دکھائی گئی تھیں۔ دوسرے تمام ملک کی
 گردش کا مرقع تھا۔

کمرہ میں چٹان کے دوسرے رخ پر تین مڑکیاں تھیں جو سب کی سب کھلی تھیں۔ ن
 میں سے پائیس باغیچہ کی معطر ہوا اور دھپہ کے موثر کی تیز روشنی داخل ہو کر کمرہ کو ایک مخصوص
 کیفیت دے رہی تھی۔

وہاں صاحب کی شخصیت میں کچھ ایسی ہیبت اور جد، تھا کہ میں کمرہ میں داخل ہوتے
 ہی مرعوب ہو گیا۔ رگی تعارف کے بعد جب وہاں صاحب کو معلوم ہوا کہ میں ایک مشہور اخبار کا
 نمائندہ ہوں اور ہندوستان کی سلائی سیاست کے متعلق اُن کے ارشادات سے مستفید ہونا چاہتا
 ہوں تو وہ ایک انداز استقامت سے برابر مسکرائے۔ ہر اپنے مخصوص انسانی ہوش میں کہنے لگے۔ تم
 سیاست صید کی علاقہ میں رہتے ہو۔ لوگ ہاتھ بہت بتاتے ہو کام کچھ نہیں کرتے۔ کھو آج کل کیا
 ہنگامہ برپا کر رہا ہے۔ کس سیاسی کھیل سے دل بہلا رہے ہو۔ پیسے بھر پڑ آئے تو سر سید کی
 قیادت میں تمہیں تعلیم کا شوق ہو۔ وہ بخار کچھ ٹھنڈا پڑ تو مارا ستوں اور دلوں کے تحفظ کی فکر
 ہوئی۔ پھر "خلافت" کے چکر میں پڑے ہو۔ کچھ دنوں "عدم تعاون" اور "انگرت" کا شعل
 بھی کیا۔ بعد ازاں چند بے تسبیح کی دھن سنائی۔ پچھلے دنوں تنظیم کے بڑے چڑھے تھے۔ آج کل
 کہو کیا شہاک ہے؟

مجھے وہاں صاحب کے پیرے از معونات سوالات سن کر تعجب تو ضرور ہوا لیکن میں نے
 سنبھلتے ہوئے جواب دیا کہ وہاں صاحب! آپ ملت کے مستقبل کی نسبت یہ قوت طبع ترک کر دیجئے۔
 ہندوستان کے مسلمان نے دو سو سال پہلے کے بعد اپنا منزل چاہی۔ یہ اس سے اپنے جدا گانہ
 وجود کا حساس کر رہا ہے۔ اب کسی کا کردار فریب اسے خود فراموشی میں جلا نہیں کر سکتا۔ ہم بجائے
 خود ایک مستقل ملت ہیں۔ ہم ایک نظریہ کے مالک ہیں۔ مسلم ایک ہندوستان کے مسلمانوں کی
 وحدہ ما نندہ جماعت ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح ہمارے معتمد رہا ہیں۔ آپ مایوسی کو قہو کہ
 دیجئے۔ ہندوستان کا مسلمان اپنی قسمت کی ہاگ اور خود اپنے ہاتھ میں سنبھال چکا ہے۔ ہمیں
 صرف اپنی قوم پر بار و پر اعتماد ہے۔ ہم کسی کے محتاج نہیں۔ ہم پا کستان بنائیں گے اور خود علی
 بنائیں گے۔

وہاں صاحب ایک شفقانہ اور بزرگ شانہ میں سرکلا چشم دیتے ہوئے بڑے ہر سب
 بہت خوش کی باتیں ہیں۔ سوار کوئی سستی ہیں۔ خود اعتمادی بڑی، چھی چیز ہے۔ لیکن یہ خود اعتمادی

پاکستان کا پسہ اور کیسے لگے گا؟ ﴿26﴾ مورخان محمد عبدالستار حجازی یاری
خود حامی حقائق کو فراموش کر کے کا نام نہیں لیں۔ کیسے وہی کام کر سکتے ہیں جس کا تعلق اصل
ہوئی دلت سے ہو۔ جس میں کچھ دوسرے لوگوں کا بھی واسطہ ہو اس میں ہم ان کے وجود
کو محسوس کر کیسے کا محسوس ہو سکتے ہیں۔

فرمان کروا کر کاروبار منظور ہے۔ چند منصف کے لئے یہ بھی مان لو کہ وہ انصاف نہیں
کر سکتے۔ ممکن ہے وہ خالق کی نظر میں ناکارہ رہے ہوں۔ شاید اس میں ان کا بھی نقصان ہے۔
لیکن جس مکان میں ایک سے زیادہ مکین رہتے ہوں وہاں ہم دوسروں کو راضی کرنے بغیر کیوں کر کن
مالی کاروائی کر سکتے ہوں۔ ہندوستان میں حکومت وقت ہے۔ حکومت وقت کے شکی گماشتے اور
مقتدرین ہیں۔ وہ ایسا ہی رہا ہے۔ ہمارا ان وطن ہیں۔ خود تمہاری قوم کے ایسے افراد اور جتنے
ہیں جو تمہاری تنظیم میں شامل نہیں یا اپنے مواد کو تم سے متصادم خیال کرتے ہیں۔ یہ غیر متعلق ہے کہ
وہ کن وجوہات کی بناء پر ایسا کرتے ہیں۔ یہ حقیقت تو مسلمہ ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ پھر اگر تم
ان سب سے انکلیں نکال کر اپنی ہی کیے جاؤ تو اس سے کیا خیر برآمد ہوئے کی توقع ہو سکتی ہے؟
باب صاحب نے یہ ساری باتیں کچھ اس طرح ظہر ظہر کر دیکھیں پھر یہ سے کہیں کہ میں
متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن میں بھی آسانی سے مایوس ہونے والا رہتا ہوں پھر آواز دہرائی کرتے
ہوئے بولا کہ باب صاحب! اُدھی میں کون سی قوم ہے جسے وہی حالات درپیش نہیں جو آپ نے ابھی
گنوتے ہیں۔ تاریخ میں کون سا گروہ ابھر جسے ان دُشمنوں کا سامنا نہ ہو۔ آخر وہ ان رکاوٹوں پر
پے عزم و پائی کی کوششوں اور پے ہی شکستوں سے قاسب آئے۔ غیروں نے تو کبھی ان کے لئے
دائمہ صاف نہ کیا۔ آپ یوں ہی مایوسی کی باتیں کرتے ہیں۔ زندہ رہنا ہے تو اپنی کوشش سے
پاکستان بنا کر۔

باب صاحب نے فرمایا میری مراد مایوس کرنا نہیں۔ اصل امید وہی ہے جو ناامیدی کے
سبب کایوں کا نرہ لے کر آگے بڑھے۔ تم نے تاریخ میں چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے قاسب آنے
کی جو مثال دی ہے اس پر غور کرو گے تو دیکھو گے کہ وہ صرف نین ہی راستوں سے منزل مقصود تک
پہنچیں۔ یا تو انہوں نے اپنے مخالفین کو پناہ یا ہتھیار ملنے ہستی سے مٹا دیا۔ یا انہیں اپنے راست
سے ہٹا دیا۔ تم نے ابھی اپنی بات سے کسی ایک صورت کا جن کر لیا ہے؟

تم خود اعتمادی کا ذکر ہمارے کرتے ہو۔ اس کی بھی کچھ شرطیں ہیں۔ اگر تم دوسروں سے
بلیغہ اور متاثر رہنا چاہتے ہو تو اس کے لئے تمہیں پہلے دوسروں سے مختلف بننا پڑے گا۔ کیا نہایت
سے اعتماد لازم آتا ہے۔ ایک رستہ پر چلنے والے لوگ چاہے مختلف جگہوں سے کیوں نہ آئے ہوں

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿27﴾ مورخان محمد عبدالستار حجازی یاری
اور چاہے کچھ بلیغہ بلیغہ ہوں اس سے کیوں نہ سر کر رہے ہوں دیہات ڈر دوسرے کٹھے ہو جایا کرتے ہیں۔
چلنا چرائیک ہی ڈگر پر ہوں۔

تمہاری خصوصیت کی جتنی بھی صنعتیں ہیں تمہیں اپنے آفاقی اجداد سے ورثہ میں ملی
ہیں۔ چاہے انہی اوقات چھوڑ کر پچھلے سو سال میں تم نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے اس میں تمہارے
مسابیوں اور تمہارے درمیان سرسوزی نہیں۔ دونوں ایک ہی طرح کے پال کھاتے ہوں۔ ایک
سے اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم پڑتے ہو۔ ایک سے ہوٹلوں میں کھا کھاتے ہو۔ ایک سے سینما
اور ریڈیو سنیے ہو۔ ایک سے انگریزی حیات اور کتابیں پڑھتے ہو۔ ایک سے انجمنیں بناتے
ہو۔ ان میں ایک ہی طرح وراثت شمار کر کے فیصلے کرتے ہو۔ تمہاری دل ریش اور تجارتیں تمہاری
کوٹھیاں اور ان کے ممبرانہ تمہارے میشن اپیل ماس، حتیٰ کہ تمہارے سرور و ایک وید کے
تصور سے درپردہ پردہ سے زیادہ ایک ہی مغربی سانچے میں اچھلتے چارے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ ایک ہی تھیمز کمر میں پانچے والوں میں ابھی باب دہائی بہت سے سید
اور ذمہ دار فرق چلا آتا ہے۔ ایک شاہ مسر جب ہیں تو دوسرے میر صاحب لیکن کھل میں کر رہے
کرتے رہتے سے یہ کمر بھی چند روز میں گھس پٹ کر پوری ہو رہے گی۔ ایک ہی اوکھلی میں پھٹا
ہے تو الگ الگ چھٹیوں میں کب تک چھٹنے رہو گے؟

کیلے دار کی انجوب سے پاکستان ممکن ہوتا تو تمہارے ہا کیوں غلام تھے۔ اب تو اس
میں کچھ درکم ہو چکا ہے۔ تم ہرچہ "پادشواست پر قلم کھنڈ" کے چکر میں پڑے ہو۔ جب تک
اپنے گاڑھے پیسے کی کمال سے کچھ امداد نہ کرو گے، کچھ ڈپے ہوئے قرضے برآمد نہ کرو گے۔
خالی دادا میاں کے نام پر تو دوکان چلنے سے رہی۔ باب جو سا کھ بگاڑ گئے تمہاری، اور سرے بھی
دعایہ ہو کر۔ تم پر خرددار الگ ہوش سمجھائے سے آج تک اپنے تلے ڈار رہے ہو۔ اور اُنک ہے
کہ ان میاں کی جائیداد سنبھالیں گے۔ خیر سے انہیں بددور لے کیوں نہ ہوں!!

باب صاحب کے طرز میں ناقابل برداشت کئی آچکی تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنے
تصور کے کسی "اولی اللہ" سے نہیں بلکہ کسی ماڈرن "تجربہ کار اور ذور اندیش مدبر" سے گفتگو کر رہا
ہوں۔ شاید حقیقی دن اللہ سے رحم اور مدار نہیں ہوتے جتنا میں انہیں خیال کئے بیٹھا تھا۔

میں نے اپنا پہلو کمرور کیے کر گفتگو کا رخ بدلا۔ میں بولا بابا صاحب! یہ باتوں کی
گھنٹھیں ہیں سے تو ہیبت نہ بھرنے کا موجودہ حالات میں جزیرہ بھلا ممکن ہے ہم کر رہے ہیں۔
آپ یہاں چٹاں کی کھوکھلی میں گھس کر کچھ بھی تو کہیں کر رہے۔ نہ تو دعا کے خالق کا نہیں،

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿28﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

میدانِ مذہب میں شاہبازی کا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم سچ راستہ پر نہیں تو آپ ہی ذرا دگر پر آجائیے گا۔ ورنہ فقیر کو دینے کے لئے کچھ پٹے نہیں تو کم از کم اس کا دل تو کھٹا نہ بیٹھے۔

بابا صاحب ہاشمیت سے ملنے اور دُعا لے گئے ہاتھ پاؤں میں دیر ہو گئی۔ اب تم لنگر سے کچھ کھا کھا دو میں بھی سپنے معصومہ سے سراپا ہوں۔ باقی باتیں شام کی نشست میں ہوں گی۔ ہم حالی باتیں کرتے ہی نہیں، ہاتھ ملاتے بھی ہیں۔ پر خورشید را خان دُعا کر دین، شیوہ بندہ مانا راست۔ مردانِ خدا کا رُوحی گندہ، کارنی گندہ۔

کھانا آیا تو مرغ کا پکا ہوا تھا۔ بڑھ کے کہا ہاتھ ملے۔ بھئی ہوئی پھلی تھی۔ قسم قسم کے میوے تھے۔ میں نے پہلا بھر کر کھایا۔

میں حیران تھا کہ میں کسی دن اللہ کا مہمان ہوں یا کسی خاندانی رئیس کا۔ کم از کم آج کل عام طور پر تو فی اللہ کے خلق کچھ ایسا ہی تصور ہے کہ تباہی سے ڈھنگ سے کھانا آتا ہو اور نہ نام سے رہتا اور یہاں حضرت بابا بزرگ کوئی زبستان کے دسترخوان پر مجھے وہ عتیں میسر آ رہی تھیں جو سرحد کے بڑے بڑے خوش فہم کے پاس بھی نہ ہوں گی۔ کیا خستہ کہا ہوتے۔ کید خورشید اور چشتیاں! حضرت بابا صاحب سے شام کی ملاقات آٹھ بجے قطع میں بیان ہوگی۔

(۲)

نمائندہ عصر کے بعد ہم پائیں باغ میں بھر کھٹے بیٹھے۔ ایک سنگین چہرہ پر چشتی قالین بچھا تھا۔ بابا صاحب نے مخصوص انداز میں پائیں کھینچی گاؤں کی پر رکھ کر ہم دوازدہ ہو گئے۔ دایاں ہاتھ وہ اٹھائے تنگوش میں کبھی روڑ روڑ سے ہلاتے تھے۔ باغ میں پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ چہرہ کے پودوں میں جھریوں پر گاڑی سبز پتلیں لپٹی تھیں۔ بابا صاحب اس وقت سر پر بندھے تھے۔ مجھے ان کا چہرہ، سید، پُرتوہ چہرہ، کٹاؤہ پیشانی اور بڑے سر دیکھ کر حساس ہوا کہ عمر ڈھل جانے کے باوجود ان میں مردانہ روحانی کا ایک انداز ہے۔

یہاں یہ دکر کر رہا ہے موقع نہ ہوگا کہ دوپہر کو میں نے سچے ساتھیوں اور مولو کو رحمت کر دیا تھا۔ تو اب پاپا تھا کہ وہ لوگ پھر آکر مجھے یہاں سے لے جائیں گے۔

میں سے بابا صاحب کو مخاطب کر کے اپنا وہی سوال دوہرایا جس پر صبح کی گفتگو ختم ہوئی تھی۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مسلم لیگ یا ہندوستان کے مسلم لوگوں کی دوسری جماعتیں اس طرح کام نہیں کر رہیں جیسے کرنا چاہتے تو آپ پبلک طور پر پنازہ دینا لگا دیوں پیش نہیں کرتے۔ آپ ان جماعتوں کے عناصر رد کرنے کی خاطر ان میں کام کیوں نہیں کرتے۔ یہاں فارمیں چھپ

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿29﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

کرنا مقصود کرنے پر اکتفا کیوں کرتے ہیں۔

بابا صاحب نے فرمایا پر خورشید را تم نے ہر مطلب غلط سمجھا۔ میں سے مسلم لیگ یا دوسری جماعتوں کو ہرگز نہیں کہا۔ نہ ان میں نقص بتایا ہے۔ جماعتوں میں کبھی نقص نہیں ہوا کرتا۔ جماعتیں جو محض کام کرنے کا ڈھنگ ہیں۔ ہر ڈھنگ پر کام کرنے کا کوئی موقع ہوتا ہے اور اس موقع پر اسی ڈھنگ سے کام لکھ سکتا ہے۔ کام کرنے والا ہو تو وہ بڑے ڈھنگ کا موقع ڈھونڈ ہی بیٹا ہے۔ یا ضرورت ہو تو پیچھے بھی کر پیتا ہے۔ نقصان ہمیشہ سالوں اور کھیتوں میں ہو کر رہتا ہے۔ یہ جماعت پرستی تو دراصل مغرب کی امت ہے جو ہم اعلیٰ مشرق میں بھی سرایت کر رہی ہے۔ مشرق ہمیشہ سے شخصیت اور وطن کا معتقد رہا ہے۔ جماعتی نظریہ کوئی نئے نہیں۔ مسلم لیگ کا تو کیا، اگر میں تو کانگریس اور ہندوستان میں برطانیہ کے ظلم حکومت کو بھی بطور جماعت کے ٹرا نہیں کھتا۔ یہ سب بھلے کا اطلاق صرف شخصیت پر ہوتا ہے۔ جماعت تو معبود یا غیر معبود ہو سکتی ہے جماعتوں کو تو ابھلا ہوا تھا کہاں کی معنویت ہے اور سو پانوں کی پیداوار ہے یہ سب جماعت چلائے والے بھلے ہوں تو وہ کسی بھی جماعت کو بھلا بنا لیا کرتے ہیں۔

ہرچہ غیر عقلی و فلسفہ شود کفر کیر کا ملے ملت شود

تم کہو گے روگ جماعت کا۔ کسی شخصیت کا کسی۔ لیکن میں اس روگ کی برائی یہاں دیکھ کر کیوں کرتا ہوں، چوں کہ ہمیشہ کہلاتا ہے کہ اس کی تباہی ہو تو اسلواہر خاندان باطلت پروردقت آتے ہیں۔ ایک حسب اس کی روح کی نمائندہ شخصیتیں مل کر کام کرتی ہیں۔ دوسرے جب خاندان بکھر جاتا ہے باطلت منتشر جاتی ہے۔ اس بات صرف انفرادی فرائض ادا ہو سکتے ہیں۔ جب تک ایک شخصیت کے بہت سے لوگ نہ ہوں، تل کر کیسے کام ہو سکتا ہے۔ میں یہاں خاموش نہیں بیٹھا۔ میرے دست دہار و سندھ، بوچھتاں، حجاب، ہنگام، چٹن، روس، ایمان، عراقی، شام، عرب، مصر، طرابلس اور تاجیکستان ہر جگہ موجود ہیں۔ لیکن وہ عرب اور یس لوگ ہیں۔ خدا کی مقدم، دوسرے رسیدہ حقوق، اکثر و بیشتر، میروں پر اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے سبب لعنت نازل کر رکھی ہے۔ وہ عیثت بھٹل ہیں۔ ان کی شخصیتیں مسخ ہو چکی ہیں وہ بدلیٹھ ہیں، بدکار ہیں، پھر بد حال کیوں نہ ہوں۔ ان کے باپ دادا سے لوگوں کا خون چوس چوس کر، در بڈیاں چوس چوس کر، جو عداوتیں حق کر رکھے ہیں، ان کا دہاں ان کی گردنوں کا پھریں چکا ہے۔

میں نے کہا بابا صاحب! دست تو یہاں سے چلی تھی کہ آپ کی رائے میں ہم ہندوستانی مسلمان سچ راستہ پر نہیں چل رہے۔ میں نے پوچھا تھا پھر وہ کوسا بہتر راستہ ہے جس پر چل کر

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿30﴾ مومن نا محمد عبدالستار جان نبی ری
ہم مسلمانوں کے لئے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ سے بات دوسری باتوں میں اُجھڑی
اور میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

۱۔ صاحب نے فرمایا مگر ذہنیں۔ یہ مسلم ہے کہ ہماری موجودہ زندگی دنیوی نہیں جیسی
ہوتی چاہئے۔ زندگی اندر گھر کا دوسرا نام ہے۔ اگر تم اپنے موجودہ اندر گھر پر ہی ڈرے رہے تو
میری کیا حاکم سمجھو گے۔ تم جس طرح مسائل پر سوچنے کی عادی ہو میں اسے ٹول نہیں کرتا۔
”ہندوستان کے مسلمانوں کی بہتری اور نجات کا راستہ کیا ہے؟“ لکھ کر یہ ٹیک اپنے اندر رکھ اپنی خرابی
کا عیبر رکھتی ہے۔ اس میں ہمارے خود ایک قصور ہے۔ جب تمہارے خیالات میں خود ہی منطقی
رابطہ ہو تو سوائے تمہاری تنقید کو ششیں آپس میں لکھ کر دینا جانے کے اور کیا نتیجہ برآمد
ہو سکتا ہے؟

دیکھو مسلمان کسی نسل کا نام نہیں۔ مسلمانوں کی کوئی خاص رنگت نہیں۔ کوئی خاص
محل نہیں۔ جرموں اور انگریزوں کی طرح ہماری دلوں میں ایک خوبصورت بٹن شکر نہیں
مسلمان تو سب لوگوں کے ایک لولے کا نام ہے جس کی صحبت مشترک محل اسلام ہے۔ سب جب تم
مسلمانوں کی نجات، حفاظت اور بہتری کا نام لیتے ہو تو اس سے دلچسپی حاصل پید ہوتے ہیں۔
دن لفظوں کے ایک معنی تو یہ ہو سکتے ہیں کہ دن گوشت پوست کے تو خروں کی حور ایک وہاں
اور جسم کے آرام کی حفاظت اور ترقی جو مسلمان کہہ لے ہیں قطع نظر اس سے کہ یہ سہولتیں کیونکر
کس سے یا کس مقصد اعلیٰ کے لئے حاصل کی جائیں۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ دن کو
دوسرے گوشت پوست کے تو خروں سے ممتاز کرنے والی صفت یعنی اسلام کی ترقی وغیرہ وغیرہ۔

اب ان میں سے ہر ایک مفہوم کے عملی تقاضے بالکل جدا جدا ہیں۔ اپنے جسم، لباس اور
خوراک کی ترقی کے لئے ہمیں ہندو، انگریز، اور ڈنیا کے ہر دوسرے غیر اسلامی ٹولے سے حارثت
کی مسابقت میں نظر رکھتے ہوئے مدد مل سکتی ہے لیکن خود اسلام کی ترقی کے لئے غیر مسلمائی ٹولوں کو
مرئی فطرت سے بدنے کے علاوہ اور راستہ ہی کیا ہے۔ اس میں ان سے مدد نہیں مل سکتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ
یہ مداخلت اسلامی ترقی بھی اس دنیا میں انسانوں کے جسم، لباس اور ماحول میں تہذیبوں کی شکل ہی
میں اپنے آپ کو ظاہر کرے گی لیکن ترقی یہ ہے کہ یہاں ہمیں کسی غیر مسلم سے مدد نہیں مل سکتی۔

پچھلے دو سو سال میں مسلمانوں کی تمام بد نظریوں اور کوسایا بیوں کی داستان کا نچوڑ یہ
ہے کہ وہ اپنے معتقدات کا خلاق رد و مزہ کے حالات پر کر کے کوئی واضح راہی اور خارجی پروگرام
یا پالیسی اختیار کر سکیں۔ اُمیدوں نے اس طرف توجہ نہ دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی داخلی اور خارجی

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿31﴾ مومن نا محمد عبدالستار جان نبی ری
دلوں میں وہ گہری اعتباری، ایمانی اور ادبی خاطر سے دو ٹول ہیں جنکیں۔ اوپر سرورِ بڑا اور مجبور یوں
کی ایک تہذیب جو مغرب اور برہمنی تھی وہ مجھے یقین اور قناعت کی ایک تہذیب جو مشرق کو پھیل رہی
تھی۔ یہاں کو گد لا کر لائی تھی تو وہ اس کا دم گھونٹ تھی۔ یہ پتہ نکل رہا ہے کہ وہ پر واز چاہی۔ یہ ایک گناہ
کبیرہ تھا جس میں شرک، فحش اور شرک بلی دلوں کی شامت شامل تھی۔ آج اس کی پاداش ہم تم اور
سب محنت رہے ہیں۔

داخلی پروگرام اور پالیسی سے مراد یہ ہے کہ واضح اصولوں سے رد و مزہ کے
بدلتے ہوئے حالات کے مطابق عادات اور رسوم کے استخراج کا سلسلہ جاری رہتا۔ خارجی
پروگرام اور پالیسی سے مراد یہ ہے کہ اپنی اور آپس میں ایک اور آس پاس والوں کی قناعات،
الکھوں اور ضرورتوں کا گہرا اندازہ لگا کر توازن کیا جاتا کہ کس سے کہاں اور کیا مدد مل سکتی ہے اور
کس سے کہاں تصادم مانگنا ہوگا۔ یہ دلوں اور رہنے والے رہتے رہتے دلی جبر کی شکل چاہے اصول
کا علم رہے لیکن مشترک کائنات میں عمل سامکن رہنے کی گنجائش کہاں۔

مگر اس کے مگر جیوں کی آمد سے آج تک ہندوستان کے مسلمانوں کا داخلی
رقبہ تو یہ رہا کہ ملک کی ورثت سے بیزار اور ہام جوتی جیرو۔ خارجی حکمت عملی یہ رہی کہ
ہندوؤں نے ہنیمت کو انگریز کی وفاداری کا دم بھرنے لگے۔ انگریز نے ڈھٹا بتایا تو ہندو کے گلے
سے لٹک گئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس آمدورفت میں سو (۱۰۰) پندرہ لکھ کھانپڑ اور سو (۱۰۰)
جوتے بھی۔ نشانہ ستم بھی بنے اور قربانی کا بکر بھی، لاکھ اور لاکھ مرکار ہو، اور جمع تھا گاؤں حوروں۔ اگر
ہماری حرکات اس قدر سبک اور مستحکم خیر ہونے پر یقین نہیں آتا تو یہ بناؤ ہماری حالت کیوں اتنی
سبک اور مستحکم خیر بن گئی۔

داخلی اور خارجی گویا غلط منہد کر دینے کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ اس دورانی سے یہ ہماری
فرگ سے کیا اور۔ بیچنے سے چلی۔ جتنی بھی تو کیوں اور جتنی بھی تو کیسے۔ ہم تو فرگ سے اچھے
خدا نیت اور بیچنے سے قیام اسلام کی توقعات لگائے بیٹھے تھے۔ یہ نہ سمجھے کہ دنیا والوں سے دین کی
اُمیدیں انہیں سبھ سکتیں۔ فرس آخرت کے ساقی و صوفی تھے ہم یہاں بھی کوئی دوست نہ بنا سکے۔

آج بظاہر پاکستان کا مقید و اختیار کر کے ہم نے اپنی فطرت کی اصلاح کرنی ہے اور خود
اپنے پاؤں پر کھڑے ہو چکے ہیں۔ اپنی مقید ہانڈ میں ہاتھ ہوں، ہمارا اس وعدہ فاعری دعویٰ
بہتر ہے لیکن تجویز کر دو ہماری مستقبل کی تمام اُمیدیں آج بھی دعویٰ ممکنات کے سہارے کھڑی
ہیں۔ اؤں یہ کہ ہندو ہمارے جتنی برحق و اصناف مطاہرہ کو تسلیم کر لے۔ دوسرے یہ کہ اگر بڑ جب

حالات سے مجبور ہو کر آئین میں کوئی تبدیلی کرے تو ہمارے حقوق بھی مد نظر رکھے۔ ہندوستان کو اسے بھی تو سمجھئے۔ اسے گانا اور انگریز بھلا نہیں سمجھتے کہ اسکا ہے۔ وہ جسے مسروں بات ہوئی کہ کل جو بدعات تھیں گے تو پچھلے اس میں ہمارے حصہ بھی ضرور بالغہ ضرور رکھنا اور جو قسم رہائش تو چھاپا میں تو ہمیں ضرور ہی ہمارے حصہ میں گئے اور جو دونوں حصے ہم لازم چاہیں گے کہ گھر مر پر اٹھائیں گے لیکن سوا یہ ہے کہ اگر چھاپا میں ملے وہی رہے دیوئے اور ایک حصے میں سے مر میں ٹھوس کرنا کا حلقہ بن کر کر دیا اور ہائی پچھلے چھاپا کیسے پچھلے ہی ختم کر گئے تو پھر ہمیں ملاں کس سے تھلے رہنا لکھا نہیں گئے۔

دعویٰ ضرور نہیں۔ ہم کسب سے۔ ملت پر ہر ایمان سے پرش اور ہی ہے پھر ہم ایک ہی قدر میں سیدھے کھڑے ہو کر سب کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ ابھی تک ہم نے ان تمام خطرات کا مقابلہ کر کے لئے ایک ہی قسم کی ایڈر شپ پید کی ہے۔ لاؤڈ سپیکر کے سامنے کھڑے ہو کر تقریریں کر رہا الائیڈ میں اس نمونہ کی۔ یہ نہیں کرتا۔ ان کی بھی ایک معا پر ضرورت ہے۔ لیکن سب وکیل ہی تو نہیں کوئی مدعی بھی تو چاہئے ضرورت ہے گاؤں گاؤں اور غلہ خلیہ گیری کام اور دھڑوں کی انجمنوں میں رہنمائی کرنے والوں کی ضرورت ہے سب سے بڑھ کر ان کی جن کی شخصیت دیکھ کر ہر ایک کا ہون چاہئے کس کا ان کا بن جائے

تم کہو گے یہ تعلیم کی کیا کا نقصان ہے۔ میں متفق نہیں۔ اس کام میں لکھت پڑھت اور لکھ لہرائی کی تہ ضرورت نہیں جتنی غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچتے۔ اس نتیجہ کو حاصل کرنے کی مہارت دیکھنے اپنا مہارت کو ایمان اور استقلال کے ساتھ استعمال کرنے اور منزل کی طرف کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈ کر پہنچنے کے جوش کی ضرورت ہے۔ یہ جتنی پیشتر تعلیم یافتہ ہیں جتنی ہوتیں اور کئی اخیر پڑھے لکھے ان سے بیسیاب ہوتے ہیں۔ کیا تم نے بھی نہیں دیکھا کہ اکثر دفاتر کے کسی پوتی بابو کی نسبت ایک مندرست اور چالاک چڑا ہی زیادہ کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ وہ بات کو دیکھتا ہے اور کام کر سکتا ہے۔ یہ جدہات کی تہیت اور ارادہ کی ماسی ہے اس کا تعلق خالی دماغ سے نہیں۔

بابا صاحب کی تقریر سنئے اب جھٹپٹا ہونے لگا تھا۔ ان کی آنکھوں میں ایک مستحضر چمک درود دیہ روشنی تھی جسے ان کے سرخ ڈورے اور بھی پر شکستہ بنار ہے تھے۔ وہ نہ مغرب کے نئے رخصت ہوئے اور میں بھی موٹر پر واپس آ گیا۔ اس کی گفتگو خصوص اور فکر کی گہرائی میرے قلب پر اجماع نقوش چھوڑ گئی۔

﴿پاکستان ہے کیا؟﴾

پاکستان ہے کیا؟

گوشہ پانچ چھ سال میں پاکستان کے مفاد سے غیر معمولی شہرت حاصل کی ہے۔ ہندو دھرم اس لفظ کو مسلمانوں کے ناجائز غلبے میں استعمال کرتے ہیں۔ مسلمان پاکستان کا مفہوم یہ سمجھتے ہیں کہ جس صوبوں یا شاہی ہندوستان کے جن علاقوں میں اس کی اکثریت ہے وہاں مسلم رواج قائم کیا جائے۔ پھر مسلمانوں میں بھی جو رہے وہاں وہی رہیں اس کا خیال ہے کہ پاکستان میں قرآنی قوانین نافذ کئے جائیں گے۔ پاکستان "مسیح راج" نہیں بلکہ "اسلامی راج" ہوگا۔ اقتدار کی گردہ کے ہاتھ نہیں بلکہ چندا صوبوں پر مبنی ہوگا، جو مسلمانوں کو بنائے گا، اقتدار کا مالک ہوگا۔

پاکستان کی دہندہ کے متعلق بھی مختلف نظریے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سید جمال الدین افغانی نے سے پہلی مرتبہ پیش کیا۔ کچھ لوگ سید مہر محمد قبال کے اس خطبہ سے مستوح کرتے ہیں جو انہوں نے ۱۹۳۰ء میں بمقام الاآدہ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے باقلا اور حس میں انہوں نے تجویز کیا تھا کہ انگریزی اقتدار کے ماتحت شاہی ہندوستان کے مسلم اکثریت کے علاقے جدا گانہ انتظامی صوبوں کی شکل میں تبدیل کر دیئے جائیں۔ انہیں یہ خیال تقسیم بنگال سے پیدا ہوا تھا۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اس راہ پر مسلم لیگ نے ۱۹۴۰ء میں اجلاس لاہور کے موقع پر ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ شمال مشرقی اور شمال مغربی ہندوستان کے مسلم اکثریت کے علاقے خواجہ نظامت ریاستی وعدوں کی شکل میں باقی ہندوستان سے جدا کر دیئے جائیں۔ بعد میں مسلم لیگ نے اس قرارداد کی جو تصریحات کی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ اس پیچیدگی سے سرور ایک قطعہ خد اور مختار مطلق سلطنت کا قیام ہے

دراصل پاکستان کا قرار واقعی مفہوم معین کر کے کے لئے ہمیں تین باتیں طے کرنی ہیں۔ اول تو یہ کہ اس لفظ کی کیا دہ کیسے پڑی۔ دوسرے یہ کہ چھپنے پانچ چھ سال میں وہ کیا تحریکات تھے جس سے اس لفظ میں ایک سخت جاود کا سا اثر پیدا ہو گیا اور ہندوستان کی سیاسی فضا میں چاروں طرف پاکستان پاکستان کی گونج سنائی دینے لگی۔ تیسرے یہ کہ پاکستان کی تحریک کی تہ میں کیا نوعیت کا مہم رہی ہیں اس کی نوعیت کیا ہے اور آگے جا کر ان سے کیا شکل اختیار کرے گی تو قیام

یہ کتاب کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿34﴾ مولانا محمد عبدالستار خان یاروی
 ہو سکتی ہے

غفلت پاکستان۔

ہوشیار پور کے ایک بے فکر اور فحش و جواں ۹۲۸ء میں انگلستان میں بیرسٹری کی
 تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ یہاں ہندوستان سے غرض کشیدہ اور سہرہ پورہ کے متعلق
 محکومے مساویں مرنے لگا۔ اس لوگوں کا نام تھا چوہدری رحمت علی۔ انہوں نے دیکھا تو مغرب
 کی سب سے بڑی قوم کے تصور سے بیرسٹری کی خیال پیدا ہوا کہ اگر ہندوستان کے مسلمانوں کا
 مستقبل فرنگی سے ساری تلمے مصیبت کرنا ہے تو وقت کا تقاضا یہ ہے کہ بے حد کوشش اور قوم
 کی یکتہ دی جانے، دورہ بندہ یاروی سے پائے گا۔ مگر یہ وطن و قومی مطالبات سمجھ سکتا ہے
 دین کے نام سے سے چڑ ہے۔ چنانچہ انہوں نے شیعہ ہندو، صوبہ سرحد، آراو قبائلی علاقہ،
 بلوچستان اور سندھ کے سب لکھ کا پلاک تیار کیا۔ یہاں سے ”پے“ کی آراو قبائلی علاقہ کو صوبہ
 لکھنا کا نام دے کر وہاں سے ”لف“ سے ”تھیر“ سے ”کاف“ کیا، سندھ سے ”مین“ یا ”و“
 بلوچستان سے ”اں“ شامل کر کے ”س“ ہے۔ ”الف“ کاف“ میں اور تارنا“ کے مجموعہ کا نام رکھا،
 ”پاکستان“۔ اس کے بعد ایک یہ ایک مستقل ملک تھا۔ اس وطن کے باشندے بے جا تیر ہندو مسلمان
 اور سکھ ایک قوم تھے۔ وہاں رہاں سے یہ وطن اور اس میں سے وہاں قوم کی جدا گانہ تاریخ کے
 مالک تھے۔

یہی لفظ پاکستان کی بنیاد۔ سب چوہدری رحمت علی، اور اس کے نظریہ پاکستان کو تو کوئی
 چار ماہیں البتہ لفظ پاکستان لہاں عام ہے۔ دراصل سب غرض عام میں پاکستان کو ”پاک“
 اور مقدس کے ہم معنی سمجھا جاتا ہے۔

تحریر یک پاکستان۔

ایک تحریک کے طور پر پاکستان کا چرچا ۱۹۴۰ء سے شروع ہو رہا ہے جبکہ مسلم لیگ نے
 ”قرارداد پاکستان“ منظور کی اس کی بنیادیں ہوئی کہ ۹۳ء میں جب کانگریس کی رکن برسر
 اقتدار آئیں تو انہوں نے اپنی طاقت کے زعم میں کئی جگہ کسی مسلمان کو وزارت میں شامل ہی نہ
 کیا، شامل کیا تو صرف اپنے اہل صاحب کے مسلمانوں کو۔ یہ عام پالیسی و ستر و ریاں ستر مسلمانوں
 کے خلاف ہو گئی۔ ہندوؤں میں ہندو مائرم کے گیت پڑھے چاہے گئے، کانگریس کا ترنگہ جھنڈ
 موقع بے موقع تمام سرکاری اور عوامی قیادتوں اور رواج پر ہر ایسا چاہے لگا۔ عام تعلیم کے لئے

یہ کتاب کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿35﴾ مولانا محمد عبدالستار خان یاروی
 ”قرارداد پاکستان“ کی اسکیم رائج کی گئی۔ یہ تمام اقدامات مسلمانوں کے لئے وکرائش تھے۔

اس وقت مسلم لیگ، مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے جس وقت تھی جو کانگریس کی مخالفت
 کر رہی تھی۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۴۳ء میں جب لکھنؤ میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا تو حرم
 میں جذبات کی یہ کیفیت تھی کہ کئی مروجہ مقررین ہندو مسلمانوں پر رقت طاری ہو گئی۔ لیکن
 وہاں سے سر سندر جیت، بنگال سے فضل الحق، آسام سے سر محمد، لیگ میں آ شامل ہوئے
 مولانا حسرت موہانی اور مولانا ظفر علی خان انقلاب کے علمبردار تھے۔ چوہدری خلیق الزماں
 باجوا اور چلیاں کاٹے تھے۔ سرحد کے سردار، وزیر گزیب مہسود، قاضی تھے، محمد علی جناح کا
 آئینی رواج دیکھنے لگا تھا کہ گاندھی بھی گنگ تھے۔

دور میں بعد ۱۹۴۹ء میں جنگوں پر شروع ہوئی تو کانگریس سے انگریزوں سے عدم تعاون
 کا راستہ اختیار کیا۔ اس حکومت و واقعات اور مصلحت وقت و دلوں کے پیش نظر مسلم لیگ کو کانگریس
 سے علیحدگی کی ضرورت سمجھ کر سب پر مجبور ہو گئی

۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے علیحدگی کی قرارداد منظور کی تو سب سے پہلے ہندو جہارت
 سے ”پاکستان“ کا نام دیا۔ وہ اس کی مخالفت کچھ بے تعصب سے کرتے تھے کہ جواہر لہو
 مسلمانوں میں جو ہر جہت کے طور پر اس تحریک سے وابستگی پیدا ہوئی جاتی تھی۔

یہ دور میں مولانا ظفر علی خان، اور مولانا شوکت علی جیسے بزرگوں نے کانگریس کے
 ساتھ چار سال ہا سال کی رفاقت کے بعد اس کی روئے روناقت شروع کی جس سے مسلمان عوام
 کو بیکسر کانگریس اور گاندھی سے بدعین کر دیا۔ جب یہ لوگ ہندوؤں کے ساتھ مل کر اپنی قربانیاں اور
 ہندوؤں کی بدسلوکی کی روایات و حکایات سناتے تھے تو ہر چہوے بڑے مسلمان پر ٹر ہوتا تھا۔

ہماری پاکستان۔

دراصل پاکستان کی بنیاد پر سلام خصوصاً سرکار کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اس دور رکھ دی تھی جب سلام کا انقلابی نظریہ، انسان کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔
 تاریخ ہی آدم میں اس دور و احمر سب کو پہلی مرتبہ یا پہلے انسان کہہ کر خطاب کیا گیا۔ زبان، رنگ،
 نسل، نسب، دولت اور علم کے تمام امتیازات نظر انداز کر کے صرف انسانی کوئی اور ان کا معیار مقرر
 کیا گیا۔ یہ دور مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان ایک شلج حائل ہو گئی۔ چین، ترکستان، ایران
 عراق، یوگیا اور دوسرے ممالک کے مسلمان مرد و عورتوں سے وہ سنی بھول گئے لیکن ہندوستان میں

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿36﴾ مولانا محمد عبدالستار خان دہلوی
 دس کروڑ مسلمانوں کو اپنے نہیں (۳۰) درود بھائیوں سے وسط پڑ جوہ رومی میں کسی کو شریک
 کرتے ہیں۔ کبھی نہیں دیتے ہیں اور تو اور گھر میں سر چھپا سے کو جیکو دیں تو چڑکا ہر شت ہو جائے
 گا۔ یہ دیکھے سوکھے، خشک اور خشک حور میں بیٹھ کر حد باد سے تو یہ سر پہنچو
 کو کر چائیں۔ اہم تو شانہ اپنی عیحدگی حور ہی جاتے لیکن وہ پٹکیوں کاٹ کر چھو کر لگا کر پاؤں
 کا پیالہ دینے سے لگا کر کئے رہے بد صورت سے بد صورت اور میل سے دیکھیں ساتھی سے
 مقابلہ میں ہم پر پنے گھر کے ہٹ نہ رہے نہیں ہر گھڑی احساس لاتے ہیں۔
 توحید کے ماننے والوں! تم مشرکوں سے جدا ہو۔

مسجد واسے سو بھی جائیں تو مسجد سے گھٹے جا پتہ نہ رہے۔ یہ ہیں۔ گیارہ کروڑ شہرہوں کی
 شوخی قسمت ہر گھڑی لانا لاکار رہتویہ کرتی ہے۔

مسلمان کا یہ عیحدگی کا سبب اس کا جدا کا۔ طرہ فکر اور مخصوص طریقہ زندگی پاکستان
 کی اصل بنیاد ہے۔
 پاکستان کا رائج اعم مفہوم۔

آئی کل گرا، دیکھا جائے تو ہندوستان میں پاکستان کی تحریک کی سہ میں مسلمانوں کی
 اسلامیت کا مرکزی ہے۔ وہ ایک اسلامی سوسائٹی اور تمدنی سلطنت چاہتے ہیں جہاں وہ اسلام
 کے مطابق زندگی کے تمام شعبے چلا سکیں۔ لہذا ہر اس آوردے دس سے یہ شکل اختیار ہے کہ مسلم
 لیگ سے تقسیم ہندوستان اور مسلمانوں کی وحدانیت کی فوجی رد کر رکھا ہے۔ حکومت وقت
 کانگریس کی جبرہ دستوں سے نکلتا "مسلم لیگ" کے انداموں کی کو یہاں تک تسلیم کر چکا ہے کہ ملک
 کا آئندہ "مسلم لیگ" اور مسلم لیگ کی دھم مندی سے بچنے کا اور نہ جو کچھ ہے وہاں رہے گا۔
 یہاں تک پہنچ کر گاڑی رک رک رہی ہے۔ اگر بر اپنی طاقت سے تقسیم کرنے پر آمادہ نہیں اور کانگریس
 مسلم لیگ کو مسلمانوں کا واحد نمائندہ تسلیم کرتی ہے نہ ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہے۔

پاکستان کی اہمیت۔

پاکستان کی موجودہ تحریک صرف اپنی امدادوں اور انصار سے نہیں دشمنی بلکہ سے کانگریس کی
 خلاف اور جاہل۔ روائش سے بھرا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان طبقہ کی قطعہ دی بد جان درلوگری
 پیش لوگوں کی مادی پیش رو نہ اور تا جرات کو بھی اس میں دخل ہے۔ حکومت وقت نے اپنی
 مادی حیلے کے پیش نظر اس تحریک کو تسلیم کر لیا ہے لیکن پاکستان کی اصلی اہمیت نہ پشیدہ

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿37﴾ مولانا محمد عبدالستار خان دہلوی
 اور خود بیدار قوتوں اور ممکنات میں مضمر ہے جو احیاء اسلام کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ یہ طاقتیں
 و ممکنات بھی بیداری کے نہایت ابتدائی مراحل سے گزر رہے ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ
 یہی تحریک کی اصل جان اور مغز ہیں۔ باقی سب حادثات کا لباس ہے۔

یہ درست ہے کہ فوری اور ہنگامی خاتمہ سے دیکھنے والوں کی نظر میں یہ حادثات کا لباس لایا
 ہم ہے لیکن آخر میں اور ان عیش لوگوں کے نزدیک خلی قوت اور اصل بہتر بارہ کاملہ توجہ ہے۔

اس کتاب میں آئندہ ہم جہاں "پاکستان" کا لفظ استعمال کریں گے وہاں اس سے
 یہی اسلامی مقصد اعلیٰ اور دینی نصب العین کا مفہوم میں گئے۔

پاکستان سے ہمارا مطلب۔

بہموم جب پاکستان کے متعلق گفتگو ہوتی ہے تو موافق اور مخالف دونوں اس کی بدتہ
 ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ دیکھتے صاحب دس کروڑ انسان اپنی پسند کا
 نظام حکومت طانا چاہتے ہیں یا جناب دس کروڑ انسان کسی نظام حکومت میں رہیں، ان کے
 اقتدار کو ٹٹا مٹا سکتا ہے۔ برعکس اس کے ہماری کچھ فکر اور استدلال اس کے بالکل اسٹ ہے۔
 ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں سوسائٹی کا نظام کیا ہوگا؟ وہاں نظام حکومت کیا ہوگا؟
 پاکستان میں ایسے دسے لوگ کیسے ہوں گے؟ پھر یہ تصور ہمارے من کو بھاتا ہے۔ سب ہم پاکستان
 جانے کے خواہشمند ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت دیکھا جائے تو دس کروڑ مسلمان بھی اسی تصور کی
 آرزو میں مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ دور مسلمان کوئی نسل نہیں۔ کسی ملک کا باشندہ ہونے سے
 انسان مسلمان نہیں بن جاتا۔ یہ درست ہے کہ اب حد پور سے مسلمانوں کے گھر پیدہ ہونے
 والے مسلمان اس چاہت سے نہیں بلکہ اپنے حق پیدائش سے مسلمان بن جاتے ہیں۔ لیکن کچھ
 بات یہی ہے کہ مسلمان ہونا ایک ایمانی کیفیت ہے۔ کوئی شخص جسائی خصوصیت نہیں۔ یہ ایمانی
 چاہت خواہ کتنی ہی پھیلی چھلی ہو مسلمان کسی سے الگ مسلمان ہیں، جس درود (خدا خواہستہ) یہ وہ
 رہی ہم خالی ایمانی فکر اور ہندوستانی روحانیت کے مسلمان نہ ہوں گے۔

گر خالی معاش کے مسائل کا حل پیش نظر ہو تو پاکستان کے علاوہ دوسرے منظر پر پتے
 اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

کیا مصیحت وقت پاکستان کی متقاضی ہے اور اس سے کسی عملی نتیجہ کی
 توقع کی جاسکتی ہے؟

مطلقی بار بیرون میں گئے میری تکی با صبح ہے کہ مسلمان ہند اگر موجودہ صورت حال کوئی کہتے ہیں کہ یہ بھی خیاں ہے کہ اسلامی مقصد حیات کا حصول ان کے لئے ناممکن ہے یا یہ کہ اسلامی مصلحت حیات کی موجودہ ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا اور اس کی تلاش میں سرگرم ہوئے۔ تب تک حضرت پیش آئے کا خدا شہ پہلو پھر یا تو انہیں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنا چاہئے اور پھر اسلامی مقصد حیات رک کے اس مصلحت حیات اختیار کر لینا چاہئے جو ہمیں زیادہ بہتر نظر آتا ہے

ہر حال جو لوگ اسلامی مقصد حیات کو چاہتے ہیں ان کے لئے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس صوبہ انہیں کے حصوں میں اپنے تمام مشکلات اور اپنی تمام طاقتیں خرچ کر دیں۔ اگر کسی قصہ کو کامیابی سے حاصل نہ بھی کیا جا سکا ہو تو اس کے لئے شجاعت سے لڑنے اور دیوانہ وار شہر کر دینا ہمیشہ ممکن ہوتا ہے۔ دلت کی زندگی سے عزت کی موت ہمیشہ جاتا ہے۔ چنانچہ یہ دنیا کی بہتری ناممکن بھی اور تعاقب کی بھری ہر وقت مسلمان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جو مرنا چاہتے ہیں وہ جینے کا سامان کیا کرتے ہیں۔

جو دینی ہستی قابل تو یقین آیا

جسے مرنا نہیں آئے جیتا نہیں آیا

کہا جا سکتا ہے کہ اسلام تو بے شک اس قابل ہے کہ سامان اس کی خاطر لڑتے لڑتے مرجائے لیکن موجودہ مسلمان کہاں اس قابل ہیں کہ ان کوڑے سے کوئی معیہ تہذیب مرتب ہونے کی امید ہو سکے۔ غور میں حالات کیا یہ بہتر ہوگا کہ ان کو دشمنوں کی طاقت کے مطابق کوئی ہلکا سا بوجھ انتخاب کر لیا جائے مثلاً فرنگی کے ہمارے میں جدا گانہ حقوق کا جائز نہ ملے یا کنگرس کے پیچھے لنگڑاتے ہوئے چل کر انجام خیر کی امید۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کی ضروری علاج ہے تو چاہئے ہلکا بوجھ اختیار کیا جائے چاہے بھاری نہ کی گئی ہو۔ یہ بوجھ بھی طاقت کے مطابق نہیں ہٹائے جاسکے۔ ہمیشہ طاقتوں بوجھ کے مطابق چھوڑ کر دی جاتی ہے۔ اگر طاقت بڑھائے کی بجائے بوجھ بھگوانے کا راستہ اختیار کیا جائے تو یہ وہ طاقت ہے جو ہمیں ختم ہی نہیں ہوتی۔ اس کا مطلبی نتیجہ آخر ہندوین دلت کی موت ہے۔

ہندو ہر سکوں رحمت گزیدہ ہنگر مرچ

دویدان، رفتان، ستادان، شستن، چھتن و مروتان

ہماری تعمیر کے سوا پاکستان کی باقی تمام تعمیریں ناقص ہونے کی وجہ سے۔ اس وقت تک پاکستان کی جو مختلف تعمیریں کی گئی ہیں اس میں یا تو کنگرس کے ساتھ دلت کی خیانہ تقسیم پر کٹاکی گئی ہے یا دستور حکومت میں مسلمان "اقلیتوں" کے "حقوق" اور "معاذ" کے لئے "محافظات" اور "مرحلات" حاصل کرنے کی خاطر آئینی ضمانت کی ایذا دی یا ترمیم کو معطل کر کے نظر سمجھا گیا ہے۔

یہ غلطی اور اس سے پیدا ہونے والے نتائج بد مسلمانوں کی سیاسی ناکامی اور دلت کا اصلی سبب نہیں بلکہ اس غلطی اور اس سے پیدا ہونے والے نتائج دلتوں کا اصل باعث گذشتہ پون صدی کے مسلمان لیڈروں کی مدعا علیہ ذلیل رہی ہے۔ بن میڈروں میں سے، کنگریا تو مغربی طرز کے "تعلیم یافتہ" تھے یا "ابلیہان مسجد" جس چند حضرت کو شرقیہ "مغربی" دونوں علوم پر عبور تھا "بکس" یہ یوں کہ دلتوں کو "مسم کر کے کچھ تار تار حاصل کر لیتے۔ نتیجہ یہ کہ یا تو وہ مدعا دہندہ صمدی صمدی دلتی سے بچ کر صمدی صمدی کے "تسخیر عالم" کے پروگرام سے تباہ ہو جاتے رہے یا "مسم اللہ" کے گند میں بدتمیز گمانی دنا کا می میں پڑے رہے اور یا خواہہ شرف پر دو طرف بنے رہے۔

یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان اپنے علیہ اور اقتدار سے مایوس ہو جائے یا اس کو اپنے اوپر ہر صحت و رعبہ تو پھر یا تو اس کی پروا نہ ہو، اپنی حفاظت کی فکر تک ہی محدود رہتی ہے اور یا وہ "ہم نشینان قلعہ" کی صحبت کو انش قصد کر لے لگتا ہے۔ چنانچہ کنگریا کو "کوڑا دی" کا واحد راستہ کنگرس کی ناکامی تلے لگنے میں نظر آیا اور کچھ حضرت "اسلام کو حضرت سے بچانے اور مسلمان اقلیتوں کی حفاظت" کی فکر میں لگ گئے۔

پاکستان کی دوسری تعمیروں کے ناقص۔

۱۔ مومن ناصر محمد اللطیف کی تعمیر پاکستان میں مندرجہ ذیل چار بڑے ناقص ہیں۔

(۱) دلت مسلمان اس وقت سے بچنے پر کرنا چاہتے ہیں کہ جو ہندوستان جیسے ملک میں ناممکن ہے

(۲) وہ مسلمانوں کے لئے کسی ایسے مرکز کا انتظام نہیں کرتے جہاں ہم جمع معصوم میں ملجہ

رہ سکیں یا جہاں سے ہمارے "تسخیر عالم" کے پروگرام کی ابتدا کی امید ہو سکے۔

(۳) وہ مغربی جمہوریت کے لٹینی پارلیمنٹری طرز حکومت کو قبول کرتے ہوئے ہندوستان کی

مرکزی لیڈریشن یا کانفیڈریشن کا طوق ہمیشہ کے لئے مسلمان ہند کے گلے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿40﴾ مولانا محمد عبدالستار خاں میاں زوی

(۱) اسپور سے صوبہ مقصد کے لئے کوئی نئی طریقہ کار تجویز نہیں کیا۔

چند بری رحمت علی اور ان کے چند پیلوں کو جو انوں سے لکستان میں بیٹے کر

پاکستان کی جو وہی تعمیر یا سرکاری قومی میں رہیں گے چار بڑے علاقے ہیں

(۲) دو مسلمانوں کو جو یہی قومیت کے جبراسی میں گرا کر کے ہمیشہ کیلئے ایک

مجموعہ کی چاروں دی میں بند کر دیتا ہے۔

(۳) ان کی حدود پاکستان سے ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت ہار رہی جاتی ہے۔

(۴) اسپور نے بھی مغربی جمہوریت کا معنی پارلیمنٹری نظام قبول کر لیا ہے۔

(۵) صوبہ مقصد کے لئے کوئی طریقہ کار پیش نہیں کیا۔

ایک ہنگامی میاں کفایت علی) سے مسلم نظریہ کے نام سے پاکستان کی جو تعمیر پیش کی

تھی اس میں تین بڑی کمزوریاں ہیں۔

(۱) ہم نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کوئی مرکز قائم کرنے کے اس کی دلی

فاحر کریت پر قرار دیکھتے ہوئے نئے نکال اور انتخاب کو حریف بنا کر ان میں پھوٹ پیدا کرنے کا

سہا ہاں دیا کر دیا ہے

(۲) جو طریقہ کار جو یہ دیکھا ہے وہ خارجی اور معاشی اور اقتصادی۔

(۳) انہوں نے بھی مغربی جمہوریت کے معنی پارلیمنٹری طریقہ حکومت کو قبول کر لیا ہے۔

سرنگندہ حیات حال کی تعمیر پاکستان میں مندرجہ ذیل چھ موٹے موٹے اہم ہیں۔

(۱) اسپور نے نیشنلزم کے طرز مسلمانوں کو تسلیم کر کے مسلمانوں کے جدا گانہ وجود کی

پیدا کی کو کھلی کر دی ہیں۔

(۲) اسپور سے بھی بجائے مسلمانوں کے لئے کوئی مرکز قائم کرنے کے اس کی طاقتوں کو

منفی کر کے کر دیا ہے۔

(۳) صوبہ مقصد کے لئے کوئی طریقہ کار تجویز نہیں کیا گیا۔

(۴) مغربی جمہوریت کا معنی پارلیمنٹری نظام قبول کر لیا گیا ہے۔

(۵) مسلمانوں کے تعمیر عالم کے پروگرام کو قطعاً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

(۶) مسلمانوں کی اسلام سے بے باک ڈور کرنے پر توجہ دی نہیں دی گئی۔

ہماری تعمیر پاکستان ایک ضابطہ حیات ہے۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿41﴾ مولانا محمد عبدالستار خاں میاں زوی

قوموں کی رنگی اور دکار میں دستور اور معاہدوں سے نہیں ہوا کرنا بلکہ ایمانی

علاقہ، اقتصاد کی اور حربی طاقت سے ہو کرنا ہے۔ اگر ایک نا اعلیٰ قوم کو کسی قوم کے ذریعہ حکمران

بنا بھی دیا جائے تو وہ دوسری ملکوں میں غلام بن جائے گی اور اگر کسی اعلیٰ قوم کو داؤ پیچ سے مل جائے گی

جائے تو وہ چاروں دوسری ملکوں میں اپنے طاقتوں کو بکھیر کر کے چھوڑے گا۔

جو بڑے گا، مرتبہ اس کا بڑا جائے گا جو گھرے گا بڑے درجہ سے، مگر بڑا جانے گا

حق ہے غالب کو کہ گھلے اور بڑے مطلوب کو ہے سو کمزور ہونے کی بجلی انتہا کم کار

جس طاقت ہوا کہ قوموں کی زندگی اور موت، ان کی دولت اور دکار، ان کے ایمان سے

وابستہ ہے۔ کہ اس آئین اور دستور حکومت سے جس کے ماتحت وہ زندگی بسر کر رہی ہیں۔ وہ یہ

کہ طاقت ایمانی آئین اور دستور کو بدستور سکتی ہے لیکن آئین اور دستور حکومت، ایمان ٹھیک نہیں

کر سکتے۔ مسلمانوں کا تصور بھی سے شروع ہوا جب سے ان کا ایمان کمزور ہو گیا۔ جب تک ایسے

لوگ موقع پر موجود ہیں جن کا عقائد ہم سے دیا ہوا ہے، ہمیں ان کے سامنے ناکام ہی رہنا

پڑے گا چاہے متاثر ہمارا عقائد ٹھیک ہی کیوں ہو۔ لہذا ہمیں پاکستان کی دوسری تمام تعمیریں

سکے ہماری تعمیر پاکستان کا اولین مقصد زمین تقسیم اور آئینی حفاظت نہیں بلکہ ہماری تعمیر

پاکستان کا اولین مقصد "طاقت ایمانی" ہے جو زمین کی تقسیم، تحفظات اور مراعات بلکہ ان سے

بھی بڑھ چڑھ کر چیزیں حاصل کر سکتی ہے۔

اگر ہم زمین کی تقسیم اور اپنے آئین کا ذکر بھی سے کر رہے ہیں تو صرف اس لئے کہ

قوت ایمانی اپنے مقاصد کے شعور سے جلد بیدار ہوتی ہے۔ جب لوگوں کی منزل سے ہٹ چکی پیدا

کر دی جائے تو انہیں راستے کی مہم نہیں اٹھانے پر مجبور ہوا آسانی سے آواز دیا جاسکتا ہے۔ الغرض

ہماری تعمیر پاکستان اگر کچھ ہے تو وہ ایک فلسفہ زندگی اور ضابطہ حیات

ہے۔ یہ فلسفہ اور ضابطہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے کچھ دیا نہیں بلکہ وہ اسلام اور شریعت کے تیرہ سو

سال پرانے اصولوں ہیں۔ ہم سے صرف نیا اصولوں کو موجودہ حالات پر جانکر کر کے اس سے

جو نتیجے برآمد ہوں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ انسانی زندگی ایک

توحید ہے، انسانی شخصیت ایک وحدت ہے۔ اس لئے ہماری مختلف ضروریات، فرائض اور مفادات

مطلوبہ عمل سے پوری نہیں کی جاسکتیں۔ ہماری تعمیر پاکستان پر جو کوئی عمل کرنا چاہے اسے وہ

حقیقت مجموعی قبول کر دی ہوگی۔ ہمیں اوجھڑے عقائد بن منظور نہیں۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿42﴾ مولانا محمد عبدالستار خاں ٹنڈی

﴿۷۰۷ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک﴾

اسلام اور پاکستان -

ہم نے بھی دیکھا کہ پاکستان میں کسی نکلنے یا کسی خاص انسانی گروہ کے اقتدار کا نام نہیں بلکہ پاکستان ایک صراطِ حیات ہے۔ یہ صراطِ حیات "اسلام" ہے۔ جدا گانہ وجود کا قصہ سدھن گئی میں پڑ ہے۔ چنانچہ "اسلام" اور "دارالحراب" اس کے دور کے یادگار الفاظ ہیں۔ جب ہندوستان میں مسلمانوں کی کوئی ظلمت قیامت تھی اور برہمنوں کو دوسری قوم سے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہو جاتا تھا۔ مسلمان ہوتے کے معنی یہ تھے کہ پچھلے دنیا کے ایک نکلنے میں نیکی اور سلامتی کا رائج کا نام نہ رہے پاتی بدی اور بدامنی اسے نکلنے سے جنگ لڑی جاسکتے لوہاں، جلدی، معاشرتی، قصہ دی اور ضرورت ہوتی جس کی جنگ بھی۔ یہ "جہاد" حب تک لڑی رہے گا جب تک دنیا سے بدی، بدامنی ختم نہیں ہو جائے یا آخری مسلمان بچے خون کا تھی خطرہ نہیں بھاٹکتا۔

اسلام صرف چند مذہبی اصول ہی پیش نہیں کرتا بلکہ "اہیات، احوال، معاشرت، حکومت، تعمیر، عدل اور امن" میں کے لئے بھی ایک مخصوص نظام تجویز کرتا ہے۔

ہندوستان میں اسلام :-

جب تک مسلمانوں کو سلطنت حاصل تھی، دین و معاشرت، سیاست و عدالت اور اقتصادی سیاست سب کچھ ان کے، اپنے ہاتھ میں تھا، مگر لائے عوام کو کبھی اس حقیقت کا چرچا کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی کہ اسلام کا انتظامی، عدالتی اور اقتصادی نظام جدا گانہ ہے۔ وہاں ملک و اپنی کنگوں میں ضرورت ان مسائل کی چھان بینا کرتے تھے۔

جب جبکہ سلطنت فرنگی کے پاس ہے اور تجارت بننے کے ہاتھ تو ہندوستان میں اسلامی رد و البیاعت کی اور ان کی تعمیریں کرنے والے بلوچ، بنگالو، برہمن اور ایک اچھا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن کہتا ہے کہ وہ ملک مذہب عالمگیر سے ہندوؤں سے بگاڑ کر غلطی کی، ان کی طرح بنا کر رکھا تو آہم اس حالت کو نہ پہنچے۔ کوئی کہتا کہ معلوم ہے ہندوؤں کی دجوبی میں اسلام فراموش کر دیا کی گناہ کی سر بھگت رہے ہیں۔ طاقت ہاتھ میں تھی سب کو مسلمان بنایا ہوتا، یا پھر مسلمانوں کو ختم کر دیا ہوتا تو آج اقلیت اور کثرت کے جھگڑے سے چھوٹے ہوتے۔ کوئی

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿43﴾ مولانا محمد عبدالستار خاں ٹنڈی

کہتا ہے کہ اسلامی آبادی کی کثرت وہاں کے مسلمانوں کا وطن قرار دینے والے چاہئیں تھے وہاں مقبوضہ علاقہ۔ کسی کو شکایت ہے کہ شہنشاہیت کے بجائے جمہوری طرز حکومت بنانا تھا۔ کسی کے نزدیک سارے ملک کی جزیہ ہے کہ صنعت و حرکت اور تجارت کمزور ہوگی کسی کا ڈر ہے کہ کئی مشینیں ایجاد کرنی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب محمد علیہ صلوٰۃ والسلام سے اسلام کی ہوا رکھی تو یہ ایک ایمانی انقلاب کا پیغام تھا جو لوگوں کو دے دے کی جوں کو بدل کر چند حق و نور میں اس کا جسم اور ماحول سب کچھ کیا جیتے۔ اس سے بدل لیا تھا۔ یہ پیغام کسی انسان کا نہیں گزرتا تھا بلکہ اللہ علی شانہ سے حاصل دنی کے درجہ حور، سپہ عالم، برتر و برتر مصطفیٰ احمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا۔ اس پیغام کی پیروی تھی توحید، دین و دینی دونوں کی توحید، کائنات کی برسرِ طاقتوں کی جہد میں ایک توحید ہے جو قرآن کی روشنی میں تلاش کرتی ہے۔ کائنات کے ظاہری آثار سے نکلنے کے لئے جو حرکات و سکنات کرتی ہیں، ان کی پیروی و پیروی ہے جو توحید صلی اللہ علیہ وسلم کی "سکت" کی پیروی میں ماحول کے اندر تلاش کرتی ہے۔ یہ دونوں کوششیں ایک ہی ایمانی توحید کے ماتحت مسلسل جہاد کی شکل میں پیش چار رہتی ہیں۔

۷۰۷ء میں حضرت عائشہ اور زینب علیہ الرحمہ وفات پا گئے۔ ۱۹۰۷ء میں مسلمانوں

لے جدا گانہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ ۱۹۴۷ء کے دو سو سال کی ملت کا وہ عرصہ ہے جس میں ہمارے جدا گانہ وجود کے آثار ہم سے بچھن گئے۔ ہمارے چھپنے کی حقیقت ہم نے عمداً ہی تھی۔ سب سے پہلے ایمان کیا، پھر خالق کیا، جب سلطنت اور وال، بہت تھی، دولت تھی، عزت تھی، غیرت تھی، عظمت تھی، وہاں بھی خطرہ نہیں ہے۔

۲۰۰ سال میں یہ سب کچھ کیسے ہو گیا، یہ ایک عبرت آموز کہانی ہے جس کے مومنے مومنے و وفات پر نظر رکھنی چاہیے۔ مگر یہ چل جائے کہ وہ کیسے، ایک ایک کر کے چلے، ایک ایک کو شاید اس سے پوچھتے تھے میں مدد دے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کس طرح ہر غرض کی جہد میں یہ کی کمزوری کام رہی تھی۔ اُمت، پادشاہان بھلا تھی تھی، توحید پیش نظر تھی۔ کوئی غلطی کی توحید بخود، کوئی دنیا کی توحید بخود، کوئی دونوں کو لگ، لگ کر دونوں کی باہمی توحید بخود۔ کٹر کا مرض دونوں کے بین ہیں تھا۔

ہندوستان میں اسلام کے دشمن، آفاتِ شمشاد :-

پاکستان کیا ہے اور کیسے بے گار؟ ﴿44﴾ مولانا محمد عبد الستار خاں پانچ

یہ تو دل کی بیماری تھی لیکن مریض کو کمزور دیکھ کر جو پتہ کھٹل اور دوسرے جرنیم ٹھون

چوستے کو جسم میں داخل ہو گئے، اُن کی گنتی کرے سے بھی مفید سبق ملتا ہے۔ ایمان کے دوس کے

اسباب تو ہم اس فصل میں دیکھیں گے جس کا عنوان ہے "پاکستان بے گار کیسے؟" یہاں صرف

اُن حالتوں پر نظر ڈالتا ہے جو عالمی سبب اسلام کی دشمن ثابت ہوئیں۔

☆/☆/☆/☆/☆

پاکستان کیا ہے اور کیسے بے گار؟ ﴿45﴾ مولانا محمد عبد الستار خاں پانچ

﴿شش گانہ عناصر زوال﴾

(۱) شریعت فروش۔

اس مہرست میں پہلا عنصر شریعت فروشوں کا ہے۔ علما نے دین نے اسلام کی جو خدمات

انجام دیں اور عظیم سلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی عزت و تکریم کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے

اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح صحابی نے کرم لے ہوئے کتاب میں جس طرح

دین قائم کیا اس کا منکر بھی کوئی بدعت ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ آثار اسلام سے

اس مادی گہر اور چالکیہ کی اون وقتہ پرواز پر ہمارے منہ ملتے اور راضیت سے کسی تبرک ملتے

کی نقدیں کی آڑ میں مسلمانوں کو منتشر کر کے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ فردوسی، احکام کو بڑھا کر

وہ قائل کر دیتے۔ مسلمانوں میں شہ پیدا کر دیتے۔ کسی دور میں وہ پیٹ کے بندے بھی آئے

جنہوں نے حلقہ اور مدرسہ سے سیکھا ہوا علم اور معرفت دس دس سال کی پرورش کے بجائے حکم

پروری کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ یہ "شریعت فروش" اور "شریعت فروش" پہلی ناشائستہ

حرکات سے ایک طرف تو عوام کو گمراہ کرتے رہے، دوسری طرف سنت کو علماء اور صوفیاء سے بدظن

کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن میں اللہ تعالیٰ جلی شایہ فرمایا ہے کہ دنیا کی

تھوڑی سے پونگی کے عوض دین بچا دیتے ہیں۔ حدیث قسم یہ خسارہ کا سود کرتے ہیں۔ یہی وہ

حضرات ہیں جو کبھی انگلستان کا نصرانی بادشاہ مرچا نے تو اس کے لئے مسجدوں میں مظہر کی

ڈھائی کرتے ہیں۔ کبھی سوداگر راجا جاتا ہے، کبھی "جہاد" حرام ہو جاتا ہے، کبھی شہداء

کرام حرام موت مرنے دے قرار پاتے ہیں، کبھی فلاح و ناجی مسلمانوں کی مذمت کرتے کرتے

کا فرد کی بیعت رہتے ہیں، کبھی دین پر دین کو تباہ فرما دیتے ہیں اور کبھی پرانے اسلام کی

جگہ نیا اسلام جاری کر کے "دور کی قرآن" اور "حلقہ تلقین" کا اہم ٹکڑا چھوڑ دیتا ہے۔

انہیں لوگوں کے کردہائی باوجود رہنے چاہئے اور کئی ہندوستان میں حرم مہر اور بیٹے

تھے۔ یہی ٹیپہ سلطان شہید اور افغان مجاہدین کے خلاف سکھوں اور مرہٹوں کے حق میں فتوے

دیتے تھے۔ انہوں نے اسی گزشتہ جنگ عظیم میں ترک کے خلاف لڑنے کے لئے فوجی ہاتھ

ہندوستان میں اسلام کا حورنا چو سے دے کیڑوں میں یہ چارپائی کے کھٹل اور ماہر مسلمان سیر ایک کا

کوتہہ کھتے ہیں۔

پاکستان کیا۔ اور کیسے ہے گا؟ ﴿46﴾ مولانا محمد عہد مستار خان بیاضی

(۲) جواب:-

اسلامی سوسائٹیز میں "درہ پیش" اور "لوائس" فتنا و الفاظ تھتے۔ مسلمان اُمرورو اور معصم جہاں جسم کی آمالش و وحش کئے لئے تحلات اور باغات تعمیر کرتے تھے جس و موسیقی کا لطف اٹھاتے تھے۔ جیسے جیسے سوس اور خوشو میں پیدا کرتے تھے وہاں علم دور، حلاق و تھن اور ریاست بھی اُل کے مر ہو با منت تھے خو ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں ایسے ستائروں نام شمار کئے جاسکتے ہیں جو ستر کے گوارہ عمر کے سار اور صرف کے رور کے ساتھ ساتھ عید الہ جنگ میں شہیر ہار اور محسن عطا ورت میں اوج شفاں بھی تھے۔

مرد و ایام سے یا جس کے سرد سے شہا میں مت ٹیک اور شونہاں ہاتی رہ گئیں۔ صحت کی پی پی پان سے میر و حواں ہے ٹیک عمر کی پیاں میر کرے سے اٹلے جڑاتی ہے۔ چنانچہ لواروں کی برم بھی روم کے لئے تیار ہونے کے بجائے کھل کھل کر ختم ہونے کا سامنا بن گئی۔ ہوں اور حرم سے انہیں قوم کو کھڑا اور رین سے بے پروا کر دیا۔ معیہ سلطنت کے اقتدار سے کر آج تک دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے چاد و منصب و شان و شوک و شکاری کتوں اور تاپے دیوں کی خاطر سلطنت و رین و دھاسب کچھ قرباں کرے کو تیار رہتے ہیں قوم نے جو دولت و دھامت ٹیک پئی خواست کرنے کے لئے سو پنا بھی وہ قوم پر حکومت جتانے اور عیار کے ساتھ مانا کر۔ میں صرف ہوتی ہے۔

سلطنت مغلیہ کو انہیں لوائس صوبہ وروں نے پئی جو عرصی سے کلائے کلائے کیا۔ فرنگی اور مرہٹے سے نوازیوں سے سازش کر کے آئیں لگ میں اخل کیا۔ میر جعفر سے لے کر میر صادق تک سب لوائس ہی تھے۔ آج بھی خضر حیات (سر خضر حیات لوائس) سے لے کر نوبہ و حاکم تک نوب بن ہمارے کشاکش کا باعث ہیں۔ سر فضل حسین اور سر سکندر (سر سکندر حیات خاص) بھی لوبوں کی فیرست میں اخل ہیں جو ہمارے ہی لئے ہوئے دسترخوان سے چند بریر سے ہمارے سامنے سڑ کر ہمیں یقین دلاتے تھے کہ دیکھو! ہم تمہارے لئے کیا کیا خواہشات لائے ہیں۔

برہہ دولت مند مسلمان جو منصب دولت و رعیش کو رین اور ملک پر ترجیح دیتا ہے "کلب مدولہ" کے خطاب کا مستحق ہے اور مندوچ ہالامتوں میں لوائس ہے۔

(۳) برہمن ۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے ہے گا؟ ﴿47﴾ مولانا محمد عہد مستار خان بیاضی

مصر کا مت ابوالہوں زلیا کا سب سے قدیم جگہ تصور کیا جاتا ہے۔ ٹیک ہندوستان کو یہ حق حاصل ہے کہ مصر اس کے صہنتوں کی اودن شکل میں یہاں دس ہزار سال پرانے بھوتوں کی ایک جگہ جاتی مل موجود ہے جس کا "فالا علم" آج دسویں صدی میں بھی بڑے بڑے سعید زوہاؤں کو اپنے منتر سے کیل ڈالتا ہے۔ ہدوت، ہدوت کے شکار و ہدوت، ہدوت، ہدوت کی اودا و یہ بڑے بڑے کالوس اور پٹیسے خدو حال کے بوسیدہ چوروں وے جار و گردن کی قدیم ترین تلوک جو ٹھک ہنیں بنا کر ہر دوسرا سالوں پر پیدائشی حق سے حکومت کرتی ہے یہ خود ہی ایک عہدوری تصنیف کرتی ہے اور خود کو اخی اور ہتی سب کو ادنی قرار دیتی ہے۔ پھر ٹیک ٹیک ٹیک کی چڑی اور چوٹی چوٹی ہتس کر کے بلا ہند کر وروں نہ لوسا کوں عویات کا یقین دلا رہی ہے جس کا ذکر پہلی دفعہ اچکی ٹینے تو تھنہاں سے پیٹ میں ٹیل پڑھا میں اور لغرت سے قوم کے تصور کے گلا خشک ہو جائے۔

یہ ردائلی مفرد برہمن گوشت نہیں کھاتا لیکن خوب پیتا ہے۔ پئی جانی سے ہر شادی نہیں کرنا لیکن وقت پڑنے پر پئی اے کر بھی گھاگھٹنے سے دریغ نہیں کرتا یہ س کی راج ٹیک ہے خوب اور وہ اس کا دھرم ہے۔

ہندوستان میں حسن ٹی طاقت نے برہمن کے اقتدار میں خلیں ڈالا اس نے اسی کے اندر شامل ہو کر اُسے فنا کر دیا یونانی فلسفہ کو فلسفہ دینے کے لئے برہمن چاٹکے سے شور مورا یا کو سمرٹ جاسے سے دریغ کیا۔ ہدھ کی ہت ٹھکی کو فلسفہ دینے کے لئے برہمن سے خود ہدھ کی موڑتی مندروں میں رکھ دی۔ مصل آگے تو مرز بن گیا، راگھر پر پہنچے تو سے مسر پہنے میں دہرنگ۔ تب فارسی قصیدے لکھ کر کام لگائے اب فصیح اگر بڑی میں کوئی بیکٹل نکات پر بیان رہتا ہے اور خیالات نکال کر اُن میں شائع کرتا ہے۔

ٹیک برہمن سرہوں کا پیشوا، ان کر انہیں مسلمانوں کے خلاف لایا کیونکہ اسلامی مذہب و است برہمن کے اقتدار کے منافی تھی۔ اسی نے ہونا رچا کر سکھوں کے گرد و گولہ لگے مکملوں سے لڑیا، ٹیک تھا جو ان کی چندین کر سرخ الدور کی بناق کا باعث بنا، ٹیک بیو مسلمانا شہید نکاح ر شہر مال تھا، اسی سے ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں جات مل بن کر جاسوی کی اسی سے شہر جی کو گرو بن کر سوراجیہ کا سبق پڑھایا تھا اور ٹیک مہاتما بن کر ہر تھنہ اور چرے کی آرمیں اسلامی علیحدگی ختم کرنا چاہتا ہے شکر چا رہیہ کے صوبہ کے راجکو پال چا رہیہ کی ہوسے ٹیک پاکستان سے درخشاں چاہتا ہے۔

یہ کسی انگریز کا سیکرٹری بن کر بھی دفتر میں کلرک اور ٹائپسٹ کا بھیس رہا کر اور کبھی چلی
مٹی کے پیوں پر سفر کی لگا چھٹی کی ساڑھی پہنا کر اور اسے مسلمان سیدھا حسین کے ساتھ امریکہ بھیج
کر طرح طرح کے دھوکے دے رہا تھا۔ اس کے کانے کا علاج لی نہیں۔ اس سے بچ کر رہنا
چاہئے۔ یہی ایک ایک قوم ہے جو ہم باہر کی ہر جگہ رہتی ہے۔

(۳) بنیاد۔

برہمن کی طرح ہندو سوسائٹی کا پودا وطن ہے۔ اسے دنیا کی ملاحوں اور روحانی
مسرتوں سے کچھ سروکار نہیں۔ وہ پیچہ جمع کرنا اور پھر اس روپے کو خرید کر وہ پیچہ جمع کرے میں صرف
کرنا اس کی زندگی کا دھبہ دھند ہے۔ لکشی اس کی دیوی ہے۔ چنڈی لکشی سے مہا شے کی تلاش کرنا
یاد رہے۔ یہ اس کو سب چڑھاتا ہے وہ اس کو شیر دہاتا ہے۔ بقدر ضرورت بقدر تجارت
کا کب پھانسنے کا رعبہ عیاشی تصور کرتا ہے۔

مسلمان چونکہ اس دنیا کو دیکھ کر اپنی دنیا کو دیکھ رہے ہیں وہی مانتا ہے اس لئے ہندو
مسلمان کے خون کا پینا سا ہے۔ (اس ٹیپہ کا لکشی چلے تو سارا دھن میں ہی اچھا ڈرے)۔ کھانے
پینے اور سرنے کے سونے کی سنت کر کے کھانا تو آسانی نہیں سب سے بڑی سختی یہ ہے
کہ اس کے رریک مو حرم ہے ملکیت کا تصور ہی اسلام میں کچھ عجیب ہے۔ مالک تو صرف
اللہ ہے۔ ہائی جو عمت کرے امتوں کرے۔ (گو ۱۴۰۰ سے ۱۴۰۰ سے ۱۴۰۰ سے ۱۴۰۰ سے جو دھن
جمع کیا اس پر ۱۴۰۰ کوئی حق ہی نہیں)۔

یہ مذہب بتاتا دین تو نہیں لیکن خریس بلا کا ہے۔ یہ وہی حال ہے لے کر آج تک اس کی
ہر کوشش اس کی اقتدار کی تخریب پر ہی موقوف رہی۔ "کھانا" اور "پالا" اسی کے بھائی ہے۔

(۵) فرنگی۔

فرنگی کو طاقت کی کچھ فکر نہیں۔ وہ صرف اس دنیا کی مددش اور اقتدار چاہتا ہے۔ اس
نے اس سے اس دنیا کی طاقتوں کا مطالعہ خوب کر رکھا ہے۔ لیکن وہ جو کچھ چاہتا ہے اس کے
مصلحت میں کا وہیں ہالنگ صرف ہے۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے اس سے کچھ چاہتا ہے۔ ادھر دھرم ہو سکتا
ہے اور سناٹا دنیا مارا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گوہم اس سے اچھی چیزیں چاہتے ہیں لیکن ہماری
چاہت کمال سے اس کے باعث ہم بحیثیت مجوسی اس کے مقابلہ میں خسارے میں رہتے ہیں۔
وہ گودنی چیزیں چاہتا ہے لیکن ہماری کسوتی سے پائے کے باعث قریب قریب وہ سب اسے مل

جاتی ہیں۔

جسم اس کی تمام کمالات ہے۔ اس لئے وہ نسل کے اصول کا پختی سے پابند ہے۔ وہ
مستند انسانوں کی وجہ تحقیق ہی چکی رکھتا ہے۔ اس کی حفاظت میں رہیں اور اس کے مقصد پر رہے
کر ہیں۔ وہ اخلاق اور قانون جیسا کہ خدا پر عقیدہ کا مصروف بھی بنی حیاں کرتا ہے کہ اس کا قتل
قائم رہے اس کی ضروریات میں ہوں۔ وہ اپنے قتل کا سخت یا غیرت کا حفظ ہے اس دابرہ کے
باہر کسی قسم کی تک پک کی جائے وہ سے نہ بھلا کہا جائے۔ یہ کچھ سروکار نہیں۔ وہ نئے کو تیار ہے۔

اس سے اس ملک میں آتے ہی اس مراکز پر ہاتھ صاف یا جو علاقائی طور پر اس کے
اقتدار کے رقیب ہو سکتے تھے۔ پھر صنعت و رجحان کو نکالیں۔ اب وہ اس ہاتھ پاؤں میں ہوتی
ہوئے (لاش) پر ہماری مسوری کے ساتھ آسویہ تا ہے اس کی تیار رکھی میں اپنے شکل اور رنگ کی
کا مصلحت پاتا ہے۔ وہ اس کے زخموں کے ندماں پر یوں خوشی سے اچھلتا ہے گویا کوئی نئی تخلیق
ہوئی۔ لیکن اگر انہیں حقیقی زندگی کی بنیاد پر کھڑے کیلئے انہیں اس کے کانٹا کرے ہو جائے ہیں۔
وہیں اس کا سبب ہم ہاتھ پائی کٹی سے گھگھوٹنے سے پرہیز نہیں کرتا

اس کا اقتدار ریڈیو، اسٹیشنوں، ڈاک، بنگلوں، پولیس کے تھانوں، فوج کی
چھاؤنیوں اور سلطنت کے وفادار آئی سی ایس کی بدولت قائم ہے۔ سب کے پیچھے برطانوی بحری
بیڑ برطانوی صنعت، برطانوی مشینیں، انویں اور اب برطانوی لکشی بیڑ پوجت ضرورت
ہر دو موجود ہیں۔ برطانوی مہترین کا دماغ کھچلیوں کے تار پلاتا ہے۔ باقی کام مقامی وفادار
ریکس اور مسرو و خود بخود کر دیتے ہیں۔ یوں فرنگی کا اقتدار اس سے روہن پر قائم ہے۔

فرنگی کا سبب حکومت سادہ بھی ہے۔ دریاں بھی۔ پہلے جسم کی طاقت اور دماغ کی چوہ
سے کہا۔ پینے کا سامان سب ہمیں ملو۔ پھر موٹا کے دوسرا کو بقدر ضرورت وہی سامان دے کر
نہ سے جو چاہو کرتے رہو۔ وہی کھانے پینے کا سامان سے دوگنا حاصل کرو۔ اُس کے
خلاق دین، حتیٰ کہ فطرت تک کو بدل ڈالو۔ تو کوئی اُن کا معراج نہ چائے۔ موت کا ڈر اور
حاجت کا خوف انہیں چھوٹی بارڈا سے دور سب کچھ ہوتے ہوئے بھی وہ محتاج رہیں۔ تمہیں تا
کچھ کرنا کافی ہے باقی سب وہ خود ان کی ہاتھی پھرت کھن کر دے گی۔

مہموت کے دوسرا گلوب ہیں اس کے لئے کچھ کھوے بھی دے دیکھتے ہیں جہاں جی
بہلنا رہے اور بدولت نہ ہو جائیں۔ انکیشن لاکر ایک دوسرے پر دھوں ڈالیں۔ مسیوں میں جہ
کر ہماری اجارت سے ہمیں نہ بھلا کہہ لیں اور اس پر خوشی سے چوے۔ سائیکل ہم سے پچھ کر

۵۰) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۱) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۲) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۳) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۴) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۵) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۶) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۷) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۸) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۹) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۶۰) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری

یہ دو بیل مخلوق ہے جسے نرگی کی پرورش سے بنتے یا نواب کے مہربان تک نہیں پہنچایا۔
 صرف بیل تھوڑی سے چاشنی دھرتیاں لکھور کی دم پر لگا دی ہے جس سے یہ صاحب بہادر ہے
 پھرتے ہیں لیکن ان کی چاشنی کو بھی سستی سے نہیں بلکہ مارغ کی چنگلی پھرتی ہے۔ کبھی انہیں آروزی
 کا بخار ہو جاتا ہے، کبھی جمہوریت کے دور سے پرتے ہیں، کبھی مزدور کی سہروزی کے تھے آنے
 لگتے ہیں، کبھی صدراعلیٰ معیشت و حقان کے دست لگ جاتے ہیں۔ اخبارات کا مطالعہ آپ کی حاس
 عادت ہے۔ بروگر کوغہ، بھل کبھی میں آپ کو رد لکھتے آتا ہے۔ آپ کے مشدلاں میں
 ملک گیر کارخانے، کٹر مشینیں لگتی ہیں، گواہی جہاں نام بھی یاد نہیں ہوتا۔ یہ بھی
 کالمی توجہ ہے کہ موقعہ پڑنے پر ہمیشہ سنی لکھی بھول جاتے ہیں۔
 انہوں نے سلام، دمسالوں کو خود کوئی نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ یہ کچھ کر ہی نہیں
 سکتے صرف وہی ایک بک کے گنہگار ہیں۔ لیکن یہ نقصان ضرور ہے کہ جو قہری قدم چھوڑ گیا جائے
 اس میں اپنی بھڑکی پٹائی شروع کر دیتے ہیں اور اپنی دھروانی کے زعم میں ساری نیچریز کا ستیاناس
 کر دیتے ہیں۔

۷۰ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک کی تاریخی تقسیم:-

یہ تو ہم نے نوید کچھ لیا کہ ۷۰ء سے ۱۹۰۷ء تک وہ کیا اندرونی و بیرونی اسباب تھے
 جنہوں سے ہندوستان میں اسلام کے نام پر اذال کو بیل کیا۔ یہ دو اکتھیل میں دیکھیں کہ ان
 دونوں سبب نے کام کس طرح کیا۔ اس مقصد کے لئے ہم اس دو سال کے عرصہ کو چار طرح
 تقسیم کر کے اس پر نظر ڈالتے ہیں۔ پہلے تو یہ کہ اس دور میں تخت دہلی پر کون قابض رہا۔ یہ شاہی
 تقسیم ہوگی چھریہ کہ مہویوں اور مختلف رماستوب کی کیا کیفیت رہی۔ یہ صوبائی اور ریاستی تقسیم ہوگی۔
 پھر یہ کہ کون کون سی ناسروستیاں اپنی کارگزاری دکھائیں۔ یہ قسمی تقسیم ہوگی۔

۵۱) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۲) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۳) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۴) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۵) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۶) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۷) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۸) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۵۹) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری
 ۶۰) مولانا محمد عبدالستار صاحب یاری

(۱) ۷۰ء میں شاہی حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ وفات پاتے ہیں۔ آپ کے
 آٹھویں سونہ تھے ایک طرف شاہرہ عظیم شاہ اور دوسری طرف شاہزادہ کام بخش تخت پر قبضہ
 کرے کی کوشش کرتے ہیں لیکن دونوں ناکام رہتے ہیں اور محمد معظم امعلقب بہادر شاہ، شاہ عالم
 اقبال ایک مقرر سردار و القار خاں کی مدد سے تخت نشین ہو کر ۱۲ء ۷۰ء تک حکومت کرتے ہیں۔
 انتظام حکومت و القار خاں کے ہاتھ رہتا ہے۔ ۷۰ء ۷۱ء میں ہی حکومت برطانیہ سینٹ اسٹین کینی
 کے مقابلہ کی تمام انگریز کپیوں ختم کر کے اس کینی کو ہندوستان سے تجارت کا واحد پگن مقرر
 کرتا ہے۔

(۲) ۷۲ء میں شاہ عالم اقبال کا بیٹا جہاں نادر شاہ و القار خاں کی مدد سے تخت نشین ہوتا
 ہے اور محکم ایک سال حکومت کرتا ہے۔ انتظام حکومت پر منظور و القار خاں کے ہاتھ میں ہے۔
 (۳) فرخ سیر میں شاہزادہ عظیم الشان کا بیٹا شاہ عالم اول، شہید سید برادران حسین علی حاکم
 بہادر و عبداللہ حاکم و آقا کی مدد سے ۷۲ء میں جہاں نادر شاہ اور و القار خاں کو آگرہ کے قریب
 شکست دے کر دونوں کو قتل کر دیتا ہے اور ۷۳ء تک حکومت کرتا ہے۔ انتظام حکومت سید برادران
 کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

(۴) فرخ سیر سید برادران سے اقتدار چھین لینے کی کوشش کرتے ہوئے ۷۹ء میں ان
 کے ہاتھوں میں محکم سر میں گھٹوت کر مار ڈالا جاتا ہے۔ شہزادہ فیض الشان کا بیٹا بیٹا بیٹ
 اندر تاجت سید برادران کے شمار سے تخت نشین ہوتا ہے لیکن دو تین مہینے حکومت کر کے ۷۹ء ۸۰ء
 میں علی شپ ولی سے مر جاتا ہے۔ انتظام حکومت سید برادران کے ہاتھ میں ہے۔

(۵) شاہزادہ ۸۱ء فیض الشان کا دوسرا بیٹا اور بیٹا اندر تاجت کا چھوٹا بھائی ۸۱ء ۸۲ء میں
 میں رفیع الدین کی موت کے بعد ید برادران کے شمار سے تخت نشین ہوتا ہے لیکن دو تین
 مہینے حکومت کر کے کے بعد مر جاتا ہے۔ انتظام حکومت کے مقابلہ کو شکست کر دکھاتا ہے تو سید بن جنگ میں اپنے کپ
 کے مدد ۸۲ء میں ہی فوجوں شور و اور پچش سے مر جاتا ہے۔

(۶) ۸۹ء میں رفیع الدین کی موت کے بعد سید برادران روشن اختر عرب محمد شاہ، محمد علیا بن
 محمد اختر بن شاہ عالم اقبال کو تخت پر بٹھاتے ہیں اور وہ ۸۹ء ۹۰ء تک حکومت کرتا ہے۔ اس کی تخت نشین
 کی تھوڑی مدت کے بعد ۹۰ء میں دوسرے سردار کھٹے ہو کر سید برادران کو چوہا پادشاہ کر بھی

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿52﴾ مولانا محمد عبدالستار خاں نیو، د
 کہلاتے ہیں، شاہ پور کی ازبانی میں حکومت دے کر قتل کر دیتے ہیں۔

(۷) ۱۷۸۸ء میں محمد شاہ درگیا مر جاتا ہے اور اس کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہو کر ۱۷۹۳ء تک حکومت کرتا ہے۔

(۸) ۱۷۵۳ء میں محمد شاہ و معزوں کے شاہ عام اڈر کے بچے عزیر الدین المقلب بہ عالمگیر بنی کو تخت نشین کرتے ہیں جو ۱۷۹۹ء تک حکومت کرتا ہے۔

(۹) عالمگیر تان کو ۱۷۹۹ء میں قتل کر دیتے ہیں اور مٹی المقلب بہ شاہ جہاں ٹاسٹ میں شاہرہ کام بخش بنی معزوں درنگر بہ عالمگیر کو تخت نشین کرتے ہیں جو ۱۷۹۶ء تک حکومت کرتا ہے۔

(۱۰) ۱۷۶۰ء میں شاہ جہاں ٹاسٹ کو معزوں کے شاہرہ علی گوہر کے لڑکے مر جیوہ بخش کو تخت پر بٹھاتے ہیں جو مشکل ایک سال حکومت کرتا ہے۔

(۱۱) ۱۷۰۶ء میں احمد شاہ دوبہ علی الدین عالمگیر تان کے بیٹے جلال الدین علی گوہر شاہ عام عالمی کو تخت پر بٹھاتا ہے جو ۱۸۰۶ء تک حکومت کرتا ہے۔ اس دوران حکومت میں روہیلے اس کی زمینیں نکال کر اسے غنہ کر دیتے ہیں۔ مرہٹے اے قیدہ بٹھتے ہیں اور آخر کار انگریز اسے اپنی "حکومت" میں "پیش" دے کر حکومت کرتے ہیں۔

(۱۲) ۱۸۰۶ء میں شاہ عالم عالمی مر جاتا ہے اور اس کا بیٹا کبر شاہ عالمی بدست انگریزوں کی حراست اور نظن میں ۱۸۳۷ء تک تخت نشین رہتا ہے۔

(۱۳) ۱۸۳۷ء میں کبر شاہ عالم کا بیٹا سراج الدین بونظیر بہادر شاہ بدستور انگریزوں کی پیشین لیتے ہوئے ۱۸۵۸ء تک تخت نشین رہتا ہے۔ پھر ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد انگریز اسے رگون میں نظر بند کر دیتے ہیں۔

(۱۴) لارڈ کیننگ ۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۲ء تک حکومت کرتا ہے۔ ملکہ وکٹوریہ یکم نومبر ۱۸۵۸ء کے عہد سے قیصر ہند کا لقب اختیار کرتی ہے۔ قانون شریعت و دستور عدالت اور صدر نظامت مسووخ کر کے ۱۸۶۰ء میں ریڈیکا کی مدوں کردہ تحریر متاخذ تانہ کی جاتی ہے۔ ۱۸۶۱ء میں صابطہ جدید اور صابطہ برائے فائدہ ہوتے ہیں۔ ان میں نیا کونسل ایکٹ منظور ہوتا ہے جس کی ذمہ داری گورنر جنرل کی مجلس مشاورت میں غیر سرکاری اور لیکن بھی تازہ ہوئے گئے ہیں۔ اسی اصول سے آگے جا کر انگریزی اقتدار کا جزا افریقہ کرتا ہے۔

(۱۵) لارڈ الگس ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۳ء تک حکومت کر کے دھرم سالہ میں مر جاتا ہے۔ شمال

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿53﴾ مولانا محمد عبدالستار خاں نیو، د
 مغربی سرحدی صوبہ کے واپسی افغانوں کے خلاف اہم جنگی جاتی ہے۔

(۱۶) سر جان لارنس پنجاب کی گورنری سے وائسرائے بن کر ۱۸۶۳ء سے ۱۸۶۹ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۸۶۶ء میں زمردی ندوہ خوفناک قحط پڑتا ہے جس سے تیس لاکھ مسافر مر جاتے ہیں۔

(۱۷) مارچ ۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء تک حکومت کر کے جزائر خیبرستان میں مظہر پٹھان کے انھوں قتل ہوتا ہے۔ اس کے عہد میں صوبوں کو پانچ سالہ عہد پر چند مدت متوالیہ سپرد کردی گئیں جسکی صوبہ پٹی خود مختاری کی ابتدا تھی۔

(۱۸) لارڈ ناتھ اوک ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۶ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۸۷۳ء میں اڑیسہ میں سخت قحط پڑتا ہے۔ ۱۸۷۷ء میں شاہزادہ الیرٹ ایڈورڈ پرنس آف ویلٹر جو بعد میں ملکہ وکٹوریہ کا داماد ہوتا ہے۔

(۱۹) لارڈ ولکن ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء تک حکومت کرتا ہے۔ اس دوران میں افغانستان قحط پڑتا تھا جس سے پچاس لاکھ سے زیادہ نفوس قتل ہو گئی تھیں۔ ویکٹوریہ پرنس ایکٹ ہندوستانی خبرات کو حکومت کے خلاف لکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔ ۱۸۷۷ء میں لارڈ ولکن مسلمانوں کو انگریز شامی دہانے کے لئے سرحد سے علی گڑھ بنگال اور بنگال کا جی ہو کر جو اس کا جنگ بندی رکھتا ہے۔

(۲۰) لارڈ رپن ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۳ء تک حکومت کرتا ہے۔ لوکل سلف گورنمنٹ کے لئے دسترکٹ بورڈوں اور لوکل بورڈوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ الیرٹ ٹی سے پہلے ہندوستانی مجسٹریٹوں کو یورپین مجسٹریٹوں کے خلاف دستاویز ممانعت کرنے کے اختیار دے دیئے جاتے ہیں۔ مجسٹریٹوں کو یورپین طبقہ کے شہر چلانے پر وہ اختیار دے دیئے جاتے ہیں۔ لارڈ ولکن کا ورثہ پرنس پرنس ایکٹ مسووخ کیا جاتا ہے۔ ۱۸۸۳ء سے آریہ سارن کا بانی سوامی دیانند مر جاتا ہے۔

(۲۱) لارڈ ڈفرن ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۸ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۸۸۵ء میں "ایم" ایکٹ میں سرورس کا انگریز پرنسپل کے شکام پر "لارڈین پرنسپل" کی بنیاد رکھتا ہے۔

(۲۲) لارڈ لینڈس ڈوون ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۳ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۸۹۳ء میں "ٹرین کونسل" ایکٹ نافذ کیا جاتا ہے۔ جس سے امپریل مجلس قانون ساز اور صوبائی مجلس قانون ساز کو بحث پر بحث کرنے اور مسائل دست و پازت کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ علاوہ ان میں نمبر بے کار کی ذمہ داری اور دسترکٹ بورڈوں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ وائسرائے کی خدمت میں نام تجویز

پاکستان کیا ہے اور کیسے لگا؟ 54 سورہ محمد علیہ السلام
 کر کے بچا کریں اور مجبورہ اصحاب سے کونسلوں کے اراکین مقرر ہو کریں گے۔ چونکہ وہ لوگ
 میں کفریت سے تشکیک کا اصرار نافذ تھا۔ اور سب غیر مسلموں سے مل کر رہتے تھے۔ وہ
 کونسلوں میں بھی غیر مسلم نمائندے ہی تھے۔ اس لیے اس سے مسلمان ہجر کے اور جد کا انتخاب
 کے مطابق ہی کیا جاتا تھا۔

(۲۳) لاہور ڈاکٹر ۱۸۹۳ء سے ۱۸۹۹ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۸۹۶ء میں لاہور کی پی
 میں سخت قحط پڑتا ہے۔ اس سے سڑ سے سات لاکھ سال مر جاتے ہیں۔ قحط کا اثر دوسرے صوبوں
 تک پہنچتا ہے۔ ساتھ ہی بمبئی کے ساحل پر چھوٹی ہے جس سے ہر روز سے موت مر جاتے ہیں
 (۲۴) لاہور ڈاکٹر ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۹۰۰ء میں ملکہ انور یہ مرجاتی
 ہے۔ ۱۹۰۲ء میں علی بیگ درہ یلزم کی چاشنی کا دربار ہوتا ہے۔ مکی کے مکمل سرورس آف
 غلاموں کی کی دیا رہتا ہے۔ تحریک دہلی کی حکومت کی جانب سے پیرو دہلی جاتی ہے۔
 آجپاشی کی تیار ہوئے جاتی ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں کانفرنس انڈیا اور اسی پنجاب منظور ہوتا ہے ۱۹۰۳ء
 میں یونیورسٹی ایکٹ نافذ کیا جاتا ہے۔ ریکارڈ آف قرضہ قائم کیا جاتا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں تقسیم بنگالہ
 کر کے آسام اور مشرقی بنگال کا ایک صوبہ بنایا جاتا ہے۔ دروہاکر مس کا حکومت قرار پاتا
 ہے۔ اس طرح مسلم مزارعین کے اہلکاروں کی توقع تھی۔ اس پر بنگالہ ہندو تھوڑا اور ہودہ کی تحریک
 شروع کرتے ہیں۔

(۲۵) لاہور ڈاکٹر ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۰ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی
 جاتی ہے۔ ۱۹۰۷ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے سالانہ جلسہ میں جت پندھر کو گھلے سے
 اغتال پسندوں سے شکست کھاتا ہے۔ ۱۹۰۸ء میں مسعود سے امن حالت نافذ ہوتی ہیں جس میں
 پہلی مرتبہ جدا گانہ انتظام تسلیم کیا جاتا ہے۔

۱۱۔ دوسو سال کی شاہی تقسیم۔ حضرت اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد چالیس
 افسانہ کے بعد دیگرے دہلی کے اقتدار کی ہانگ ڈور منہا تے ہیں۔ ان میں سے پہلے ۳۱ مئی
 عہد شکنیہ نا چندہوں کے بدنام کنندہ ہیں۔ پھر فرنگی بے سر اقتدار آجاتا ہے۔ دہلی سے دیکھو، ان
 ۳ میں سے سوائے محمد شاہ دہلی کے جس نے ۲۹ سال واپس راہ کی جمع جتھا جاڑی اور شاہ عالم
 خان کے جس نے ۲۵ سال عہدہ قیدی اور دشمن خوار بن کر تخت دہلی کو ملوث کیا یہ کبر شاہ جانی
 کے جس نے ۲۶ سال مگر بددین کے سایہ عافیت میں پلٹن کھائی اور سر جتدین ابو ظفر بہادر
 شاہ کے جو تین سال شاہ دہلی کے نام سے بدنام رہا ہوا تھی کو چھوڑنا بھی حکومت مرنا نصیب

پاکستان کیا ہے اور کیسے لگا؟ 55 سورہ محمد علیہ السلام
 ہوئی؟ رانوں کے متعلق کیا جاسکتا ہے کہ اس میں سے شکست کھائی تو مسلمان ہندو لے شکست
 کھائی؟ ہرگز نہیں۔ اسلامی نظام کو تو حضرت اورنگزیب عالمگیر کے بعد ہندوستان میں اپنے جوہر
 دکھانے کا موقع ہی ملا۔ وہ تو محلات اور محل سردوں کی سازشوں، پیش پستیوں اور منصب
 اندوزیوں کا انجمن ہی تھا کہ ہو گیا۔ مسلمان بھوپے ہی رہ گئے اور (۱) شریعت فروش (۲) سب
 (۳) برہمن (۴) بھیکے (۵) فرنگی اور (۶) پالو سے مل کر انہیں چھبھی چھبھی میں نہ صرف لوٹ
 یا بلکہ باندھ بھی دیا۔ باقی ہے بارہ (۲) فرنگی و اسرائیل جس کی "برکات عبد الغفار" اور "ملہ
 برک" نے کھانا، درمیں ہر روز سے بچوں کو آج تک اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان بد بختوں نے
 سوائے قندہ ملاکون۔ بے روزگاری اور بے حیائی کے اس ملک کو دی ہی کیا ہے۔ مسلمان اس
 دوسو سال کی تاریخ کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ یہ ہماری ہوتی تھی حق نہیں۔ اس میں جو کچھ
 ہوا وہ ہمیں پند کر سکتا ہے۔ چھٹیرے ہمارے اپنا دار کو دھوکے سے دھوکے میں لوٹ سے گئے۔
 پھر درے میں سے ہمارے "مولوی" کو نکال، قافلہ کو ہمارے "ہی" سے خالی کیا، تخت پر سے
 ہمارے "بادشاہ" کو اٹھایا۔ سب جگہ پنے پہاڑ سے کے ٹاپر دینے اور سب ہمیں کو اپنی کمی
 پڑھاتے ہیں۔ یہ ہمارے ہمیں یہ تعلیم منظور نہیں۔

صوبائی اور ریاستی تقسیم۔

(۱) پنجاب۔

۱۵۴۲ء میں محمد شاہ دہلی کا بیٹا احمد شاہ دہلی کے تخت پر تھا کہ احمد شاہ ابدان سے حملہ کیا۔
 دربار شاہی میں تو بد دل بھرے ہی پڑے تھے۔ ملتان اور پنجاب کے صوبے ابدان کے حوالے
 کر کے صبح کرن۔ ۱۵۴۵ء میں ابدان کا پوتا دہلی شاہ لاہور سے داخل دہلی جا رہا تھا کہ کچھ تو بچیں
 جن میں مشہور توپ "زمرہ" بھی تھی، دریا نے جنہم میں بہہ گئیں۔ سکھوں کے ایک سو سالہ
 سردار رنجیت سنگھ نے پتہ چلے اور پتہ سے نکل کر شاہ دہلی کو خدمت میں لے کر پہنچ دیں۔ مسلمان کا کیا
 ہے بخشش پر آئے تو مسکرائیں بخش دیں۔ شاہ دہلی نے لوجہ سنا سکھ سردار کو ۹۸۷۱ء میں لاہور کا
 گورنر بنادیا۔

۱۸۰۰ء میں رنجیت سنگھ نے مولانا "مہاراجہ" کا لقب اختیار کیا اور خود مختار بن
 بیٹھا۔ یوں پنجاب اور ملتان سکھوں کے قبضہ میں رہے حتیٰ کہ ۱۸۴۹ء میں، مگر ہندو سے
 پنجاب کا کھائی کر لیا۔ یہ پچاس سال کی سکھ شاہی کی داستان ہے۔

پہ ستار کیا ہے اور کیسے بے گناہ؟ ﴿56﴾ مولانا محمد عبد ستار صاحب دہلوی
(۲) اودھ اور آگرہ۔

۱۷۴۳ء میں محمد شاہ بنگالی کے تخت پر تھا کہ اودھ اور بہار کا صوبہ دار لوہب سعادت علی حاکم مطلق العنان بن بیٹا۔ اگرچہ اس کی ولادت سے آہستہ آہستہ علاقے چھینے رہے۔ لیکن ۱۸۵۶ء تک صوبہ بڑا متحدہ ہے اس سے آگرہ اور ۱۰ ہکا خاں کرینا یہاں سعادت علی حاکم کی اور دہلی نو بھائی دہلی لوہب دہلی شاہ حسن پر۔ اودھ کی نو بھائی تمام ہوئی اسی حاویہ کے چشمہ و چراغ تھے محمد شاہ بنگالی کے بعد یہ صاحب ہئی اوس پرستیوں کے نئے صرب اٹھ ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں وڈر ہسٹنگس نے بنارس کا علاقہ اودھ سے چھین کر روہیہ چیت سنگھ کو دیا۔ پھر اس پر نواب نے کر کے بدروٹی لوٹ مار سے رئیس و سوں کیے۔ بیگم اودھ پر سوسے عام مظالم بھی اسی سال کی اس میں سنگھ کو بے ڈھانے تھے

(۳) بنگال۔

۱۷۵۷ء میں محمد شاہ بنگالی کے تخت پر تھا۔ دہلی ویدی حاکم بنگال و بہار مطلق العنان بن بیٹا۔ ۱۸۵۶ء میں وہ مر گیا تو اس کے سربراہ "مہاراج" اس کا جانشین مقرر ہوئے۔ سربراہ الدور سے ۱۸۵۷ء میں پٹنہ کے مقام پر لارڈ کلایو سے گفتگو کی۔ اور تھوڑے عرصہ بعد پٹنہ اور دہلی عظیم میر جھم کے لڑاکے کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ سربراہ الدور کے بعد میر جعفر اور پھر میر جعفر کا دانا میر قاسم کچھ عرصہ بنگال کے صوبہ بنے رہے۔ ۱۷۶۳ء میں انگریزوں نے بکسری جنگ فتح کی۔ عہد نامہ الہ آبادی رو سے بنگال ۱۰ زبیر کی دیوین عملداری چھین لاکھ روپیہ سالانہ پر بے نام ہانچ مقرر کر کے شاہ حاکم بنائی۔ ۱۷۶۹ء میں بنگال میں وہ خونخوار قتل پڑا جس سے ایک کردار شہنشاہ فاطمی سے مر گئے۔ ۱۷۷۷ء میں بنگال براہ راست انگریزی عملداری میں شامل کر دیا گیا۔

(۴) حیدر آباد دکن۔

۱۷۴۳ء میں محمد شاہ بنگالی کے تخت پر تھا کہ لوہب نظام الملک آصف چاہ صوبہ دار حیدر آباد دکن مطلق العنان بن بیٹا۔ سب تک اس کی اور دہلی سے کیے تھے۔ پہلے نظام دکن مرہٹوں اور شیہ سلطان و میرہ کے حلاب انگریزوں کے حلیہ بن کر کرتے رہے۔ ۱۸۱۹ء سے برطانیہ کے تحت ہیں

پہ ستار کیا ہے اور کیسے بے گناہ؟ ﴿57﴾ مولانا محمد عبد ستار صاحب دہلوی
قومی تقسیم۔

(۱) بنگال۔

بنگلہ کے تقسیم معنی ہیں شریہ شاگرد۔ اس مذہبی فرقہ کے بانی گورو نانک تھے۔ آپ صاحب کے ایک گاؤں ٹکولڑی میں ایک معمولی دھانا دار کے گھر ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ہندوؤں کی توہم پرستی اور رسوم پرستی سے آپ بڑے تھے۔ مسلمان علاقے کا ہر بھی بڑی رہائی اور کتبیں بیسوں سے ان کی تسکین نہ کر سکے۔ شروع میں آپ نے مسلمان استاد سے تعلیم پائی تھی سن بلوغ کو پہنچے ہی آپ کو کئی مسلمان افراد سے پار کا موقع حاصل ہوا۔ آپ نے مذہب معتزلہ کفر کراچ بھی کیا۔ بعد ازاں شریف کی رہا۔ است کی اور قسطنطنیہ فتح کر علیہ اسلام کے دربار میں بھی حاضری دی۔ افغانستان، بلخ، ہرات اور دوسرے اسلامی مرکز کے صوبہ کے کرام سے آپ نے پارٹنر میں حاصل کیا۔ چنانچہ آپ کی تعلیم تو حیدر سادات کے حقیقی مفہوم کو تسلیم کرتی تھی۔ آپ نے کیس دیکھے، کچھ پڑھے، اور کوئی عجیب و غریب فعل بنانے کی تلقین نہیں کی۔ جو سب آپ کے بعد کے جانشینوں کی انجمنیات ہیں۔

آپ کی وفات تک حدود گورو آپ کے جانشین ہوئے۔ کچھ گوروؤں تک تو یہ کیفیت تھی کہ یہ لوگ بالکل مسلمان فقرہ کی طرح رہتے تھے۔ مسلمان ان کے دوست اور رفیق تھے۔ بالشریعت فروش اور لوہب و صبح کے مسلمانوں اور جو اسن اور پنجاں تھے۔ گوروؤں سے ضرور ان کو ظلمت تھی اور ان کے مذہب و اعمال کی مذمت کی جاتی تھی۔ اس کے بعد کچھ تو نذر رنج اور دوست کے اکٹھے ہوئے۔ ان گوروؤں میں اردو حاکمیت کے بچائے ڈیوی و جاہت کا پہلا غامب ہو گیا، اور کچھ اس وجہ سے برسرِ قدار حکومت کو اسلامی اصولوں پر چلتی تھی لیکن کو لاتی مسلمان تھی۔ سکھوں اور مسلمانوں میں مخالفت پیدا ہوتی گئی۔

یہ صورت حالات تھی جب گورو گوہر سنگھ ۱۷۶۵ء میں سند نشین ہوئے۔ انہوں نے ملائی اور ہندو اصولوں سے غلو سے ایک لڑا دینا بجا دیا۔ اس کے نئے درکار مقرر کئے۔ پانچ سنگھوں پر مقرر ہوئے اور سنگھ کے معنی بھی سنگھ سے جس کراس متضادہ تحریک کو ایک قطعہ یا مذہبی فرقہ بنا دیا۔

گورو گوہر سنگھ کا جو اس نے مذہب کی داغ بیل ڈالنے کے مسلمانوں سے بہتیت جوئے تعلقات رکھتے تھے۔ ان کی وفات کے سو سال بعد تک سنگھ مختلف گروہوں میں بٹے۔

پہنچا تھا۔ یہاں تک کہ ۵۸ھ میں مولانا محمد عبدالستار حاکم بنی
 بپوش ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے اور مسلمانوں کی حکومت وقت بھی ان سے
 ملے۔ ان کی موت کے بعد ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 تریہ۔ یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر

۸۱ھ کے قریب راجستھان کے لئے ایک سکھ
 سلطنت قائم ہوئی۔ موجودہ شکل میں سکھ مت کی سب سے بڑی سرکاری پرتھی کہ وہ
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر

۹۱ھ میں راجستھان کے سکھ مت کی حکومت بھی متاثر ہوئے گی۔
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر

(۲) مرہٹے۔

مہاراشٹر کے علاقہ میں مرہٹوں کی خود سر اور بہادر قوم آباد ہے۔
 مرہٹوں اور مسلمانوں کی صدیوں میں بعض شعراء اور علماء مذہبی پیشوؤں نے ان کے اندر بھی
 پیدا کیا۔ یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر

پہنچا تھا۔ یہاں تک کہ ۵۹ھ میں مولانا محمد عبدالستار حاکم بنی
 بپوش ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے اور مسلمانوں کی حکومت وقت بھی ان سے
 ملے۔ ان کی موت کے بعد ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 تریہ۔ یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر

یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر

(۳) چٹا گڑھ۔

یہ بھی علاقہ تھا جسے جو وسط ہند میں آباد ہو گئے تھے اور مرہٹوں اور چیتوں کی
 ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر

(۵) انگریز۔

انگریزوں نے ۱۶۶۰ء میں ملکہ ابراہیم سے ہاتھ باندھ چارٹر لے کر بیٹ اٹھایا۔
 اور پھر ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر
 یہاں تک کہ ان کے بیٹے اور مسلمانوں سے بڑھ کر

پاکستان کے دیکھے سے گا؟ ﴿60﴾ مہ نامہ عبدالستار دہلی

پانچ مشہور بنگالی لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ جگ کرنا، جگ بنگا، جگ پسر، جگ پسر
 سے جگ اور سکوں سے جگ۔

۱۸۴۶ء سے لے کر ۱۸۴۸ء تک سو سال میں انگریزوں نے جنگیں لڑ کر جو سلطنت قائم کی، ۱۸۴۹ء سے ۱۹۴۹ء تک سو سال میں اس کو تباہ و برباد کرنے کے اسباب آہستہ آہستہ پرورش پاتے رہے۔ انگریزوں کو پہلے ہندوستانی حلیوں پر بوٹوں کا حاصل ہونی شروع ہوا۔ وہ صرف رو جو ہات پائی ٹیکس، اوتار، سٹیل، ہندوستانی کبھی نہ سب کے حامی تھے، کبھی رات حرموں چاہتے تھے۔ کبھی بچے بیویوں، اطفال اور کدی بچے پٹنے ہوئے تھے۔ لیکن انگریزوں کا وہ بنی صاف تھا۔ وہ صرف چاقوں، شکر، چائنا تھا۔ اور پٹلی نکل تھامت کا پھیندو۔ اس کے سوا وہ کسی قسم کے حکومت یا جیل میں شکر نہ تھا۔ اس دو مقاصد کو حاصل کر کے لئے جو کچھ بھی کرتا لازم ہوتا وہ اسے سر انجام دیتا۔ دشمن کی دشمنی اس میں حائل تھی۔ دوست کی دوستی۔ ایک مستقل اور وضع اصول سے تھا۔

اس پر یہ بھی غور کیا کہ اب ارادوں، ناسلوں سے جوئی اور نظماںی نظام میں بھی ایسی کوئی تہیہ نہ
تجربہ ہے کہ جو سکھ، ماسرہنے یا افغانی اپنی موجود میں ضبط و نسق کے بندہ کی لا رہی بھی پورے نہ
کرتے تھے وہی فکر پر یہ لا کر ہو کر کوئی اور انتظامی نظام کے تحت سے پابند ہو جاتے تھے
انگریز کی فوج حمد کرتی تھی تو ایک مرکزی نظام کے ماتحت۔ تو وہیں چلتی تھیں تو ایک شاہ پر اور حکم
بنتی کی پالیسی پر بھی ایک ہی مقصد کے ماتحت تھیں۔ برطیس اس کے ویسے و سارے ایسے مقاصد
میں جو اس پورے کام۔ جو دیسے ہوئی کوئی ڈیج بھی بدستہ، متضاد اور غیر مستقل ہوتے تھے

۱۸۶۸ء سے لے کر ۱۹۲۸ء کے سو سال میں انگریز کی اردو کی تیسویں آہستہ آہستہ فاسلی پڑ گئی۔ کبھی وہ کہتا تھا میں ہندو سو سو کو خود اپنے آپ پر راج کر کے قابل بنانے کو یہاں میٹھا ہوں۔ کبھی سوچتا تھا کہ چون تو قوم دے کر ملک فتح کیا ہے کیوں چھوڑ دوں۔ کبھی غمزدہ ہوتا تھا کہ میں تو چھوڑ دوں دوسرے غصہ کر پائیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ میدان جنگ تو پلٹنگ سے موت کر وکیل داری اور بڑے بڑے معاملے کا رنگ اختیار کرتا گیا۔ گوب بھی انگریز کیسوں کی، رادو اور سامان دونوں میں ہندوستان کے متعصب میں طاقت ور ہے درسی لئے وہ کبھی تک یہاں ٹھہر کر بیٹا میٹھا ہے۔ لیکن دکن کے شہر پناہ میں رہتے پڑ چکے ہیں ہم پلٹ تیسویں بنانا اور جہاں میں چلتے کر میں لڑنے سے ہے۔

اب وہ جیتیں اور لڑکیاں شہر کریں جنہیں سے ۱۸۷۸ء سے لے کر ۱۸۸۸ء تک انگریز

پاکستان کیا ہے اور کیسے ہے گا؟ ﴿61﴾ مولانا محمد حیدر سجاد خاں پوری
 نے مسطرت ہندوستان کی دیباوری کی۔

I جنگ کرنا ٹھیک :-

() پہلی بار کی ۱۹۳۷ء سے لے کر ۱۹۴۸ء تک ۔

(الف) اس لڑکی کا لڑا صغر کہہ دیا اس پر مولانا نے کہا کہ اس وقت مراشیسی مقبوضات کا گورنر ڈوڈ پٹھان
 ہوا۔ اس میں یورپ میں انگریزوں اور مراشیسیوں کے مابین آسریں سخت فتنی پر جنگ شروع ہوئی
 تو مراشیسی چڑے لے کر اس پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ لہذا دیکھنا وہ سب مونا ملک سے خود اس
 پر قبضہ کر کے کی بیت سے دیں ہر اور پوچھ گچھ لیکن تربیب پات مراشیسیوں نے اس کا قلع قمع
 کیا۔

۳۔ انگریزوں نے جو ایجنڈے کے طور پر فرانسیسیوں کے درجہ حکومت یا محکمہ کے نام کا
 کاغذ پیش کیا لیکن شدید نقصان اٹھا کر وہ جس کو پیش کیا۔ یوں پہلے دیہاتوں میں فرانسیسیوں کا پتہ
 معلوم ہوا۔

(ج) لیکن جب ایسا فیصلہ کے معاوضے سے ۱۹۶۸ء میں یورپ میں فرانسیسیوں اور انگریزوں میں صبح ہوئی تو وہ اس انگریزوں کو نہیں مل سکی۔

(۲) دوسری ٹرکی ۴۹۷ سے لے کر ۵۴۱ تک۔

(الف) ۱۲۸ء میں نظام الملک آصف چاہ جامی نے سرگیاں کی جاگیریں کے لئے اس کے بیٹے ناصر جنگ اور پوتے مظفر جنگ میں چل گئی۔ انہیں دلوں ہمسایہ ریاست کرناٹک کے بوالہ راء کے مقابلہ میں چند صاحب یک اور بوالہ راء کے مظفر جنگ کے چند صاحب سے اتحاد کر کے فرشتہ گورڈو پیٹ سے ادا کی درخواست کی۔ اور پٹے سے کٹھنی ہد کی۔ چنانچہ مظفر جنگ، چند صاحب اور فرشتہ پیٹ سے مل کر بوالہ راء کو بکرناٹک کو ۱۳۹ء میں شکست دی اور مال۔ بوالہ راء کو دینا کا معاہدہ علی تر چٹا پٹی میں ہوا۔

(سہ) انگریزوں نے فرانسیسیوں کے ہاتھ سے ہونے والی قدامت پرستی کو ختم کر دیا۔ ان کے بیٹے محمد علی اور ناصر جنگ و حمایت کا بیڑا اٹھایا۔ ناصر جنگ نے انگریزوں کی مدد سے چتر گپ کو قلمبست دیا اور ناصر جنگ کو بھی قید کر دیا۔

(ج) فرانسیسی جرنیل نے ناصر جنگ و شکست، نے مارا زوال اور مظفر جنگ وحید، پادوں کا نظام بنایا۔ کچھ عرصہ بعد مظفر جنگ مار گیا تویت نے نظام ملک کے ایک دوسرے سے عداوت جنگ کو ظلم بنادیا

(د) کرتا یہ صورت حال میں نکلی کا یہ حال ہو رہا تھا کہ توجہ سپہی حرکت سے طور پر ہمارا ہوا۔ یہ تھا کہ جس طرح میں داخل ہو گئے وہاں کے آئے۔ اس وقت چند صاحب سے توجہ پٹی سے قلعہ میں محمد علی کوٹھڑی سرکہ قلعہ کا یہ ہے چند صاحب کے دارالحکومت آرا کوٹ پر ہمارا دست حملہ کر دیا۔ چند صاحب سے "چٹا پٹی" سے کچھ لوگوں میں یہ دارالحکومت کی حکومت کے لئے بھیج دیا۔ "پہل (۵۳) اور تک کا یہ ہے اور انہوں کا مغرب کیا پھر سے ہمارا ہے مدد کی گئی۔ کل یہ ہے چند صاحب کے بیٹے راجہ صاحب کواری اور کوہری کے "مقتل" پر قلعہ ہے۔ یہی پھر کچھ وروج سے توجہ پٹی کا عد کو پہنچ گیا چند صاحب کو توجہ پٹی کا ہمارا سرور تھا کہ پھر گناہ ہے۔ کچھ عرصہ بعد چند صاحب کو مارا زوال

(ر) اسی شاہ میں انگریزوں نے فرانسیسی کی حکومت سے ہمارا دست ساز کیا۔ اپنے کو دھاکس فراس بھیجا۔ یہ "۵۵۵ء میں صلح نامہ پاؤں کی" سے فرانسیسیوں نے غیر ملکی واپس کرنا تک تمیز کرنا اور چاہتا ہے یہ دوسرے کے متوجہ جانے والی نہ دے (۳۰) تیسری لڑائی ۵۵۸ء سے ۵۶۱ء تک۔

(الف) ۵۶۱ء میں یورپ میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے درمیان جنگ بہت سالہ کے سلسلہ میں نہیں گئی تو فرانسیسیوں سے فائنٹ، آئی کو گور اور کی بڑا چھب بنا کر ۵۵۸ء میں انگریزوں سے صلح پاؤں پکڑی کا انتقال ہوتے ہی پھلے قلعہ کلاٹ ڈیوڈ فتح کر لیا۔ پھر پھر فتح کرنا چاہا لیکن کامرہ۔ اس سرحد پر اس سے ملے کوٹھاری سرکار (ظام حیدر آباد کے ایک علاقہ کا نام) سے پڑی مدد کوئی کیا اس سے کدین کو موقع ہوا اور اس سے کشمی مرکار کو فتح کر کے نظام دکن کو اپنے ساتھ لے گیا۔

(ب) رانی دور سے لے لی کہ ہمارا اس پر حملہ کر دیا اور دو مجاہد کے خاصہ کے بعد شہر بہت بڑا بنانا چاہتے تھے۔ ساگر کی غریبہ سے مدد آگئی اور ان دونوں کو بھی گناہ (ج) ۵۶۰ء میں سرگز کوٹ سے وندواش کے مقام پر فرانسیسیوں کو سخت شکست

۱۔ سے مرثیہ توقیر رہا (د) لڑائی واپس فرامس چلا گیا جہاں اس پر مقدمہ چلا کر اسے سزائے موت

پوس انگریزوں نے ۱۷۴۳ء سے ۱۷۴۷ء تک جنگ کرنا لگے۔ "نہ ہندوستان میں پادوں سے کی خاطر ہے جو، بین خریبہ فرانسیسیوں و سپہ سالار ہے۔ کا پیرہ حد ملے کر پڑا۔ فرانسیسیوں کی شکست کی گئی وجوہات تھیں۔

اولاً فرانسیسی ایٹ نہ، کھلی کے متھے میں مگر یہ یسٹ نہ دیا تھی۔ پس سرمایہ مگر یہ تھا کہ مگر یہ مگر یہ سپہ سالار اپنی کھلی میں دیکھتی بھی رمارہ لیتے تھے دوم مگر یہ س کی جاگی حکومت سپہ سالار اور لکھتاں کا یہ عظیم ہٹ کا ہوگی پوری مدد کرنا ہ فرانسیسی کی جاگی حکومت میں نہیں تھی۔ پہلے اسہوں سے دو پٹے لاکھ شخص کی ٹیٹ چٹائی سے روٹی کا پھر، آئی کو، ر قلعہ ہولی تو ہندوستان سے۔ اس سروس سوم۔ انگریز س کی بحرن طاقت فرانسیسیوں سے زیادہ مضبوط تھی اور انہیں مگر سے ہاتھ دھو ڈالتی رہتی تھی۔

چہارم۔ انگریز پٹی معنوعات ہندوستان میں لانا کر پٹی تھی ت کو رتی دیتے۔ پر تھس اس کے فرانسیسیوں کے پاس اسکی معنوعات کی تھی پنجم۔ مگر یہ کو کلاخ جیہہ اور ہٹش، نہ لیا تھا جس سے ۵۵۸ء میں لاکھ کی آمد سے پیشتر ہی ۵۵۷ء میں بنگال فتح کر کے ہندوستان میں پادوں سے تھے اور ہا وہ خود اپنے مل پر کڑ ہو سکتا تھا۔

II جنگ بنگال :-

() چٹائی کی لڑائی ۵۷۵ء۔

در اصل ہندوستان میں انگریزی سلطنت کا بانی، برٹ فلاح تھا جس نے ایک طرف جنگ کرنا تک فتح کر کے فرانسیسیوں کو ہندوستان سے بے دخل کر دیا اور دوسری طرف جنگ بنگال سے ہندوستان کے داخلی معاملات میں ہاتھ ڈالنے کا موقع پیدا کر لیا۔

(الف) ۵۷۲ء میں جب یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے مابین جنگ بہت سالہ کے سلسلہ میں نہیں گئی تو اس جنگ کے بہتے انگریزوں۔ بنگال کے قلعہ و وسیم جو کلکتہ کے قریب رانی تھارن کوٹھی کی طاقت کے سے ہے چلا۔ ہاتھ اب مسلح کرنا شروع کر دیا۔ یہ اسہوں سے سرخ الدود وواب بنگال کے ایک درختاب ملرور شخص کو پہنچا ہاں پاد بھی

۱۔ ماہ اور پے کا؟ ﴿64﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی
دہلی۔

لوہے انگریزوں کی ان حرکات سے مقتضی ہو کر انھیں حکم دیا کہ قلعہ کے نئے
تنگناات سماں بنے جائیں اور مغرور کوٹلوہ کے حوالہ کر دیا جائے۔ انگریزوں نے نہ تو قلعہ
سے جلد تنگناات سماد لئے اور مغرور کوٹلوہ کے حوالہ کیا۔ کرناٹک کی پہلی دواڑوں میں
فرانسسوں کو لوہے سے مردہ اپنی قوت سے لوہے کو وقت ہو چکے تھے۔

اس پر وہ سب سراج الدولہ نے پہلے تو قاسم بازار (کلکتہ کے قریب ایک انگریزی
نچاڑوں کوٹھی) کو سب بھر ڈنڈ پر اور سب بند کیا۔ یہاں کے گورنر ایک صاحب جہاڑ پر بیٹھ
کر صفا گئے۔ باقی انگریزوں سے تھوڑا دل رہیجے۔

(ب) جب اس فکرت کی ابتدا اس پہلی جواس وقت تک ہندوستان میں انگریزوں
کا مرکز تھا تو وہاں سے امیر انجمن اپنے بیٹے سمیت اور برٹش کنگ کے چار و لشکر لے کر کلکتہ
پر حملہ آور ہوئے۔ ۲ جنوری ۱۸۵۷ء کو کلکتہ اسٹیشن پر آسمان فتح کر دیا۔ نکلے ہتھیارنگی پر بھی
ن کا قبضہ ہو گیا۔ سراج الدولہ نے انگریزوں کی مدد گلی شریٹھیں منظور کر کے ان سے صلح کر لی۔

(ج) راجپوتانہ کے اس وقت تو مصیبت دیکھ کر صبح کرن لیکس بھیڑیا کے سر
کو بھونگ چٹا تھا اور سب دودھس چاہے والا تھا۔ اس نے مارے بنگال پر تسلط جرنے کی ٹھان
لی ایک اہل مدد بنے انہی چند کی وساطت سے سراج الدولہ کی افواج کے تجووا تقسیم کرنے
وائے میر جعفر سے سازش کی۔ میر جعفر رشتہ میں تو سراج الدولہ کا مول تھا لیکن وہ خود سب بنگال
پر چاہتا تھا۔ ایک مرحلہ پر انہی چند نے مطالب کیا کہ دایرہ کلا بنوا اور میر جعفر کے مابین جو سازش کا
معاہدہ کیا جارہا ہے اس میں یہ بھی لکھا جائے کہ سازش کی کامیابی پر انہی چند کو تیس لاکھ روپے ملیں
گئے۔ وہ سب راجپوتانہ پر چورہ گئے۔ غلطی سے لوہے کو لوہا کاٹا ہے کے اصول پر معاہدہ کی دو شکلیں
تیار تھیں۔ ایک تو سعید رنگ کے قاعد پر جو اصل تھی، دوسری سراج رنگ کے قاعد پر جو کہ جعلی تھی اور
اس میں ہی چند کا موجود تھا۔ انہی چند کو سرخ معاہدہ رکھا۔ مصلحت کر دیا گیا۔ میرا خرد اس
سے غلطی کا بعد پرستار سے سے انکار کیا تو غلطی سے خود اس کے جعلی دستخط مرد رہے۔

ان سازشوں کی دہائی دہائی تھی۔ سراج الدولہ کو پہنچی تو اس نے فرانسسوں سے رجوع
میں اور سے کو حکومت دی کہ وہ پہلی پھندہ کر کے انگریزوں کو بنگال سے نکال دے لیکن قبل اس کے
کہ فرانسسوں کی مدد کو پہنچے مگر یوں سے سراج الدولہ کو ٹھکانے لگایا۔ تقصیل اس کی یہ ہے کہ
اسام سراج الدولہ کو پہنچے مول میر جعفر کی پوری سازشوں کا علم تھا۔ پھر انہی چند سے طفل

۲۔ کتاب پاسبان سے۔ گا۔ ﴿65﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی
تھیں۔ لوہے کو لوہے کاٹا گیا۔

۱۸۵۷ء جون ۱۵ء کو کلکتہ کے لوہے سراج الدولہ کو ایک لمبا چوڑا خط لکھ کر اس پر مکی
الزماات لگاے۔ خاصا حوالہ ان کے مسئلہ کی معاہدہ فکری کا مزم کر دیا اور اسی دور پٹی تھیں
پر راجوں نے کر لوہے کے دار الحکومت مرشد آباد پر حملہ کر دیا۔ میر جعفر سے یہ پہلے بڑے پانچ تھا کہ
وہ بینا میدان جنگ میں فوج کا ایک حصہ کرے مگر یوں سے آئے۔ چلائی کے قصبہ کے قریب
سر آکر کوٹ سے لوہے کی افواج پر جس میں پچاس ہزار چاہو اور انھارہ ہزار سوار تھے حملہ کر دیا۔ میر
جعفر حسب وعدہ انگریزوں سے آئے۔ لوہے کو شکست ہوئی اور وہ میر جعفر کے لڑکے کے ہاتھوں قتل
ہوئے۔ میر جعفر نے کلکتہ کے قریب چوٹیں پر گوں میں انگریزوں کو وہاں کا اعلیٰ میندار تسلیم کر دیا۔
قلیہ اور اس سے دو عتوں کو پیش قیمت تھا لقب در قلم بطور رشوت دیں۔ مگر یوں نے اسے
بنگال کا لوہے مقرر کر دیا۔

پلائی کی جنگ کا مطالعہ اس قاعد سے نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے کہ یہاں پہلی
مرتبہ "فرنگی" "لوہے" کا وہ گٹھ جو ظہور میں آیا جس سے نکلے سومال
میں مکی مرید ہوا تھا۔ تیس سازش ہار ہار ہندوستان میں لوہے کی شکست کا باعث ہوئی۔ گو
تھیں تیس برقی رچیں لیکن تہہ میں وہ شیطانی قوتیں کام کرتی تھیں۔ ایک "بوسھمن" یا
"بسی" مسلماوشی میں پچھ سال "لوہے کو" "فرنگی" سے ملا ملاتا ہے اور
یہ "مسلمان" شکست کھاتا ہے۔

دوسرا سبق جو پلائی کی جنگ سے ملتا ہے سراج الدولہ کی یہ غلطی ہے کہ وہ اپنے احمد علی دشمن
یہی متعلق لوہے سے پہلے بننے کے وہ انگریزوں کے خلاف پانچ قصبہ صلیبیں کر سکا اور یوں ادوں کو قتل
کرے تیار کرنے کا موقع مل جاتا ہے

تیسرا سبق یہ ہے کہ "بسی" یا "بوسھمن" کو لوہے سے "فرنگی" کے
دشمنی کا کام کرتا ہے لیکن حسد از دغا کی درماری میں فرنگی ہمیشہ اس سے ہار کر جاتا رہا
ہے۔ وہ یوں سے پہلے فریب کا پورا پورا غفلت کبھی نہیں ملتا بلکہ ہمیشہ فرنگی روٹوں کا جانب سے فائدہ اٹھاتا
ہے۔

چوتھے چار ہم دیکھیں گے کہ سلطان نیچے سے بھی غلطی کی۔ یہی غلطی تھیں
"بوسھمن" اور "لوہے" سے پہلے بننے کے فرنگی کے خلاف فصد نکالنا چاہا۔ نتیجہ یہ کہ فرنگی
جو وہوں کی بہت زیادہ ہوشیار چونکا اور طاقتور تھا "مسلمان" کو تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 66 مولانا محمد عبد ستار خاں بابر
 لکھی آج دو مسائل کرتے ہیں جو پاکستان کے حصول میں "نواب" (یعنی داخلی مسائل)
 مسلمان دشمنوں اور برہمن اور نیچے کا قلع سے سے پہلے انگریز سے لکر لیا جاتے ہیں
 چوتھا مسئلہ یہ تھا کہ سرحد اور سندھ سے "سینی" اور "نواب" سے غافل ہو
 انگریز کے خلاف فرہنگی پھر دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ فرنگی کی لکھی کا رتھا دوسرے
 "نواب" "سینی" اور "فرنگی" تینوں کا مل کر جوڑنا آؤ گی نین نہ تباہی
 کہ سادہ فنگل اور ایک میر لکھی علاقوں کے ساتھ مقابلہ یک ملکی اور ایک غیر ملکی طاقت بھی کس
 کر سکتے۔ یہی معیشت ٹیپا سلطان کو پیش آئی جس کے دیکھ سے "نواب نظام
 مرہٹوں کے "برہمن" اور "سینیوں" سے غافل ہو کر فرانس کی مدد سے انگریزوں
 قسمت دہلی چلی۔ نظام اور مرہٹوں سے انگریز کی پوری شکست کی اور نیچوں پوئیس کی مدد کے
 انتظار میں ہی مارا گیا۔

لیکن صورت حال اب ہمیں آج درپیش آئی ہے۔ وہ "فرنگی" اور
 "چھوٹورام" اور "سرفضل حسین" مل کر پہلی مرید سرحد جاتے ہوئے
 دیتے ہیں اور دوسرا "حضرت جنت نواز" "چھوٹورام" اور "فرنگی" مل کر پھر مسلم لیگ کو شکست دیتے
 ہیں اور سربادہ "گاندھی" "ابو نظام آزاد" اور "حضرت جنت نواز" کی قیادت کے لوگوں سے مل
 کر پاکستان کی تحریک کو کچلنا چاہتے ہیں۔

"فرنگی" "نیچے" اور "نواب" سے اس گٹھ جوڑ کا صرف ایک ہی علاقہ ہے وہ یہ کہ پہلے
 منافق "نواب" کا خاتمہ کیا جائے۔ "فرنگی" اور "نیچے" برہمن" اپنی خود غرضی کی عادت سے مجبور
 کھڑے قیادت دیکھا کریں گے اور اگر ہم انہیں وقتی طور پر تھپکا تھپکا کر غافل رکھیں تو یہ ایک جاڑ
 چاب ہوگی۔ منافق اور غدروں "نواب" کو ختم کر کے بعد ہم اس پوریشن میں ہو سکتے ہیں
 کہ "فرنگی" "نیچے" برہمن" ہم سے کسی یکے کے ساتھ مل کر دوسرے کو شکست دیں۔ اس سے کل
 خطرہ کی پوری ہمیشہ ہمارے خلاف رہے گی جیسے گزشتہ دو سو برس وہ ہمارے خلاف رہی ہے۔
 کیونکہ منافق "نواب" اپنے خلاف اسلام و سادہ کے باعث ہمیشہ اسلام کے خلاف ہی رہے گا۔ انہی
 ہمارا دوست نہیں بن سکتا۔ سب سے گالاہاری ملائی نصرت کو شکست کرے گا۔ مرتد کا مرتد یہ وہ
 خطرناک ہے اور اسی سے اسلام نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ ظالم کو قتل کرنا ہر مومن
 جب تک وہ کفر کے علاوہ کوئی گنہگار نہیں کرتا۔

پانچویں مسئلہ کا نام بال بھاب پہلے پھر کر رہ چکے ہیں وہ یہ کہ انگریز کی راوی کیسوی

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 67 مولانا محمد عبد ستار خاں بابر
 کے باعث اس کے کوئی انتظامات بھی نہیں تھے اس کی تمام الاموال بارگاہ میں رہتی تھی۔ دورہ
 باقاعدہ درس اور تھوڑا اور جوڑا ک سے لے کر ترقی طلب برصغیر میں اپنے فرائض کے ماتحت وہ کر
 وہ طاقت شعراء اور نظام شناس میں جاتی تھی۔ برعکس اس کے کسی کو بھی تو صلیبہ علیحدہ
 مردوں کی چاکیروں میں اپنی رہتی تھیں۔ وہاں بارگاہی اور خوشامد اور قریبی کے جواب دہ تھے
 ملتے تھے۔ رتی اور نامور کی نظام کی پابندی سے نہیں بلکہ نظام کو توڑ کر رعایت سے حاصل ہونے
 تھی۔ دوسرے اس کی وفادار رہا۔ پورے ہائی امر سے تھی کہ کسی نامہ گیر نظام اور اصول و قواعد
 سے مجموعے سے اس سے تباہ اور حسد سے ہاتھ پیچہ ہوتے تھے۔ یہی فوجی کمزوریوں کا آئندہ
 سلطان نیچے کے لئے بھی شکست کا سبب بنیں۔ اس کے ساتھ سلطنت کے مالی نظام کی کمزوری بھی
 مسلمانوں اور برہمنوں کے خلاف تھی۔ انگریزوں کا وہاں روپیہ باقاعدہ رجسٹروں
 اور قاعدوں سے تقسیم ہوتا تھا۔ برعکس اس کے ہمارے وہاں نواب صاحب کے عطیے اور مٹھی
 صاحب نادر میں کام خراب کر دیتی تھی۔

(۲) یکسر کی بڑائی ۱۷۴۱ء۔

(الف) میر جعفر بنگال، بہار اور اتر پردیش کا نواب کیا ہمارا اس کی وسعت سے انگریز نظام
 علاقوں کے حاکم بن گئے۔ ریاست دہلی کی بنی تھی۔ تمام ہندوستان میں مشہور ہو گیا۔ جمہور دہلی کو
 حدت پیدا ہو۔ لیکن وہیں خود دربار کی سازشیں غی ختم ہوئے میں سے آئی تھیں۔ ۱۷۵۹ء میں شاہ
 رانی مالگیر رانی انہیں سازشوں کے سلسلہ میں قتل کر دیا گیا۔ اس کا لڑکا جلال الدین خان کوہر جس
 سے بعد میں شاہ عام خانی کے نام سے مشہور ہوا تھا، شجاع الدولہ "نواب" دہلی کی مدد سے شاہ رانی
 کا لقب اختیار کر کے صوبہ بہار پر حملہ آور ہوا۔ پندرہ کا محاصرہ کیا گیا لیکن کلکتہ سے آسان مسد
 آدروں کو وہاں سے ہٹا کر دیا۔ وجہ دہلی اور سندھ کی کمزوری تھی۔ جس کی تصریح اوپر
 ہو چکی ہے۔ پورے فرنگی شاہ دہلی کو بھی شکست دینے میں کامیاب ہو گیا۔

(ب) ایسٹ انڈیا کمپنی کے ماموں کو بنگال میں پیش تھے۔ حاکم کے حاکم تھے
 اور پھر میر جعفر کے نواب ہوئے کے باعث خود حکومت کی مدد کی سے آدہ اور حمایت کرتے
 تھے۔ دشمنوں اور غرض مندوں کے خلاف الگ تھے۔ یہی رہا۔ جب کمپنی کے اونی ٹرک بھی
 وہیں انگلستان پہنچے تو "باب" کے ٹھانڈے سے بے گئے۔ نظام جی پنے سپیڈ چیکس میں منبری
 بن لگا کر ان کی کمپنی سے پیچھے کھڑے ہوتے تھے موقوفیاں نہ کی میڈیوں کے سامنے کے امن

ستاب یا سے ور کیسے ہے گا؟ ﴿68﴾ مولانا محمد عبد الستار خان صاحبی
 اٹھائے پھر قہقہے۔ مہزون کے وچہ دہانہ اس مشرقی شاں و شوکت سے دنگ تھے۔ کئی "غلاب"
 تو اجڑے ہوئے عقدہ کے انتساب سے دوٹ خریہ کر پار پھٹ کے مہر بھی بن گئے۔

مٹا دیے جوں سے جو۔ کھنکی کی ماں حیات خراب ہوئی تو میر جعفر کو ہنا کر مٹس کے ولاد
 میر قاسم کو بے مقرر کیا گیا۔ اس سے کھنکی کے خاں مشین کی چیر و میوہ سے شک آکر اچھا
 اور حکومت کو مکھیر تہذیبی کردار، راجا جیروں پر سے ٹکس ہٹا کر دیگر تاجروں کے مایہ کر دیا۔
 انگریزوں سے پندرہ پر خیر ہو گیا۔ میر قاسم نے انگریزوں کو شکست دی۔ آخر انگریزوں نے پھر
 میر جعفر کو جواب دیا۔

(ج) میر قاسم بھاگ کر لوہاں اودھ شجاع الدولہ کے پاس پہنچا۔ شاہ عام بانی
 شاہ اولیٰ پڑا۔ ۱۷۶۱ء میں موجود تھے۔ تیس سال کے لڑکے ۱۷۶۳ء میں پگال پر حملہ کیا۔ انگریزوں کی طرف
 سے منجھوٹہ سے سب کو بھرتے مقام پر شکست دی۔ محمد ناصر اللہ آبادی رو سے شاہ عام جانی
 سے بھاگا۔ ۱۷۶۵ء میں کھنکی کے سپر کردی۔ درجین لاکھ روپیہ سالہ ہمارے نام ہاں اور
 دراصل پیشن حاصل کر کے انگریزوں کی پناہ میں آ گیا۔

III جنگ میسور:-

(۱) پہلی لڑائی ۱۷۶۷ء سے لے کر ۱۷۶۹ء تک:-

حیدر علی نے اپنی حدود و ریاست سے میسور میں سلطنت خدہ، اچانک کر لی تھی
 مہزون کو یہ فی سلاوی سلطنت جیسا ٹھنکتی تھی۔ لڑاکو دکن کو بھی اس سے حسد تھا۔ کرناٹک
 میں انگریزوں کے پروردہ فوج محمد علی کو بھی اس سے چشک تھی۔ انگریزوں کو حیدر علی سے بدگمان
 تھے کیونکہ تمام ملکی طاقتوں میں سبکی ایک ایسی طاقت تھی جس میں انہوں نے انگریزوں کے نظام سے
 شہرہ کی تھی۔ ایک چھوٹا سا حکومت تھا۔ ایک جدا اقتدار تھوڑا تھوڑا تھا۔ ایک جدا شریعت اور قانون تھا۔ یہ
 تمام کام تداریک حیات میں تھے لیکن انگریزوں کی علاقہ شہادت کرنے میں عامل نہیں تھا۔ تخت
 مغلیہ سے انہیں ڈر نہ تھا وہ تو خود بوسیدہ ہو کر رہ رہا تھا ہندوستانی ریاستوں کے کوہاب اور بچے
 کنوئیں کے میسورک تھے۔ جب دس چار ہزار کر لیں گے۔ مہزون سے بھی خوف نہ تھا، گوانا کا
 نظام حکومت جد تھا لیکن صاف حیات و تہذیب کی ایک بھون میں الجھا ہوا تھا۔ پھر ہندوستان
 سے باہر نہیں جاتا کوں تھا۔ لیکن ایک سلطنت عدالتی جو میسور میں چینی بیٹھی دیار ہانڈ کا مل
 میں شاہ راجاں اور امیر ناٹک بڑھاکتی تھی تو ہاں ہاں ہاں اور خلافت شریک تک پہنچا سکتی تھی پانچ وقت

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿69﴾ مولانا محمد عبدالستار خان صاحبی

اواس دہائیوں والوں کی مادی افکار جو بیسویں صدی کا نصف حصہ گر جانے کے بعد گوروں والے ہے
 لیکن فرنگی کا دل ہلا دینے کو خاصی خوفناک تھی۔ اس پر جب حیدر علی نے غری قوت بھی پیدا کرنا
 شروع کر دی اور برائیتوں سے بھی لطفات قائم کر لئے تو گویا غصب ہو گیا۔ ہندو تہذیب اور
 سیاست کی نشانیں یہ ہے کہ وہ ہندو متاثر ہوا، مذہب کی حاکمیت سے برداشت نہیں کر سکتے۔
 فرنگی نے فی الخود مہزون اور نظام دکن کی مدد سے حیدر علی کے خلاف ایک اتحاد قائم
 کیا۔ حیدر علی نے اپنی خدا داد وراثت سے اس اتحاد کو توڑا تو کسی اور اپنی زندگی میں دو کا حساب بھی
 رہا لیکن تاریخ فیصلہ کرے گی کہ ظفر رخ سے توڑا۔ اس لئے کامیاب حاضری تھی۔ گروہا بھی طبع اور
 ہمت، احوال تہذیب و سیاست بھی درست اختیار کرتے تو آج ہندوستان پر فرنگی کے بجائے کوئی اور
 حکمران ہوتا۔

حیدر علی نے دشمنوں سے پہلے میں داری دکھو دیا اور تہذیب و مدنیت رکھی جس کی رو
 سے پہلے خانگی دکن لوہاں در شریعت مروتی سے چنا پڑے تھا پھر فرنگی یا کھنکی نے ان سے اچھے کا
 موقع ہوسکتا تھا۔ مٹس اس کے حیدر علی اور اس کے بیٹے لپو دوٹوں کو اس غیر منظمی فرنگی کا خاتمہ
 کرے کا حیدر تھا۔ لوہاں دکن کو وہ اپنی بھائی تھوڑا کر کے دشمنوں کی ہرست میں سب سے آخری
 جگہ دیتے تھے، درمیانوں کو ملکی روٹی بھائی قرار دے کر دشمنی کی ہرست میں دوسرا نمبر دیتے
 تھے۔ افسوس، وجہ فرنگی کا تھا۔ یہ تہذیب یا نکل ظلم کی کیونکہ خانگی دشمن اور مارا دشمن دو سب سے پہلے
 بغیر دیکھے برہمن اور فرنگی سے چمکا رہا ناممکن تھا۔ یہ دیکھی ہی غلطی ہے جیسی غلطی کی آج کل مسلم لیگ
 کا ٹکرس پر پھنسلوں کو ترجیح دے کر یا گوروں پنجاب سے بگاڑ کر مہرنگب ہوئی ہے۔

نظام دکن کو اس سے اسلامی غیرت دلا کر انگریزوں سے توڑ کر اپنے ساتھ ملا لیا۔

(الف) باوجود یہاں جو توڑ میں حیدر علی کی اس جیت کے انگریزوں کی خانگی
 برتری جس کی تفصیل، اوپر درج ہو چکی ہے ان کے کام آئی۔ کرل سمجھنے حیدر علی اور نظام کی
 فوجوں کو چنگا اور ترقی کے مقامات پر شکست دی۔ یہ رنگ دیکھتے ہی نظام دکن لوہاں کی منافقانہ
 روایات کے ماتحت انگریزوں سے مل گیا۔ یوں حیدر علی کا وہ نظریہ غلط ثابت ہوا کہ وہ اپنی دشمنی
 سے فرنگی اور برہمن کے مقابلہ میں مسلمان کے زیادہ قریب ہے۔

(ب) حیدر علی کا نظریہ تو غلط ثابت ہو گیا لیکن اس کی ہمت درست ثابت ہوئی
 اور ہمت طبع کام آئی۔ اس کی سوار فوج انگریزوں کے مقابلہ میں رہا وہ بھی۔ ہزار اس کا رسد کا نظام
 بھی انگریزوں سے بہتر تھا۔ اس لئے پہلے تو اس نے انگریزوں کی افواج کا مقابلہ کرنے کے بجائے

کتاب کیا ہے اور کیسے لے گا؟ ﴿70﴾ مولا محمد عبدالستار صاحب یاری
کرنا تک کا علاقہ چاہتا ہے نہ کر کے انھیں روک گیا۔ پھر موقع پانے پر ۶۹ء میں میں مدد اس
کی دیجی مدرائے آلف۔ سنا نامہ مدد اس کی دوست فریقین نے ایک دوسرے کے فتح کردہ علاقے
واپس کر دیئے اور عہد کیا کہ دونوں میں سے کسی پر کوئی تیسری طاقت حملہ کرے تو یہ دونوں ایک
دوسرے کی مدد کریں گے۔
(۲) دوسری ٹوٹی ۸۰ء سے لے کر ۸۴ء تک۔

دراصل ان دونوں کے مابین اتفاق طبقہ کے مسئلہ کے علاوہ حیدر علی کو ایک اور وقت بھی درپیش
تھی اور یہ وقت آج کل ہندوستان کے مسلمانوں کو درپیش ہے۔ قطع نظر شریعت فروع اور نو ب
جیسے غداروں اور بظلمتوں کے وہ وقت یہ ہے کہ مسلمان، نیچے و برہمن اور مرہٹوں سے ہندوستان
میں ایک ہی ٹکڑی بن گئی ہے جس میں مسلمان کو بیک وقت ایک ملکی اور ایک غیر ملکی دشمن سے
مقابلہ ہے۔ شروع سے ہماری کوشش رہی ہے کہ ہم ایک کے ساتھ مل کر دوسرے کو کاٹیں لیکن
ہمیشہ میں آخری مرحلے پر یہ دونوں کوئی سازباز کر پیتے ہیں، جس سے ہماری تجاویز و ضروری کی بھر
رو جاتی ہیں۔

حیدر علی نے صلح مدد اس کے موقع پر ۶۹ء میں انگریزوں کے ساتھ دلائی معاہدہ
کر کے کوشش کی تھی کہ مرہٹوں کے خلاف ایک ریروست حلیف کی حمایت حاصل کرے لیکن تھوڑے
عرصہ بعد جب مرہٹوں نے واقعی حیدر علی پر حملہ کیا تو انگریز ایک بھانڈے سے معاہدہ پور کرنے اور
مرہٹوں کے خلاف حیدر علی کی مدد کرنے سے نفی کر گئے۔
اس پر حیدر علی نے ٹھکانے کے دوسرے سرے سے مل کر تیسرے سرے کو ختم کرنے کی
کوشش کی۔ یعنی مرہٹوں سے معاہدہ کر کے انگریزوں کو شکست دینی چاہی لیکن وقت بڑے پردہ
بھی قلعہ مار کر مزار ہو گئے۔

دراصل اس شکست سے میدان جنگ میں پہنچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ
پہلے ایک سے مل کر دوسرے کو تاج کیا جائے۔ اس سارے دور میں یہ بات ذہن میں رکھ
جائے کہ آخری مرحلے تک ان دونوں میں سے کوئی ہمارا پورا ساتھ نہیں دے گا۔ پھر مل اس کے کہ
دونوں ملنے پانے ہم خود دوسرے سے مل کر پہلے کو ختم کر دیں۔ واضح رہے کہ یہ کام صرف ایک
مرتبہ چل جاسکتی ہے اگر یہ ایک دفعہ ناکام رہے تو پھر یہ دونوں ہمیشہ ہماری اس وقت کی قیوت
کے خلاف چوکنا ہو جائیں گے جس کا وہ عدلانج یہ ہوگا کہ ہم کوئی دوسری قیادت تیار کر رکھیں جس
سے ہم مطمئن ہو جائیں گے۔ دوسرے اس تجویز کی ساری کامیابی کا دار و مدار اس پر ہے کہ ہم پہلے کا

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿71﴾ مولا محمد عبدالستار صاحب یاری
ساتھ چھوڑ کر دوسرے کے ساتھ ملنے اس وقت میں جب دوسرا یہ ۵ سے زیادہ کثرت اور پہلا کم
سے کم طاقتور ہو چکا ہو۔

بہر کیف سب سے دوسری لڑائی میں بھی حیدر علی کا اصولی نظریہ مندرجہ ذیل تجویز کے
مطابق نتائج سے تھا جتنا ہونا چاہئے تھا یہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اس کی جیت اور ہانت پھر کام نہ گئی۔
والف (۱) نصیب اس کی ہے کہ ۷۰ء میں انگلستان اور فرانس کے مابین جنگ
پھڑکی تو انگریزوں نے ہندوستان کے تمام فرانسیسی مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ اس فرانسیسی علاقوں
میں ان کی بندرگاہ بھی شامل تھی حیدر علی کا دعویٰ تھا کہ مل کی بندرگاہ ساحل کے جس ٹکڑے پر
واقع تھی اس میں بحیرہ حیدر علی سے استحصا ب کیے بغیر مدد یا چا سکتا تھا۔ انگریزوں نے اس کی بات
نہائی۔ اس پر حیدر علی نے قریب تمام سرحد داروں کو بے ساتھ ملا دیا۔ نظام دکن کو بھی شریک کیا
اور انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور تہی ہزار سپاہ کی ایک فوج بے کے قیام کرنا تک
دوران مرزا لا۔ برٹش ملکی سے مقابلہ کو گئے تو انھیں تھوڑے دنوں میں ہارے۔ فارانج کہ برصغیر مندر
سے بھی اس میں جہ بھی کہ پتی تو ہیں کچھ رام کے قریب ایک تالاب میں پھینک دیں اور خود
مدد اس بھاگ گئے۔

(ب) اسی وقت دارن مشینگو گورنر جس تھا اس نے مابین نواب نظام حیدر آباد
کو پھر حیدر علی سے دلا کر اپنے ساتھ ملا دیا۔ مرہٹوں سے بھی بات چیت شروع کی اور سر تروکوٹ
فارانج دندویش کو حیدر علی کے خلاف بھیجا۔ سر تروکوٹ نے حیدر علی کو چاروں طرف پٹی اور درہنوں گڑھ
کے مقامات پر ۸۱ء میں شکستیں دیں۔ ۸۲ء میں ملنے کے من چہ سے مرہٹوں نے حیدر علی کو
چھوڑ کر انگریزوں سے علیحدہ صلح کر لی۔

(ج) حیدر علی نے نظام اور مرہٹوں کے ساتھ چھوڑنے سے ہمت نہ چھوڑی اور
اپنے لڑکے بچہ کو گجرات کی طرف حائل ہوئی سے آئے وہی اوج تھا جس کے لئے روانہ کیا۔ لچا کو
یہاں شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ دو ہزار انگریز سپاہ چاہ ویرا کر دی گئی۔ اسی وقت فرانسیسی بحری
بیزا امیر البحر صفران کے ماتحت بحر ہند میں آجپا تو اس سے حیدر علی کے حصے اور بھی بلے ہو گئے۔
(د) اسی دوران میں حیدر علی فوت ہو گئے۔ لچا نے بڑی قابلیت سے باپ کی
موت کے بعد جنگ کو سنبھالا۔ آخر پرب میں فرانس اور انگریزوں کے مابین صلح ہو گئی تو ۸۴ء میں
میں گورنر جنرل دارن مشینگو کی مرضی کے خلاف حکومت مدد اس سے اس عہد نامہ منگور کی ترد
سطاں شیخ سے صلح کر دی۔ جہاں نے ایک دوسرے کے مفتوحہ علاقے واپس کر دیئے۔

پاکستان کی ہے اور کسے نے گا؟ 72 مولانا محمد عبدالستار خاں ہمدانی

(۳) تیسری لڑائی ۱۷۹۰ء سے ۱۷۹۲ء تک

حیدر علی کی موت کے بعد پٹنہ میں دشمنوں میں گھبراہٹ ہو گئی۔ ایک طرف حیدر آباد میں ان کا جواب اس کے حق میں تھا۔ دوسری طرف مرہٹوں کے بدحواسی اور تیسری طرف فرنگیوں کا جلد ڈھن ب پٹنا تھا۔ ان دشمنوں سے بچنے کے لئے ٹیپو نے کیا تدبیر اختیار کیں؟ لکھنؤ میں دو سال رہنا ملک کو تو اس سے ہاتھ نہ لگا رہا۔ مرہٹوں کو بھی دور چھوڑنا چاہتا تھا۔ فرنگیوں سے بھی میں ٹیپو اپنا تکیہ نہیں کر سکتا تھا۔ ٹیپو نے سلطانہ ترکہ اور شاہ خاں اور شاہ زمانہ شاہ خاں کے پاس سفارتیں بھیجیں لیکن گھ کی دیر سے لگے ہوئے دشمنوں کا کچھ نہ کیا۔ فرانس کی مدد اس کی دھند میں تھی۔

حیدر علی کی جس اصولی غلطیوں کا ہم دیر کر رہے ہیں وہ اس کی زندگی میں تو اس کی ہمت اور ہمت سے کوئی نقصان نہ پہنچا تھا لیکن اب جب کہ جواں ٹیپو انہیں کے گورنر کے ہاتھوں میں پھنس کر رہ گیا اور برطانیہ سے پیپٹ فرنگیوں کو فتنہ کرنے کے خط میں باہر نکالنا ممکن نہ رہا۔

(الف) ۱۷۹۰ء میں ٹیپو نے انگریزوں کی مدد مانہا ہندوستان میں فرنگیوں پر حملہ کر دیا۔ شاہنشاہ کے خیال تھا کہ وہ اپنی طاقت میں مصروف نہ رہ سکتا تھا۔ گورنر اس کو اس سے پہلے ہی دشمنوں سے کرنا موثر رہنے کا وعدہ سے رکھا تھا۔ گورنر نے اس کو خاموش رہا اور ٹیپو سے لڑ دھوکہ میں رہی کامیابی بھی حاصل کی لیکن مارا مارا نہ ہو سکا۔ جو اس وقت گورنر جنرل تھا نظام دکن اور مرہٹوں کے ساتھ ٹیپو کے خلاف تھی۔ علاوہ قائم کیا اور خود ٹیپو کے خلاف فوج کی کمان کرے۔ جنوبی ہند میں جا پہنچا۔ ٹیپو بریکری کے مقام پر شکست ہوئی اور جنگور پرکار لوہاس کا قبضہ ہو گیا۔ اس سے بعد مرہٹوں کی کے باعث اتحاد دشمنی کی فوج کو دھوکہ دیا۔

(ب) جنگور میں کارواں اس نے جلد ہی فوج کو درست کر دیا اور مرہٹا فتنہ میں ٹیپو کو محصور کر دیا۔ مہتمم مرہٹا فتنہ کی دوسری ٹیپو سے اپنی نصف سلطنت اتحادی علاقہ کے حوالہ کر دی جو تیار سے آج میں برابر تقسیم کر دی۔ لیکن گورنر روپیہ تادالنا جنگ لایا اور اپنے دو بیٹے یہاں کے طور پر اس کے حوالے کر دیے۔

(۴) چوتھی لڑائی ۱۷۹۹ء

ٹیپو فتنہ خود ہوا کہ اب صرف فرانس سے امداد کی توقع رکھتا تھا۔ جب پولین ہونا پارٹ مصر میں آیا تو ٹیپو سے اس سے گفت و شنید کی۔ انگریز اس سے بہ خبر نہ تھے۔ مارڈوٹری نے

جانتا کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 73 مولانا محمد عبدالستار خاں ہمدانی

جواب گورنر جنرل تھا ٹیپو سے جواب ملی کی۔ ٹیپو نے انگریزوں کے سامنے جواب دہ ہونے سے انکار کیا تو انگریزوں نے اعلان جنگ کر دیا۔ ۱۷۹۸ء میں نظام دکن پہلا ہندوستان تاجدار تھا جس نے سوڈن تیری سلم میں شامل ہو کر انگریزی سیاست قبول کر لی۔

(الف) دھراس سے ایک فوج جس میں نظام دکن کے عہد کر بھی شامل تھے جنہوں نے ہیرت کے ماتحت آگے بڑھی۔ ٹیپو نے ملاوٹی کے قریب مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی۔

(ب) بمبئی سے ایک فوج جنہوں نے سنگورٹ کے ماتحت آگے بڑھی۔ ٹیپو نے سدا میر کے قریب مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی۔

(ج) ٹیپو نے اپنے دار الحکومت مرہٹا فتنہ میں محصور ہو گیا۔ دونوں انگریزی فوجیں یہاں آ کر مل گئیں۔ ٹیپو نے شجاعت دینا ہو شہید ہو گیا۔ بیورو کے قیدی ہندوستان چاک اور دو گڈی پر تھا وقت۔ پورے سلطانہ غلہ در ۱۷۹۹ء میں ختم ہو گیا۔

IV مرہٹوں سے جنگ :-

(۱) پہلی لڑائی ۱۷۷۵ء سے ۱۷۸۲ء تک :-

ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ ۱۷۷۵ء میں پانی پت کی تیسری لڑائی میں احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کا پتھر نکال کر ان کے تھکے دھلے پر قبضہ کر کے تمام منصوبہ بے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیے۔ تاہم ہندوستان کے مختلف حصوں میں مرہٹہ سرداروں کی بجائے خود قوت پائی تھی۔ پیشوا کو سب ایک سیاسی مرکز کی حیثیت میں اس سب سرداروں کو اپنی طاقت پر مجبور نہ کر سکتا تھا لیکن اس کا صدر مقام پونا ہی مرکز اور بھائی چارہ کے بندھن کے طور پر اب بھی ایک اثر رکھتا تھا۔ چوتھا پیشوا ماحور و سرگم کو اس کا چھوٹا بھائی نارائن راؤ گڈی پر مینا۔ نارائن راؤ کو ایک سال بھی گڈی پر بیٹھ نہ ہوا تھا کہ ماحور راؤ کے بھائی دربارن راؤ کے چچا بگھوڑا کے ساتھ تیس سال سے نارائن راؤ کو مل کر لڑا۔ اب بگھوڑا اپنے پیشوا بننے کے لئے میدان حالی سمجھتا تھا لیکن اس مرحلہ پر نارائن راؤ نے جو اپنے وقت کا ناقص ترین مرہٹہ میڈر تھا ماحور راؤ نارائن کو پیشوا بنانے کی کوشش شروع کر دی۔ ماحور راؤ نارائن راؤ کا بڑا بھائی تھا۔ دربارن راؤ کے قتل کے بعد پیدا ہوا تھا

بگھوڑا نے جب پورے پہلی امیدوں کا خور ہوتے دیکھا تو بمبئی کی انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ جہد نامہ سورت کی رو سے منہ پدہ کیا کہ تم مجھے ماحور راؤ نارائن کے خلاف پیشوا بننے میں

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿76﴾ مولانا محمد عہد ستہ در حال ہمارے
ہوئے وہ اس میں ہر قوم کی جنگ بکھٹے تھے۔ قتل اس کے کو مرے کچھ کر سکتے مگر یوں سے ان
پر حملہ کر دیا اور یوں دوسری سرحد جنگ شروع ہوئی۔

(الف) لارڈ ارنل کا چھوٹا بھائی رتھمر ہائی چٹو کو اپنی حفاظت میں پونا چھوڑ آیا۔
(ب) ان کی انگریزوں کے پاس رتھمر ہائی کے سپرد کی گئی اس نے خود گھر فتح
کر لیا۔ نیسے مقام پر سینڈھیا رتھمر ہائی کی متحدہ رتھمر ہائی کو شکست دی۔ دو مہینہ بعد ہوسد سے
اراگاڈ سے مقام پر پھر رتھمر ہائی کا مقابلہ کیا۔ شکست کھائی۔ ان شکستوں سے ہوسد کی حالت توڑ
دی اور اس سے دیگاڈ سے عہد نامہ کی رو سے لکھ اور برار کے علاقے انگریزوں کے جو سے
کرو پئے۔

(ج) شاہی انگریزی افواج کی کمپن جرنل لیک کے سپرد کی گئی۔ اس نے علیگڑھ فتح
کر لیا۔ پھر ۸۰۳ میں وہی کی دیگاڑوں تلے سینڈھیا کو بردست شکست دی۔ شاہی افواج ہائی شاہ
دہلی انگریزوں کے ہاتھ آگیا۔ لاسواری کے مقام پر سینڈھیا کو پھر شکست دی۔

اس شکستوں سے سینڈھیا کی کمزوری اور اس نے بھی عہد نامہ سرحدی، راجن گاؤں کی
رو سے سہل پوری سسٹم میں شمولیت قبول کر لی۔ ہیر گج کی بندرگاہ، حیدر گڑھ قلعہ اور گجکا جڑا کا
درمیانی علاقہ سینڈھیا نے انگریزوں کے حوالے کر دیا۔

(د) جھول روڈ ہلکر بابا دھرم پندہ سردار تھا جو بھی تک خود مختار تھا۔ انگریزوں
سے بھی مطیع کر کے کی غلامی۔ ہلکر سے انگریزوں کے حلیف بن چھوٹوں کا علاقہ فتح کر لیا۔
کرنل موہن ہلکر کے مقابلہ کو بڑھا۔ ڈڑہ مکند کے پاس ہلکر نے کرنل موہن کو سخت شکست دی
اور تین ماہیں انگریزی افواج تباہ کر ڈالی۔

اب جرنل لیک آیا اور اس نے فرخ آباد وروڈگ کے مقامات پر ہلکر کو شکستیں دیں
لیکن جب جرنل لیک نے ہیرت پر کا قلعہ فتح کرنا چاہا تو اسے دہار مانا گئی ہوئی۔ آخر یہاں
کے راجہ نے تین مہینہ کی جنگ کے بعد انگریزوں سے صلح کر لی اور اس میں دیکھ روپہ نذر کر کے انھیں
بخشت کیا۔

اسی شاہ میں لارڈ ارنل کو تین انگلستان بلا لیا گیا۔ سر جارج ہارلوگورڈر جنرل بن کر آیا
تو اس نے ہلکر سے صلح کر لی۔

(۳) تیسری لڑائی ۱۸۷۷ء سے ۱۸۷۹ء تک۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿77﴾ مولانا محمد عہد ستہ در حال ہمارے
انگریزوں کے مدد میں سیاسی، تمدنی اصولوں سے کوئی خاص دشمنی نہیں رکھتے لیکن اگر
کہیں اس کے بنیادی اصولوں کے بہاد کے خلاف کوئی، یہائی جنگی اور یکسوئی پروردی پارسی ہو
کچھ جسمانی خائن اس کے خلاف جمع ہو رہے ہوں تو اسکی دشمنی ہوگئے۔ نیسے میں اس کا دماغ بڑا
تیز ہے۔

دوسری سرحد جنگ کے بعد یہائی راڈکان نے دیکھا کہ انگریزوں نے عہد نامہ بینین
کی رو سے اسے سینڈھیا سے تو چھوڑ دیا لیکن اس کی قیمت یوں او کرتی پڑی کہ ایک طرف تو، کٹر
دشمن مرہٹہ سردار انگریزوں کی اطاعت پر مجبور ہو گئے۔ دوسری طرف علاقے انگریزوں کے قبضہ میں
چلے گئے۔ دوسری طرف خود پیشوا بھی انگریزوں کی گھرنی میں تھا۔ طغیان اس صورت حال سے
غیر مطمئن اور بے چین تھا۔ دھرم پندہ بھی جانتے تھے کہ پیشوا ایک سرگڑ ہے جو کبھی مرہٹہ سرداروں
کو انگریزوں سے محرف کر سکتا ہے۔ ۱۸۷۳ء سے ۱۸۷۹ء تک انگریزوں کی یہاں سے جنگ
ہوئی تو پیشوا انگریزوں کے خلاف تحریکیں کرتا رہا۔ اس نے مرہٹہ سرداروں سے بھی ساریا
شروع کی۔ انگریز بھی موقع کی تاک میں تھے۔

۱۸۷۵ء میں حکم پروردہ گانگو (ایک سرپرست دار جو اب انگریزوں کی پناہ میں تھا)
اور پیشوا کے، جن خراج کی رقم کا کچھ بھٹکا چکا ہے۔ کے لئے گانگو ڈکی چاہے اس کا برہمن
سفیر پیشوا کے پاس پہنچا۔ یہاں پیشوا کے وزیر تریبک جی کے اشارے سے اس پر برہمن سفیر کو قتل
کر دیا گیا۔

انگریزوں نے اپنے رہنما گانگو ڈکی چاہے سے پیشوا سے مطالبہ کیا کہ تریبک جی کو
ان کے حوالے کر دیا جائے۔ پیشوا نے چاروں چار یہاں لیں۔ لیکن تریبک جی بھی ایک استاد تھا اور
رہا صل پیشوا سے انگریزوں کے خلاف کا دہائیوں کر دے میں وہی پیشوا تھا۔ اب تریبک جی
انگریزوں کی قید سے بھاگ نکلا۔ پیشوا نے تریبک جی سے نامہ دینام اور مانی دے دینے کا سلسلہ
چاری رکھا۔

اس پر پناہ میں انگریزوں کے ریڈیٹ سے پیشوا کو ۱۸۷۷ء میں ایک عہد نامہ پونا
قبول کرے پر مجبور کیا۔ اس سے پیشوا کے اختیار اور بھی کم کر دیے گئے اور اس سے اعلان کر لیا
گیا کہ وہ مرہٹوں کی پیشوائی اور سرداری کا دعویٰ ترک کرنا ہے۔

(الف) پیشوا نے اس وقت حاکم مجبوری میں عہد نامہ پونا پر دستخط تو کر دیے لیکن
ساتھ ہی جنگ کی تیاری بھی شروع کر دی۔ پیشوا ۱۸۷۷ء میں کرکی کے مقام پر انگریزی افواج

محمد یار لکھنؤ کی کھائی اور صاحب پر چار ہونے جنوب کی طرف چلا گیا۔

(ب) آپ صاحب بخوسہ نے جتنا بالائی کے مقام پر برطانوی ریٹریڈیسی پر حملہ کیا لیکن شکست کھائی۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں لکھنؤ کے گناہ مر گیا۔

(ج) مدد میں ہوسٹ وہلر کی ہوتی تھی بال انگریزوں کی حامی تھی۔ فوجی سرورڈوں نے قتل کر کے مہلک ہوئے۔ پھر فوج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور ہلکر کا تاباں لڑکا جو اب اندر دکان تھا، انگریزوں کے ہاتھ آ گیا۔

(د) شہتی اور کورن گاؤں کے مقامات پر پیشو کو شکستیں ہوئیں۔ آخر اس نے اپنے تئیں انگریزوں کے نو سے مرے گا۔ جہوں سے آٹھ ہاتھوں پر سالہ دشمن دے کر کاں پور کے قریب چھوڑ میں نظر بند کر دیا۔ اس کے بعد مقبوضات پر انگریزوں سے قبضہ کر لیا اس طرح مرہم تھا ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

V سکھوں سے جنگ۔

(1) پہلی لڑائی ۱۸۳۵ء سے لے کر ۱۸۳۶ء تک۔

۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ مر گیا۔ اس کی موت کے چھ سال بعد تک پنجاب میں طوائف ہند کی کا عام رہا۔ اس کے لڑکے ایک ایک کر کے مختلف سکھ سرداروں کے ہاتھوں مارے گئے۔ خود سکھ سردار بھی ایک دوسرے کو قتل کرتے رہتے تھے۔ خربیت سنگھ کا سب سے چھوٹا لڑکا دلپ سنگھ تخت پر بٹھا گیا۔ دلپ سنگھ کی ماں مانی چنداں کی بیوی تھی اور اس کی تعداد دس وقت ستر چنداں کا متکوروں نظر تھا اور یہ عظیم تھا۔ سکھ فوج جو کہ خانہ کبدی تھی اور جس کی تعداد دس وقت ستر ہزار کے لگ بھگ تھی بہت خود سر ہو رہی تھی۔ اس سنگھ دور کی چنداں نے ہا ہم مشورہ دے کیا کہ خود سر خانہ دہج سے بچت حاصل کرے کی خاطر ان کو انگریزوں سے بھڑا دیا جائے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح فوج کی طاقت بڑھ جائے گی۔ یہ معطوم تھا کہ انگریز خود چلا کی طرح ان پر مسلط ہو جائیں گے۔ پس سکھوں کی پہلی لڑائی شروع ہوئی۔

(الف) دسمبر ۱۸۴۵ء میں خالصہ فوج نے دیر سے جنگ جو کہ انگریزوں اور سکھوں کے عداوت کے مابین مدد فاضل تھا عبور کیا ۱۸ دسمبر ۱۸۴۵ء کو مدی کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ سکھوں کو شکست ہوئی تھی اس بعد میرور شاہ پر جنگ ہوئی۔ یہاں بھی سکھوں کو شکست ہوئی۔

(ب) ایک مہینہ بعد سرسیری سمٹھ نے علی دال کے مقام پر سکھوں کو پھر شکست دی۔

دی اور انہیں سچ ہے پارواہیں لوٹ جانے پر مجبور کر دیا۔

(ج) چند مہینے بعد پور کے شرق کی طرف سرورڈوں کے مقام پر سکھ جنگ کی تیاری کرتے رہے۔ پھر ۱۸۴۶ء کو انگریزوں سے ان کی لڑائی ہوئی۔ یہاں بھی سکھوں نے شکست کھائی۔ عہد نامہ کامہر پور کی رو سے سچ اور جاس کے درمیان کا علاقہ جسے جاندھر دو آب کے نام پکارا جاتا ہے انگریزوں کے قبضہ میں چل گیا۔ انگریزوں کی طرف سے سرسیری دالرس لاہور میں ایڈیٹڈ مقرر ہوئے۔ سکھ فوج کی تعداد 20 ہزار مقرر کر دی گئی۔ دلپ سنگھ بدستور تخت پر رکھا گیا۔ وہ سکھ سرداروں کی ایک کونسل جس کی حیران مقرر ہوئی۔ انگریزوں کی ایک فوج لاہور میں مقیم رکھی گئی۔ گلاب سنگھ کو سر کشمیر جنوں سے دیر چکر دیا۔ یہ کے فوج کشمیر کی ریاست خریدی اور اس رقم سے دربار لاہور سے انگریزوں کو دانا جنگ داکر دیا۔

(۲) دوسری لڑائی ۱۸۴۸ء سے لے کر ۱۸۴۹ء تک۔

مہاراج انگریزوں کی آمد سے پہلے ملتان کا حاکم چلا آ رہا تھا۔ اس نے لڑائی کے ماتحت دربار لاہور کی حالت بدلتی دیکھی تو استعفیٰ دے دیا۔ دربار لاہور میں برطانوی ریڈیٹریٹ سرسیری لالہ کے سر پر مہاراج کا استعفیٰ منظور کر کے ایک سکھ کو اس کی جگہ مقرر کر دیا گیا اور وہ انگریز قسروں کے ساتھ اس سکھ کو ملتان روانہ کیا گیا۔

ملتان کی فوج تگر پور و سرورڈوں کو دیکھ کر بھڑک اٹھی۔ دونوں انگریز قسروں کو قتل کر دیا گیا۔ دربار لاہور اور انگریزوں کے خلاف بغاوت ہو گئی۔ کئی سکھ سردار جو انگریزوں سے انتقام لینا چاہتے تھے اس بغاوت میں شریک ہو گئے۔

(الف) ہزبرٹ ویڈرڈ جو کہ دربار لاہور کا ملازم تھا کچھ انگریزوں نے کرملتان کی طرف بڑھا۔ موسرین کو دو مقامات پر شکست ہوئی اور سرورڈ ملتان میں قلعہ بند ہو گیا۔

(ب) لاہور سے انگریز ریڈیٹریٹ سرسیری لالہ نے شیر سنگھ کو فوج دے کر موسرین کے خلاف بھیجا لیکن شیر سنگھ موسرین کے ساتھ نہ گیا۔ سکھ سرداروں نے امیر دوست محمد خاں واسطہ کابل کو پشاور نذر کے طور پر پیش کر کے اس کی امداد بھی حاصل کر لی۔ انگریزوں کو پشاور ملتان کا محاصرہ اٹھانا پڑا۔ اس وقت تک تمام مقتدر سکھ سردار انگریزوں کے خلاف ہو چکے تھے۔

(ج) لاہور گف بے مقرر ہزار فوج کے ساتھ چیمپا لوالہ کے مقام پر سکھوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن سخت شکست اٹھائی۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿84﴾ مولانا محمد عبدالستار صلی اللہ علیہ وسلم

کہا: بیوشی کی طرف، یہ تھکے کہ ہوش آیا بھی تو پردہ وہ کی اور لگان گنو۔

بہر حال جب ایمان کو رنگ دکھا تو حید کے بیچ ڈھیلے ہوئے۔ شریعت فردش، نوب، نیل براس، مرغی اور ہوا، ایک ایک کر کے طاعون کے کیڑوں کی طرح ہم پر لپک پڑے۔ ہم کیڑوں کی چوٹی سے بوکھلا رہا تھا۔ پادشاہ تے رہے اور اپنے تپ تپا پر توجہ نہ دی۔ وہں کا دھوکہ فیک نہ کیا جو سارے عمر کی جاتھا۔ یہ چور اور تھک کس طرح ہمارے عی خون پی برابر ہماری ہی جانیا۔ پھر قدر کہ تھوڑے ہی رقیبہ اور عیب بلکہ حاکم ہوئے۔ کام بھرتے لگے۔ یہ عبرت نامک اور درد انگیز دستان، اس قدر فصل میں بیاں آونکی ہے۔

گر ہم اس داستان کے مولے مولے واقعات پر نظر ایل میں تو مندرجہ ذیل تاریخی تقسیم دکھائی دے گی۔

- (۱) ۱۷۵۷ء سے ۱۷۵۹ء تک مغربی سلطنت کا خارجہ۔
- (۲) ۱۷۵۷ء سے ۱۷۵۹ء تک تمام ملکی طاقتوں کا اتحاد اور فرنگی کا مکمل غلبہ۔
- (۳) ۱۷۵۹ء سے ۱۷۶۱ء تک فرنگی کی اردو کی یسوی میں صل۔ ہندوستان میں انگریزی اثر کے باعث اینگو ہندو اور اینگو ہندو کی طبقہ کی جداء اور انگلتار میں داخلی و حال، بین الاقوامی اثرات اور اینگو ہندو اور اینگو ہندو طبقین سے ہندوستان کو حوزہ قرار کرے کا حیدر۔

- (۴) ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۳ء تک (۱) مسلمان، (۲) فرنگی، (۳) باہو، (۴) بھیکے، (۵) براس، (۶) شریعت فردش، (۷) نواب (۸) اینگو ہندو اور (۹) اینگو ہندو طبقہ کی مستقل لیکن غیر مسلسل اور غیر مربوط باہمی آویزش۔

- (۵) ۱۷۶۳ء سے ۱۷۶۷ء تک مسلمانان ہندو اینگو ہندو ہونے سے پھر مسلم بننے کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

- (۶) ۱۷۶۷ء سے ۱۷۶۹ء تک پاکستان کی تیاری اور پھر ۱۷۶۹ء میں پانی پت کی چٹائی اور آخری اثرات۔

پسے دونوں اردو کی تفصیل گزشتہ فصل میں مذکور ہو چکی ہے۔ پانی چاروں دوار کی کہاں ایل میں درج کی جاتی ہے۔

۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۷ء تک اینگو ہندو و اینگو ہندو طبقہ کا خروج۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿85﴾ مولانا محمد عبدالستار صلی اللہ علیہ وسلم

رمانہ کے لفظ سے تو اس دور کے فحاشات کے ساتھ اینگو ہندو اور اینگو ہندو طبقات کے خروج کا قصہ بھی گزشتہ فصل میں درج ہونا چاہئے تھا لیکن مضمون کے تسلسل کے اعتبار سے ہم نے اسے ۱۹۰۷ء کے بعد کے واقعات کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ فرنگی کے ہندوستان میں اقتدار اور تسلط پر ایک داستان ختم ہو جاتی ہے۔ فرنگی کا اردو کی رواں، اینگو ہندو اور اینگو ہندو کا خروج، پھر مسلمان کی غیرت کو تار و پود لگانا اور پاکستانی تحریک کا بدھن سلائی تحریک بن جانا ایک نئی داستان ہے۔

فرنگی کی اردو کی یسوی اس کے پہلے نظام حیات کا نتیجہ تھی۔ باعوم جب ہندوستانی فرنگی کے اقتدار کا تجربہ کرتے ہیں تو فرنگی کے سانس سے چکا چوند ہو جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فرنگی مذہب علم نہ بھی طاقت اور اقتدار کی وجہ نہ ہے اور نہ یہاں تھا۔ قوت تو کہہ دو اور شخصیت سے پیدا ہوتی ہے۔ ہم محض اس قوت کا اثر کد ہو کرتا ہے۔ فرنگی کا سانس پر دوسروں کے تجربہ سے بنا تھا۔ نیک فرنگی کا اقتدار محض دیو سانس کے، لکھا، راز، طبقہ سے تھا کہ محض کسی پر دوسر کی بدولت۔ یہ درست ہے کہ پر دوسر اور تاج بھی فرنگی سلطنت کے دست و پا رہے۔ یہی درست ہے کہ خود را طبقہ محض خاندانی کے سوس پر مشتمل تھا۔ لیکن اور عام لوگ بھی ترقی کر کے اس طبقہ میں شامل ہوتے رہے۔ لیکن ایسا ہو کر رہا ہے۔ گواہی لوگ اس میں شامل ہوتے رہے اور اس کی مدد کرتے رہے لیکن فرنگی سلطنت کا انتظامی محور و ناڈ تھے جو صدیوں سے اپنی ریاستوں کے دیہات کا انتظام کرنے کرتے تھے۔ انسانی پر خاصہ مورد حاصل کر چکے تھے۔ خود انگلستان میں اب ایک صنعتی اور آہستہ آہستہ مجلسی انقلاب آ رہا تھا۔ اس انقلاب سے کبیرہ خاندانوں اور مسلم طبقوں کے لوگ برسر اقتدار آ رہے تھے۔ جنہوں نے "جمہوریت" سمیٹی اور خود بخاری کے الفاظ تو رٹ سے تھے لیکن خود و جو کچھ تھے اس دی تھے۔ فرنگی موسائی کے اس نسبی رد اس کا نتیجہ چاہے جس سال میں فرنگی سیاست میں ظہور پد ہوئے لگا۔ جیسے کہ جہاں تمدن کی تباہی مسل ہو وہاں سب نظر عدا کرے۔ یہی تصور محکم نتائج پیدا ہوا یعنی ہوتا ہے۔ پیسہ ہندوستان کی کوٹھنوں میں ہندوستانیوں کو شامل کیا جائے لگا۔ پھر انتخاب کا اسوں کا حق ہوا اور آخر ۱۹۰۹ء میں گھیلے ہندو ہندوستانیوں کو خود مختار کرنے کا چرچا ہونے لگا۔

فرنگی کے اس رد اس کے ساتھ ساتھ ۱۸۳۹ء سے لارڈ میکالے کے رنج کردہ تقبلی نظام سے ہندوستان میں پیسے ہندوؤں کے دور۔ اینگو ہندو اور پھر مسلمانوں کے اندر اینگو ہندو حکومت و حیات کے طبقات کا خروج ہوئے لگا۔ ان لوگوں کا مذہبی اور مجلسی بائیں منظر تو پادشاہ دی

پہ کتاب یا ہے اور یہی ہے گا؟ ﴿86﴾ م۔ نا محمد عبد ستار ح۔ بیاری

کا سہا ہا یکن سکوں اور کاغذ میں تعلیم پا کر اور اگر یہی وجہ است، کچھ کرائن کے اخلاقی تصور ت،
 رورہ مرہ کی زندگی درمیان ت، ملٹی عقائد و رجحانات عالم کی سرحد تفسیریں قطعاً فرنگی سانچے میں
 داخل نہیں، مثلاً وہ لھانے تو سارہ چٹان یا پلاؤ درہی تھے اور گھر میں تے تھی چٹوں اتار کر دھوئی
 یا تھہر ہا مدھ لینے یکن سبب وہ سوچتے کہ ہمارے آباؤ جداد زمین کو کپاٹ کہتے تھے اور یہ ہم فرنگی
 سائنس کی بددوست چاہتے ہیں کہ زمین گویں ہے تو ان پر ایک وجہ طاری ہو جاتا ہے۔ پھر وہ
 سیاست اور اقتصاد اور تعلیمی آداب میں بھی فرنگی نظریات غنا غٹ گئیوں کر لیتے۔

ہندوؤں میں کہ طبقہ سے مغربی تشدد کی شکل تاری شروہ کی، وہ بپا ہی طور پر
 ہندوؤں کی علاقہ امت اور معاشرت کو قبض کرتے تھے۔ صرف اس پر پیشین اور جہت کا ملمع چڑھا
 لینا چاہتے تھے۔ مسلمانوں میں اس طبقہ سے گمیری کی تعلیم، انگریزی ملامت، تعلیم نسواں
 (مغربی نمونہ پر) اور سبب جناب پر دور پنا شروع کیا، تنک، گو سیکھ اور رپیت رائے اینگلو ہندو طبقہ
 کے علمبردار تھے۔ برصغیر میں اور پڑھ پڑھو پڑھو پڑھو کے ہائی سہائی تھے۔

ان دونوں طبقات کے خروج کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کو جدید شکل دینے کے لئے
 آریہ سماج اور اسلام کو پا چلا پھتا کے لئے، باہیت سحر یکیں بھی چل رہی تھیں۔

ینگلو ہندو اور ینگلو مسلم طبقات سے ہندو اور مسلمانوں کو تو یہ نقصان پہنچا کیا ان کے
 حرموں کی اصل شکلیں مسخ کر دیں یکن فرنگی کا یہ پہ چلا جو جاو خود اس کے اپنے سر پر بھی چڑھ
 کر بولے ہیں تو گنگا سے سرور لگا۔ انگریزوں کا معاملہ فہم طبقہ تو خوب جانتا تھا کہ باپ کی طرح
 ینگلو ہندو اور ینگلو مسلمان بھی کس درجہ پاہلوں ہیں لیکن نو دوست اور سٹلے فرنگی طبقات کو معاملہ
 ہو رہا تھا کہ ہم سے شہر میں نئی روشی کے چند نقل کیا ہیں کئے ہیں اب ہندوستان بھی انگلستان
 کی طرح جمہوریت کا سرور ہے۔ نا فرنگی طبقہ کے رازوں سے شروع شروع میں تو انگریزی اور
 ہندوستانی حقوق کی کس خود فریبی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستان میں اپنی سلطنت کی جڑیں
 مضبوط کیں اور اب تک وہ اس پر وہ کی آڑ میں شکار کھیل رہے ہیں۔ لیکن جموٹ دوہراتے
 دوہر سے خود جموٹے کو بھی کچا کا گن ہوئے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرنگی کی رائے عامہ کا
 ایک معقول حصہ کچھ ہندوستان کو خراب بخار روپیے کے جہ میں گرنا ہے۔ خجہ یوں کہ جو
 آزادی وہ دیتا چاہتے ہیں وہ تو یہاں پٹائی نہیں اور جو آریہ یہاں ہوئی ہے وہ ان کے دہم
 و گمان میں بھی نہیں۔

پہ کتاب یا ہے اور یہی ہے گا؟ ﴿87﴾ م۔ نا محمد عبد ستار ح۔ بیاری

ہندوستان میں مغربی معنی پاریسٹری نظام کا نفاذ۔

مشرق میں ہمیشہ وہی سیاست کا رو چ رہا جس کا اصول ہے کہ لنگی اور بدنی کا
 قانون جدا مقرر کرتا ہے۔ نہایت قدر کا کام فقط اس قانون کو روک کرنا ہے جو اس قانون پر
 چلتا ہے۔ چاہے وہ تعداد میں تھوڑے ہوں وہ بچے ہیں، جو اس قانون کی خلاف ورزی کریں وہ
 جھوٹے ہیں چاہے وہ تعداد میں زیادہ ہوں۔ یہ نفس اس کے مغرب کی مادی سیاست میں لنگی
 بدنی کا کوئی قائم بالذات اصول نہ تھا۔ حتیٰ کہ روٹس کی تھو لک کلیہ اور پاپائے روم کا مقرر بھی
 پاریسٹری نظام کے نمونہ پر تھا۔ یہاں اصول یہ تھا کہ جو بات بہت سے لوگ کریں وہ لنگی ہے، در
 جس اصول کی حمایت کرنے والے تعداد میں تھوڑے ہوں وہ فطری ہے۔ دراصل اس خلاف کی
 جانتھل اور جسم کے متضاد تقاضات پر ہے۔ حیوانات کی دہر میں دیکھو وہاں چونکہ عقل سے اپنا کام
 شروع نہیں کیا جس طرف بہت سی بھیڑیں چل نکلیں اور دوسرے کا باقی کلا بھی اور اسی کو بھگنے لگا
 ہے۔ یہ نفس اس کے عقل کا تقاضا کفریت کی کیا پراہ کرتا ہے۔

کہ مغز و دھند حاکم رہا ہے لنگی آریہ

یوں ہی مغربی تمدن جس کی عینس پرستی ہے جسم اور زمین کے ساتھ جیانی محبت کی
 تقلید کرتا ہے اس کی سیاست بھی دھندوں کے لنگی کی طرح پاریسٹری اکثریت کے تابع ہے۔

یہ پاریسٹری نظام مغرب میں تو کام رہ گیا جہاں ایک عداوتے میں ایک ہی قسم کے
 مویشی بستے ہیں لیکن جہاں بھارت بھارت کے چاند، سکونت رکھتے ہوں وہاں تھوڑی تعداد والوں
 کو جلد ہی حساس ہو سہ لگتا ہے کہ اس اصول سے نہیں تو مار ڈالو۔ ریادہ تعداد دے ہمیشہ ہمیشہ
 کے لئے آگے اور ہم ہمیشہ پیچھے۔ یہ بڑی ناگوار صورت حال ہے۔ یہی ہندوستان میں ہو۔

جب پہلے فرنگی نے اپنے پاریسٹری اصولوں کے مطابق ہندوستان میں سلطنت
 شروع کی تو کچھ عرصہ تو ہندو اور مسلمان دونوں کی سٹ پنا کر رہ گئے اور جو تیاں سینے والوں اور
 سری فردوش اور جھڑو ہے والوں اور طبقہ تنگے والوں کی وادو ہا پڑھیں گئی۔ شرفیت بھوئی مرتی
 تھی اور کثرت مزے تھی۔ آخر پہلے ہندوؤں میں گنواں وادو ہا تھوئی روشی ملی براموں اور
 اوجھ کچھ رکھے ہوئے سو بھو بھو رکھے وادے بکچوں سے رنگ کا کھونج لگا کر وہ جو بڑ کر ائی ڈول۔ وہ
 اس پاریسٹری نظام کی ملم پانگے۔ بکچے برامین سے فرنگی کو مخاطب کر کے کہا "مہاراج، ہم بھی جنگ
 جنگ اور جہم جہم سے جمہوریت کے ماننے والے ہیں۔ آپ ہی کے پاریسٹری اصول کے موافقہ

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 88 مولا محمد عبدالستار صاحب یارن
 ہیں۔ لیکن دیکھئے نائن ملک میں اکثریت تو اس ملک کے مسیحیوں کی ہے۔ اس لئے آپ
 حکومت ہندوستان کو دیر تھیں۔ اس دینی بات کہ ہندوستانی اس حکومت کو چلائیں کیسے۔ اس
 دینی مہاراج آپ کے ترقی یافتہ ملک کی طرح کونسل اور اسمبلیاں بنا کر دودھ دے کر، گرووٹ
 اور لوگوں کے زیادہ ہیں جو صدیوں سے مغربی اور افسیاتی طور پر ہمارے تلخو چنے رہے ہیں تو
 یہ کھس، اعلیٰ کی بات ہے۔ آپ کو کسی ملک کے حاجی و مفک کی کیا چٹا۔ آخر عمر کی میں پارلیمنٹ
 اصولی طور پر نہیں کرینا۔

فرنگی کے کو دولت اور سطلہ طبقہ کی پکے دور بھڑے میں آگئے۔ معہ فہم اور مدد کے
 سردو گرم چشیدہ لادہ" نے سوچا یہ بہتر ہے یا طوطے اس کھوٹے سے خوش رہیں تو ہمارا ہرج
 ہی کیا ہے۔ خود ملیک فرنگ اور حالت فرنگ کے لوہ دیتے اور سطلے۔ ہندوستانیوں کو ہمارے یہ
 کھوٹے نے عطا کر کے ہمارے ترقی پسندوں نے کا اطمینان ہوا ہے گا۔ اس وقت کی بین
 الاقوامی جامعہ میں ایسے شعبوں سے نئے سازگارگی اس ۱۹۹۲ء میں تیسرے نکار کے درمیان
 پہلی دھندہ دھنات کی دوسلوں میں نامزدگی کے ساتھ ساتھ نیکش کا اصول بھی شامل کر دیا گیا
 کچھ عرصہ کے لئے تو مسلمان بھی اس میں سے میں آگئے۔ مسلمان کیا ہم سے میں
 آگئے۔ بات یہ ہے کہ مسلم عوام تو بھی فرنگی اور نیچے برہمن کے ہاتھوں سلطنت کو کرنی بھوپلے
 بیٹھے تھے۔ جس شریعت نرائش، ولوب اور اینگوٹھن لوگ ملے تھے جو ایسے معاملات میں مسلمانوں
 کے بھلاؤ مطلق اور مکمل بن کر فرنگی کے سامنے آ جایا کرتے تھے مسلمان۔ تو سو بہا سال تک فرنگی
 سے یہ سلوک رکھا کہ حالانکہ وہ کلم وقت تھا اور اس سے خود اپنے میں ہر مرحلہ پر بدوشت کرنی
 پڑتی۔ لیکن دھندہ دھنات سے فائدے کا نہ مگر عاصبا بھی سے بات تک کرنا گوارا نہ کیا۔

اس وقت کچھ عرصہ تک تو یہ دایہ شریعت غرض ولوب اور اینگوٹھن جسم کے مسلمان
 پارلیمنٹری نظام کے متعلق معافی ملے میں رہے۔ پھر جو انہیں ہوش آیا تو یہ بھی خوب چپے چلائے
 اور آخر ۱۹۰۸ء میں منوبار سے معاملات کے ساتھ مسلمانوں کے لئے جدا جدا انتخاب نامہ ہو۔
 مسلمانوں کے لئے یہ علیحدگی کچھ بہت ہمارک، بندہ نہ تھی۔ وجہ یہ کہ اس کی ہاگ دوڑ
 ایسے ہاتھوں میں تھی جو اسلام کے تیسرے عالم کے پردہ گم سے قطعاً نااہل تھے۔ انہیں یہ بھی علم نہ تھا
 کہ مسلمان دوسروں سے آخر کیوں جدا ہیں۔ اس وہ صرف اتنا جانتے تھے کہ ہم جدا ہیں۔

۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد کچھ عرصہ تک تو مسلمانوں کی حالت میں لٹے ہوئے
 مساکر کی طرح ہی جو توڑے وقت کے لئے بھونپکا سا رہ جاتا ہے۔ ابھی ایک ملک کی شہنشاہیت

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 89 مولا محمد عبدالستار صاحب یارن
 ہاتھ میں تھی اور ابھی قسمت نے کر دت جو تو سلطنت انگریز کے ہاتھ میں اور انگریز کی تہمتی،
 انقلابی اور تعلیمی حادثہ مدد اس دور ہنگام کے ہندو پادشوں کے حصے میں۔ یہ تو حساس ہوا کچھ
 چمن گیا ہے۔ لیکن یہ کسے ہوش کہ کیا چمن گیا ہے۔ کسی نے کہا سیاست چمن گئی، کوئی پکارا تجارت
 ہاتھ سے نکلی، کسی سے دین پر توجہ دی، کسی سے تعلیم جدید کی ضرورت پر زور دیا۔ غرض ہر ایک اپنا اپنا
 قافلہ بناتے ہوئے پانچ کا چوتھو، داغ میں بیٹھا اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ صرف کلنی کے ہوش
 مند تھے جھوٹے سمجھ دیا کہ شاعری، اہل دانش و فکر سے توجہ چمن گئی ہے۔ سب کچھ علی لٹ گیا ہے
 دور، جس نے گاؤں کھائی وہ جس نے گاؤں کھائی۔ مگر اس قاتر خانہ میں طوطی کی کون سا تھا۔ حکومت وقت کو
 اینگوٹھن تعلیم کے حلالی منظور نظر ہونے اور نتیجہ یہ نکلا کہ سرسید اور ان کے حریفوں کا لوہہ ہنگامی
 طور پر غالب ہو گیا۔

اب سرسید کی اقتدار میں تعلیم کا شوق پھیلا تو محرم میں یہ حساس تو برقرار رہا کہ ہم
 مسلمان ہیں۔ دوسروں سے جدا ہیں لیکن وہ کچھ بوجھ یا وہ کہ ہادی سیاست اور دین اور ساری
 زندگی پب وحدت ہے اور بھی بھولی ہری داستان بن گئی۔ علی گڑھ کے "مصلحہ دور تعلیم یافتہ"
 اور جوانوں اور ان کے پرائیڈ لوگوں کے لئے ناممکن تھا کہ وہ مسلمانوں کی معاشرتی، اقتصادی،
 سیاسی اور دینی خصوصیات کو دوسرے پڑھے لکھے بہادرس کے سامنے تہنیتی رنگ میں پیش کرتے۔
 اپنے تئیں بہتر قرار دیتے اور دوسروں کو پتی کسوٹی پر پرکھتے، جو کہ اسلام کی منشا ہے۔ حقیقت یہ ہے
 کہ وہ وہاں کر بھی نہ سکتے تھے۔ ایسا کرنے کے لئے اگر دوسروں سے بہتر ہونا شرط نہ بھی ہوتا تو
 دوسروں سے مختلف ہونا یقیناً لازمی و لا بدی تھا۔ لیکن وہ تو بالکل دوسرے جیسے علی تھے۔ جب دو
 گروہ عادات میں ایک دوسرے سے ملنے ملتے ہوئے ان کی کوششوں کا نتیجہ ہونا بالکل وقت کی
 بات ہوا کرتی ہے۔ یوں اینگوٹھن اور اینگوٹھن وند و طیقات کی ہنگامی مشہوریت سے ہندوستان میں
 متحدہ قوت سیت کا نعش، بد بخت اور نامراد دور شروع ہو۔ نعشوں اور بد بختی تو سلائی لادہ لگا سے
 کیونکہ مسلمانوں نے اپنا جدا جدا مقام فراموش کر دیا۔ نامراد خود اس اتحاد کے انجام کی دوسرے
 کیونکہ عادات کی مشابہتیں ملتی تھیں۔ دوس کی دینی، بیرونی تہذیب اور پرچین سمیت لادہ
 کر کے کے دلوں کو روٹیل ملے رہے تھے۔

۱۹۰۷ء سے لے کر ۱۹۳۷ء تک۔

اس تئیں سب کے عرصہ میں تئیں تحریکیں قابل توجہ ہیں۔ اس خلافت مقامی کا استعمال

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿90﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب پڑی

اور اس پر مسلمانوں کا اندازہ اور اس کی گامدہ کی سہیہ گروہ اور سورج کی تحریک و تیسرے مسلمانوں میں تبلیغ و اجرت آرتی دار و شہید کی قسم کی تحریکیں۔

اور تحریک خلافت۔

۱۹۱۱ء کے بعد جب محمد علی لکھنؤ نے آہستہ آہستہ خلافت عثمانیہ کے خلاف غصہ کر کے شروع کیے تو مسلمانان ہند کی خواہش یہ تھی کہ خود اس چڑوں سے غمناک رہیں۔ مگر اس وقت بلقارہ اور ۱۹۱۳ء میں جنگ عظیم کے ساتھ خلافت عثمانیہ کے دواں میں سے ہر ایک واقعہ کے ساتھ ویدوں میں ایک تحریک اٹھی۔ مسلمانوں نے اس وقت اور بہت تباہیاں دیکھیں۔ مقاصد ہندو تھے لیکن طریقہ کار وہ جو ہمارے کے باعث شکست ہوئی۔ اسی ضمن میں بچنے پر امن کے ساتھ اسی کے عدم تعلق اور عدم تعاون کی تحریک بھی چلائی گئی لیکن بیابان مہاتما جواہر لعل نہرو کے ساتھ میں اس کا شکرت وقت ہمیں ملے گا۔

دوم۔ تحریک سوشلزم۔

موجودہ مادی کے ہندو زمانہ میں ملوں و اس کرم چند گاندھی وہ پہلا شخص ہے جس نے احساس کیا کہ سوشلزم مقاصد کے لئے انہیں مقاصد کی رعایت سے طریقہ کار بچا دینا چاہئے تو کامیابی ناقابل تصور ہے۔ بلکہ برہمن فلسفہ کی رعایت سے اس نے سہیہ گروہ اور چھوٹے کامیاب اور علامت بھی بنی ہوئی۔ ہم اسے مقصد اور طریقہ کار کی وجہ سے دیکھتے ہیں کہ اس کا سر وار قرار دیتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی بنائے قوم اور فلسفہ ایسا ہوا ہے کہ اس سے کوئی کام کا تھا کہ یہ علامت، یہاں بھی نہیں ہو سکتے

سوم۔ مسلمانوں کی متفرق فرقہ وارانہ تحریکیں۔

گاندھی کے جواب میں تبلیغ، اجرت، آرتی، نماز کے جھگڑے، تحریکوں پر لٹاؤ، مسیح کا پیر میں گولی چلانا ۱۹۲۲ء کے فرقہ وارانہ لٹاؤ، ۱۹۲۹ء میں ہندو پر رٹ کے خلاف انگریزوں کی تحریک شہید کیج اور اس قسم کی دوسری مسئلوں کی وقتی فرقہ وارانہ تحریکیں جو ۱۹۲۳ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک چلتی رہیں۔ مگر چنی نمبر کوئی نتیجہ پیدا نہ کر سکیں لیکن اس کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ متحدہ قومیت کا نفع آہستہ آہستہ پاش پاش ہو گیا۔

۱۹۳۳ء سے لے کر ۱۹۳۷ء تک انگریزوں نے پھر مسلم:

مکمل مسئلہ انان ہند کی توحید و توحید کی توحید تھی وہ پنا مقصد حیات فراموش کر چکے تھے۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿91﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب پڑی

لیکن جو قسمت دیکھئے کہ ہندوستان میں ایسا کوئی فلسفہ و طاقت نہ تھی جو اس کو روک سکا ہو سکتی ہو سکتی۔ جون ۱۹۳۷ء میں جب کانگریس واپس لے لی اس دن گروہ کے گروہ پر مظالم توڑے شروع کیے تو ملی رد عمل سے ان کو بھولا ہوا سبق پھر یاد آ گیا۔ جب سر پرے بھوکے پڑے تو خوب غور کیا کہ آخر ہم، یہ کیوں بنا گئے۔ دیکھیں یہاں یاد چنگاری کی طرح چمکی۔ سبک مسئلوں کی تبدیلی کی تحریک تھی۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ نے قراردادیں منظور کی۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۳۷ء تک اس قرارداد کو منسوخ کرنے میں فراموشی تو حید پھر سے یاد آگئی۔ بھوکے سے اللہ سے ملایا۔ ملی سے ثابت ہو گیا۔

۱۹۳۷ء سے لے کر ۱۹۵۷ء تک پانی پت کی چوٹی اور آخری لڑائی کی تیاری۔

اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد ۱۹۳۷ء تک مسلمانان ہند کو اپنے مخصوص جداگانہ مقام کا علم ہو گا۔ اس کے بعد اس سال تک اس رسالہ کے پورا کردہ طریقہ عمل کے مطابق ہندوستان میں حق و باطل اور فرد و سلام کی آخری لڑائی کی تیاری ہوگی۔ ۱۹۵۷ء میں جنگ پڑی کے دو سو سال بعد اور ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے ایک سو سال بعد پانی پت کے میدان میں وہ معرکہ ہو گا جو پانی پت کی چوٹی لڑائی کہا جائے گا۔ پانی پت کی تیسری لڑائی میں ایساں نے مرہٹوں کو پاش پاش کر دیا تھا۔ اس چوٹی لڑائی میں فرنگی، بچے، برہمن، لوہار اور انگریزوں کو شرم کر دیا جائے گا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

﴿دین، تمدن، قوم اور سلطنت ہمیشہ کوئی

مرد خدا تعمیر کرتا ہے ﴿

مکتبہ اسلامی

[illegible]

سوس پیدا ہوتا ہے جب سوس کے مشابہات، چہرہات، اور حرکات، انہی بھرپور کم
نیش یکساں ہیں اور ہمیشہ سے یکساں چلے آتے ہیں تو پھر ہم انہی اور قوم دور سلطنتوں میں یہ
نقائص اور ثبات کیوں اس کا جوہر ہے عقائد کا اختلاف۔ گوہار سے مشابہات، جذبات، اور
حرکات یکساں ہیں۔ لیکن ہمارے عقائد اور طبعیتیں مختلف ہیں۔ ایک ہی سورج آسمان پر چمکا
ہے۔ تمام انسان اس کی روشنی یکساں دیکھتے ہیں لیکن طریقہ کے کسی وحشی قبیلہ کا کوئی وحشی دیکھتا ہے
تو سمجھتا ہے یہ سورج، پوتا ٹھٹھے عیسے سے گھور گھور کر دیکھتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ابھی ایک مسافر
گل فالت کر میرے مندر پر بیٹھ چکا۔ عرب کے صحرائوں کو ہار یہ نشین مسلمان دیکھتا ہے
اور کہتا ہے یہ عبدِ حرم ہو گیا۔ گنگا کے کنارے ایک برہمن دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے سر
جھکا ہے، ناوقت آگیا، کوئی ہندوستان کا راجہ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں برہمن نے کا وقت ختم
ہوا۔ اب فلاں رگہ سنا یا جاسکتا ہے۔ جاٹ کو کھنٹ باری کا خیال آتا ہے۔ چڑھائی کو صاحب
بھادری خوشحوری کی خواہش ہوتی ہے اور حضرت مسلمانانِ نظر پڑتے ہی ڈور بین گھولے لگتے
ہیں کہ آج فلاں مسلمان کے فلاں صاحب سے کے فلاں دن سورج کے شعلوں میں پلہ شمع کی جھلک رہا رہا۔

یہ یا پھر نعم جلتے کا عمل غالب ہے۔

نائب ۱۲: یہ مسائل عقائد کا اختلاف ہے جو دنیا کے مختلف اور پھر تاریخ کے مختلف
 دین، ممالک، اقوام اور سطحن میں پیدا کرتا ہے۔ لیکن یہ عقائد کا اختلاف پیدا کرنا بھی ہر انسان کے
 بس کا نہیں۔ کئی مسائل دوسروں کے سمجھائے ہوئے یا چھپے ہوئے ڈگر پر ہی چلتے و سہتے ہیں۔ یہ تو
 کوئی خاص چیلنل اور چوپایا علیحدت دیتی ہے جو کسی نئے عقیدہ کا راستہ دینا دلت کرتی ہے۔

پھر میں نے عقائد و پیاد سے جانو گئے تھے کہ یہ ہیں۔ چار ہزار سال قبل مسیح کا
آئندہ ہر رس قبل مسیح سے چارے کس تیل و لے رہنمائی کے ہم داتا سے منہ کی پختگی پر بالوں کی
خوش تھی چوٹی اڑھ کڑ بڑھ کا ٹھونڈی تھی کہ آج وہیں ہزار سال بعد بھی انھوں نے انھوں نے تقلید کر رہے ہیں
یہ دور ہے ایک تو شہزادوں کے تہذیب سے متاثر کئے جاتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہنا ہے
کہ ان عقائد کا فائدہ و نقصان کتنے مسائل کو پہنچا۔ بحیثیت محوئی قائد و ریادہ تھا، نقصان۔ باقی
رہنے والا اثر و متاثر ہے یا نقصان۔ دیر و غیر دیر

ہمسافر دولت چھوٹے دائرہ کا مرکز ہے بڑے دائرہ کے مرکز کے بجائے مسافرت قبول کر کے ان کے حلقہ کے اندر غنی رہی ہو دکھاتا ہے۔

اس طرح گرو کوئی مرد صاحبِ دینی ضرورت پر کی کرتا ہے تو وہ ایک وقتی میزور ہے۔ گروہ کوئی مجلسِ فقہاء پر پا کرتا ہے تو وہ مسخِ قوم ہے۔ سرورِ روایات اور خلائق کی مناسب وقت ہمارے قرار کرتا ہے تو وہ حسبِ حیثیتِ دنیا و عقب ہے۔ ان سب سے بڑی مقامِ جیشیہ و سب سے بڑی مقامِ جیشیہ ہے۔ جنہوں نے امتوں کی بنیادیں رکھیں۔

مسلم سما میں سے ہائی نے اس کی بہادری و حیدر پر بھی تھی۔ توحید کی اصیبت تو ہمیشہ ایک لائق تھی۔ لیکن اس کے ظہار کے لئے ہر زمانہ کی توحید و یافیت کرنی بھی ضروری تھی۔ ابدی اصولوں کو وقتی اصطلاحات کے ذریعہ تار و کرے رہنا تھا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ کام ہمیشہ عظیم مردانہ خد سرانجام دے رہے۔ چونکہ آج مسلم مہم ثبوت پر عقیدہ رکھتی ہے اس لئے وہ اپنے اشد اور مردانہ خدا کا منصب اس آفتاب میں باور بھی رکھنا چاہئے۔

پاکستان اور مردِ خدا:۔

ہوگا۔ پاکستان کے معنی ہیں ایک ایسا تھوک، ایک سبھا سمیت، ایک سبھا قوت جس کی بناءً محض

یا ستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 94 مہر امام محمد عبدالرشاد خاں لہری
توحید و یگانہ پر مبنی توحید و ایمان و دلوں کی بناء صوبہ ٹڈیہ پر ہوئی ہے مردانہ صفا کی وہ
کے بغیر ہم پاکستان کیسے بنا سکتے ہیں۔

دین کے معنی مرد و خند کی ذمت ہی معین کر سکتی ہے۔

سچ سمجھنے کی گہرا ظاہری ضرورت کا اصل باعث اس کے کردار اور شخصیت کی
اندرونی کمزوری ہے۔ کمزوری کمزوری کا باعث یہ ہے کہ اسے اپنے عقیدوں پر یگانہ نہیں رہا۔
عقیدوں پر ایمان اس لئے نہیں رہا کہ وہ عقیدہ ہے اور مرد کی ضروریات اور حقیقتوں سے دور نظر
تھے ہیں تو اسے امر و نہی کا عقائد سے اپنی ضروری مشکل سے حل میں آئی۔ انہیں ملتی۔ سدا کی
عقیدوں سے مسائل کی مشکلات کے حل میں جس قدر نہیں ملتی کہ وہ اس عقائد کا حل دیتی ہے
ماحول پر نہیں کر سکتے قوم و احوال پر عقائد کا اطلاق کر۔ اس سے یوں قاصر ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں
جو اس عقائد اور ماحول کا عاقل ملاحظہ کر کے کہہ سکا کہ ان کا یہاں رشتہ کیا ہے۔ یہ کام خود
نہیں بلکہ قومی میڈر شپ کا ہے۔

شخصیت اس لئے داخلی ہو رہی ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ اس سے بالکل متضاد
ہے۔ جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ ہوتا نہیں اور جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم چاہتے
نہیں۔ اور کمزور طبیعتوں کی چاہت پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ یہاں ضرورت ہے کہ تجزیہ
کے ذریعہ کیا جائے کہ ہم جو کچھ چاہتے ہیں کیوں چاہتے ہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ کیوں ہوتا
ہے اس طرح جو یہودی حقائق دریافت ہوں گے وہ ہم سے دور و جتنو کے ڈنڈے سے ملا کر پھر
یک سر تہہ۔ پنے آپ کو حقائق سے اور حقائق کو آپ سے مطابقت دے سکیں گے۔

آؤ راہ اور واقعات، مشاہدہ اور حقائق کی یہی توحید سے جس کے رشتہ کرے سے
ہم طاقت اہلی حاصل کر سکیں گے۔

طاقت یہی ہے جو مرد و خند

سدا صباط حیات کا طریقہ کار داخلی اور نقدی ہے نہ کہ خارجی اور آئینی۔ آؤ راہ
تخلیہ حقوقی اور قومی و قار کوئی ایسی چیز نہیں جو دوسروں کے دورے پر کھڑے ہو کر چلتا ہے۔
یہ میٹر آج ہے۔ یہی کسی کے ہاں وہ کی جائیداد ہے جو قانونی مفاد سے لڑنے سے مل جائے۔
یہ تو کرتے کی بدیا ہے جس طرح پانی پسائ میں خود بخود جمع ہو جاتا ہے اسی طرح آؤ راہی اور
حکومت کے قابل تو نہیں بھی بغیر کسی سے پوچھے سمجھے، بغیر کسی کا شکوہ کئے بغیر تحفظات یا مرامات کا

یا ستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 95 مہر امام محمد عبدالرشاد خاں لہری
مطابق اس کے خود بخود آؤ راہ اور حاکم بن جانا کرنا ہے۔

۱۲۰۰ سے لے کر ۱۲۰۰ اور ہماری شکست کا باعث ہوا، اسی اتفاق و ہماری اقتصادی کمزوریاں،
۱۲۰۰ سے دشمنوں کا تار و دم ہونا، ہمارے عوام کی مرکزی طاقت کا فقدان، پورا تاپاں لرنگ کے
جدید آلات و فوجی حرب۔ جسے بہ سبب ہمارے ایک طریق کی مدد کی کمزوری کا نتیجہ ہوا کرنا
چاہیے۔ یہ اس کا سبب بنا باعث نہیں ہو سکی۔ ہوس کی بقا اور بقا اصل و اس کے سپہ میں محفوظ ہوا
کرتا ہے۔ مگر اس کا عیاں قائم رہے تو وہ دہراؤ اور ان تمام خارجی کمزوریاں پر غائب آجائی
ہے لیکن اس کی اخلاقی اور روحانی قوت فتم ہو چکی ہو مگر اس کی طاقت کے اندر دل تشے شک
ہو چکے ہوں تو بہترین دیواری سار و سہا بھی اسے وقت سے نہیں بچا سکتے۔ اور وہ چنے
وقت کی بہ دست میں طاقت ہو۔ اس کے چند خوشی قبل کے ہاتھوں بر پا ہو جاتا ہے اور چوٹ لگی
پہلی جنگ عظیم میں ہر طرح تباہ ہو۔ بھی دوسری جنگ عظیم کا باعث بن جاتا ہے

طاقت یہاں کے سے کسی منبع کتابی معیت یا کسی شہید کی ضرورت نہیں بلکہ
ایک ہی جہت کوئی مرد و خند قوم میں پیدا کرتا ہے۔ اس کی ایک نظر سے غلاموں کے لیے پٹ جاتے
ہیں۔ دشمنوں کے وقت مل جاتے ہیں اور وہ یہ کام کسی چار و یا مسوس سے نہیں بلکہ انہیں ان
دہری اور متعارف اصولوں کے تحت سرانجام دیتا ہے۔ دو پہلے، ایک صابطہ حیات پیش کرتا ہے
قوم پر اس صابطہ حیات کی اشد ضرورت واضح کرتا ہے۔ قوم کی تمام گزشتہ ناکامیوں کا رشتہ اس
صابطہ حیات سے انحراف کے ساتھ جوڑتا ہے۔ قوم کی تمام ضروریات کا حل اس صابطہ حیات کو
ثابت کرتا ہے اور قوم کی تمام ضروریات اور سنی کاموں اس صابطہ حیات کو ہمارا ہے۔

جس کسی شخص یا قوم میں کسی عی کمزور نظراتی ہو اس تبدیلی کے بعد وہ تخریق و انحطاط کا رتا ہے
سر ساما، یہی لگتی ہے اس کی سادہ عظمت کوٹ آتی ہے۔ انوں میں وہ سے پیہ ہو جاتے ہیں
ضروریات و رمانہ کے تقاضوں کا احساس اور علاج ایک وقت ہو جاتا ہے، وقت عزت سے بدر
جاتی ہے۔ کھوپ ہو قدر پھر ہاتھ آ جاتا ہے۔ جنہیں تک نظام آقا و شہناک حریف تھے وہ مطیع
اور فرمانبردار ملازم یا جو خواہ دوست بن جاتے ہیں

ان سب فوائد کے حصول کے لئے ضروریات فقط ایک ایسے چند اور پائیدار صابطہ
حیات کی ہے جس سے سارے رکھنے سے ہا۔ اس کے پٹ ذہنی مسائل میں الو لغز پیہ ہو جاتا ہے
وہ ہے تین یا کے مقدس ترین اصولوں کا حیا نہیں کرے گئے اس کے عداوت و نفس پیدا

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿98﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب پوری

﴿پاکستان بنے گا کیسے؟﴾

تہذیب -

پاکستان کے متعلق ہم اس وقت تک جو بحث کرتے رہے وہ نسبتاً آسان ہے۔ موجودہ اصل کا موصوعہ مقابلہ مشکل ہے۔ مسلمان کی بنائے وحدت تو حید اور یوں پر تھی یہ وحدت نے اس کے بعد ہندوستان میں کئی باب سے اور کئی طرح منتشر ہوں۔ پھر اس وحدت کے بچے کچھ آکار توبہ کسی دوسری مسابہ وحدت سے جذب نہ کرنے دوسرا کئی وحدتوں نے کس طرح رہائی دہہ آثار و عہدہ عقل و عقل کو پھر کس اُن کے جد ہونے کا حساس کرادیا۔ اب یہ لوگ اور وحدت کیسے پتی فرموش مردہ تو حید یاد کر رہی ہے اس کو آہ پاکستان میں ہم کیا نقشہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو ہو چکی ہیں یا ہم چاہتے ہیں کہ ہو جائیں ماسی کی کہانی اور مستقبل کا خیال دو دو پیش ہے میں نہ چنگ۔ مصلحتوں کی لگائی ہیں۔ یکے کے بعد دوسرے بنا کر دیا۔ جس جواب دیکھنے کے بعد سے حقیقت کا جامہ پہنانا۔ نیز بھی کھیر ہے۔ خیر کماں پر بھی ہاتھ رہے دشمنانہ بھی نظر سے اٹھل نہ ہو۔ پائے اور ہوا کے جھوٹوں کا بھی خیال رہے جو تیر کو کدھر سے کدھر سے جایا کرتے ہیں۔ سب تیر نہ کی ہنگام کا کہیں تو نہیں اس کے متعلق پہلے سے کیسے متعین کیا جاسکتا ہے کہ کب تیر چھوڑ جائے گا اس وقت ہواؤں کا رخ کیا ہوگا اور اس کا تدارک کیسے کیا جائے گا۔

”لائحہ عمل“ لکھ کر بیان نہیں کئے جایا کرتے۔

علامہ دریں ”لائحہ عمل“ لکھ کر پیش نہیں کیا جاتا۔ ”لکھ کر“ عقیدے ہی پیش کئے جاتے ہیں۔ عمل کا فیصلہ قدم بہ قدم کیا جاتا ہے۔ عمل کے متعلق کچھ لکھ کر پیش بھی کیا جائے تو وہ عقیدہ ہی ہوگا۔ جب تک وہ ہونے جانے عمل تو کہلائی نہیں سکتا۔ اس طرح ایک طرف عقائد میں غیر ضروری تفصیلات شامل ہو جائے گا ضد شدہ جتنا ہے۔ دوسرے عمل میں کچھ نہ رہنے کا خطرہ بھی ہے۔

عمل کا راستہ بتا دینے سے اس کا مطلب فوت ہو جائے گے سوا در کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو کو نقطہ عقیدہ بتانا چاہیے۔ عمل کا راستہ یزدرہ کے دماغ میں محفوظ رہنا چاہیے۔ جہاں وہ اس میں حسب ضرورت اور مناسب وقت ترمیم کر سکے۔ عقیدہ دوست دشمن سب کو بتایا جاسکتا ہے کیونکہ ہم سب کو اس کی محبت دیتے اور تلقین کرتے ہیں۔ لیکن اپنا جگہ جنگ، چنانچہ عمل خلی ہی رہے

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿99﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب پوری

عقائد عمل -

ہر صابطہ حیات سے حقائق علامتوں و علامتوں کے ہوتے ہیں۔ اُنوں وہ نئی اور کبھی وہی اصولوں جس کی بنیاد حقائق قدرت پر ہوتی ہے۔ جو اس صابطہ حیات کی اصل و اساس ہوتے ہیں۔ کچھ معنوں میں عقیدہ کے لحاظ کا اطلاق انہیں اصولوں پر ہو سکتا ہے۔ دوسرے کی وقتی روش سے متعلق مشاہدہ، تجربہ اور مطالعہ سے وحدہ کردہ نتائج جنہیں عقیدہ کا رتبہ نہیں دیا جاسکتا۔ ان کی بنیاد معاصرین کی انذیات، محسوسات کی عادت اور خواہشات اور حریصوں کی خصوصیات پر ہوتی ہے۔ جو کبھی ہر دس سیکھنے والی چیزیں ہیں۔ رہائے کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ ان عادات میں عقائد کو ہم عقائد عمل کا نام دیتے ہیں۔ تفسیریں پھر لائحہ عمل ہے جو عقائد اور عقائد عمل کی روشنی میں رد و مزاج کے حادثات عالم کا اندازہ رکھنے اُن سے یوں پہنے کا نام ہے کہ نئی روش زیادہ سے زیادہ ہماری مرضی کے مطابق ہو جائے۔

ہم اُن پر بیان کر چکے ہیں کہ لائحہ عمل میں کوئی ایسی مستقل شاہدہ نہیں جس کا ذکر سدا و مدید میں ہو سکے۔ اس میں بہت کچھ وقتی حالات اور کرنے دے کی شخصیت پر منحصر ہے۔ ہم سے یہ بھی بتایا ہے کہ اصولوں پر دیگر مہذہبوں کی عین کرنے سے کامیاب ہوتی ہے لیکن عملی ہنگام کا اثر اس کے پوشیدہ رکھنے میں ہے۔ مزید برآں عمل کی تحریک رہنا سے پھر تھوڑی بہت ممکن ہے۔ لیکن لگم اس میدان میں کوئی اچھا ذریعہ ظہور نہیں۔

تاہم عقائد عمل کے متعلق لکھ کر بھی کچھ بیان کیا جاسکتا ہے اور وہ دلیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ہم چاہتے کیا ہیں؟

عقائد عمل طے کرے سے پہلے ہمیں یہ طے کرنا ہے کہ ہم چاہتے کیا ہیں؟ حسب سدا دیکھنا ہوگا کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں موجود صورت حال میں کیا کچھ اس کے مطابق ہے اور کیا اس سے مختلف جو مختلف ہے اُس کا جو کچھ طوائف و سبب بنتی ہے۔ اس کے بعد یہ دریافت کرنا ہوگا کہ ان سبب و طوائف کو کیسے برہم کیا جاسکتا ہے۔ تین مرحلہ یہ ہوگا کہ آیا موجودہ نا پسندیدہ

حالات جن اسباب و حقائق پر مبنی ہیں جن میں اس کو برہم کرے سے پیدا شدہ بصورت حالات ہماری پسند کے مطابق بن جائے گی یا اس میں پھر تخریب و تباہی ہوگا۔ اگر ہمیں صورت ہے تو یہاں اور بصورت دیگر موجودہ نا پسندیدہ حقائق و اسباب کو برہم کرے میں اس قانونی تعمیر و ترمیم کا بھی خیال رکھ دینا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ آسمان سے گرے گجروں میں انکا۔

یہ طرز ہے کہ مذکورہ واقعہ عارض ہونے کے بعد بھی ہم نے بھی حقائق و عمل سے ملے کئے ہوں گے۔ عمل بجا لے کر خود اس سے بھی ایک قدم آگے ہے۔ جو اس کے کیا تھا: میدان جنگ کا نقشہ ہر حق تیار کر سکتا ہے لیکن اس کا سیلاب میں اس کی خاطر کی ضرورت ہوتی ہے۔ 1۔ چھ تو پہلے یہ دیکھیں ہم چاہتے ہیں؟ منشی طور سے نہیں اپنی موجودہ ہستی و صورت، بیماری، نفسی بیماری، دوسروں کی دست گیری اور نقصان کو اس میں۔ وہ ایہ بھی کوئی بات ہے کہ سندھ کی ساحل پر تنگ لگا کر کچی چھیاں چلا دے وہ مجھروں کی ولادہ ہندوستان کی شہنشاہت پر قابض ہو جائے گا اسے منکر میں چھپا دیں گا کر گئے گئے کے چنے چنے دے۔ یہ ہوں بقاء کی مل ٹاٹا برہان جائے اور چاق و ترمیم کے لئے وہ جہد و عزم، پیہنہ دے، امن پر بیٹھ دے، مسطحت ہندوستان اور خلافت شرق و مغرب کا دلک مسلمان رولی کے سوکھے کھڑے، ستر ڈھانکے کو کپڑے کے لئے اور سر چھپانے کیلئے جھوپڑے کوترے؟ پھر تم ہمارے تم کہ یہ کیسے لودوئے ہماری حالت پر ہمیں نہیں کچھ کے دے کہ ہم پر قبضہ لگائیں۔ ہمارے غیرت و مردورت دونوں منجم ہیں کہ ہم اس صورت حالات کو بدل ڈالیں گے۔ مسلمان ہندوستان کو اس کا موجودہ مقدمہ منکور نہیں۔

ثبت طور پر ہم جانتے ہیں کہ کائنات کے راز توحید کا حامل ہوئے کی حیثیت میں اس کی کلہری حاکمیت میں بھی ہم جبر و لام ہیں۔ مبراہ مستقیم سے پہلے ہوئی ساریت کو صرف اسلام ہی مشعل پر بت دکھا سکتا ہے۔ صرف ہمارا احمد ہی عالمگیر توحید بن سکتا ہے۔ صرف ہماری شریعت ہی عالمگیریت قائم کر سکتی ہے۔ صرف توحید ہی موجودہ فساد اور نفسیات کی گھمبیر منجھ سکتی ہے۔ ہماری ملکی برتری میں تعمیر عام کا حق دیتی ہے اور اسی کی وجہ سے ہم پر خلافت کا فرض جائد ہوتا ہے۔

گویا ہم ہندوستان میں اسلام کا ایک راہی، تہذیبی و سیاسی اور جنسی مرکز کا قیام کرنا چاہتے ہیں جہاں روحانی، اخلاقی، معاشرتی، اقتصاد، سیاسی، فوجی نفسیاتی عرض ہر قسم کی قوتوں کے مالک ہم اور صرف ہم ہوں۔ اس پاکستان سے ہم ہی نواح آدم کو ہدایت کا راستہ دکھا سکیں گے۔

1۔ یہ تو پتہ چل گیا کہ ہماری خواہش کیا ہے۔ اچھا اب یہ دیکھیں کہ صورت حالات میں اس کے ناموافق پہلو کیا ہیں۔

(۱) دل سب سے بڑی رکاوٹ تو یہ ہے کہ منشی اور منجھ و دلوں کا طے ہماری چاہت حاکم ہے۔ ہم بھی اپنی آکھ اور چھائی سے پورے طور پر منظر میں اور ہی ہم بھی اپنا حاکم اور قدار کے پورے خواہاں ہیں۔ جو چند لوگ ملی انہما کی اس کوئی پرچارے اترتے ہیں، انہوں نے ابھی تک اپنی سوہوم ہونا کی جزئیات ہی ملے نہیں کیں۔ لیکن وہابی طور پر جو نہایت بھی ملے ہوئے ہیں اور تو ان کو ایک سرگرم مقام میں نہیں لایا گیا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ گویا ہماری روحانی، نفسیاتی، اخلاقی اور معاشرتی مرکزیت کا کوئی دوسرا ریل آج اور اس وقت بھی ہندوستان میں موجود نہیں ہیں۔ یہ ہے کہ گویا ہم کے سامنے جب تک روحانیت، نفسیات، اخلاقیات اور معاشرت کے ہر اول میں اقتصادیات، سیاست اور پولیس اور رواج ہوں تب تک وہ پانچ بھی نہیں دیکھ سکتے

(۳) تیسرے جسمانی قوت غذا کے میدان میں فرنگی کی پریس، مغربی حکومت اور رواج ایک ایسی قوت ہے جس کا جواب ہندوستان کے کسی ملکی گروہ کے پاس نہیں۔

(۴) چوتھے سیاسی اور اقتصادیات میں خود فرنگی، پھر ہندو برہمن اور تیسرے درجہ پر ان کے جلو میں چلنے والے گروہ ہم سے نہیں بڑا دھاک لگوا رہے ہیں۔

(۵) پانچویں ہندوستان کی کوئی سیاسی طاقت یا زنی کی کوئی بڑی طاقت ملتا نہیں جس کا فلسفہ حیات ہم سے متاثر ہو کہ اس سے مدد کی توقع کی جاسکے۔

III۔ رکاوٹیں دیکھ لیں۔ اب یہ غور کریں کہ موافق پہلو کون سے ہیں۔ اس رسالہ کے سرورق پر ایک نقشہ دکھایا گیا ہے۔ اس نقشہ میں جو علاقہ خلافت پاکستان کی سلطنت میں شامل ہے وہاں کم و بیش سارے مسلمان آباد ہیں۔ یہ تعداد ہمارے حق میں خاصی بڑی دیکل ہے۔ گو کسی صحابہ حیات کو خاکہ و درمراج کرے کے لئے بعض اُس کے، نئے والوں کی تعداد کوئی نقص یا فائدہ نہیں۔ تاہم بالآخر تمام جسمانی اور روحانی طاقت کا طبع سامان ہے اور سامان کی ترقی بڑی تعداد کا ہمارا ہم خیال ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔

دوسرے یہ ساریت کر دے سال جس علاقہ پر قابض ہیں وہ جغرافیائی لحاظ سے وہاں میں اپنی نظیر آپ ہے۔ کشمیر کی لادیاں وریہاڑ اور سنگت اور معدنیات دنیا کی سب سے بڑی منشی صنعت کی کارخانہ گاہیں بن سکتے ہیں۔ دریائے سندھ، پنجاب کے دریا اور گنگا اور برہم پتر دیا کے

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿102﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

ہمارے سے بڑے بڑی قوت پیدا کرنے والے انیشیٹو کو مات کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہستیاں
تک سے ڈیڑھ کی سب سے بڑی یکپارہی صحت کا نم کی جاسکتی ہے جہاں تک سے ہر یکہ یوں
مرتب تیار ہو سکیں گے۔ اور اگرچہ یہی ہندو گاہیں دنیا کے ہر گوشے سے ہمارے غریب و شہر کا نم کی
گی۔ اطاعت کیش شہری ہمارے کارخانوں میں رہا کا بہترین مزدور ہوگا۔ یہاں تک کہ جات
اور درجہ ہوتے ہیں۔ ہر جگہ کا پختہ اور ہر چاروں کا پختہ دنیا کے بہترین سپاہی ثابت ہوں گے۔ ہمارے
مدرسے کو ہمارے بڑے بڑے ترقیت یافتہ کو سائنس اور مشین کے بہترین موجد ثابت ہوں گے کی استعداد
کھینچیں گے۔ گیدہ اور کچا کو پھاڑ دیا جائے گا۔ لیکن ہمیں یہ امید ہونی چاہیے کہ مٹی اور ریت کی
وجہ سے ہماری صنعت اور تجارت کو دنیا کی مٹل یوں پر غالب کر سکتے ہیں۔

تیسرے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہماری سرحدیں محفوظ ہیں۔ خطرہ نے ہمیں
کو ہستانی فصلیں دی ہیں۔ یہی طور پر سوائے زوں کے ہمارے کوئی حصہ ہم پر حملہ کر جاتا جس
کر سکا اور اگر ہم اپنے ہم عقیدہ لوگوں میں بڑھنا چاہیں تو وسط ایشیاء کی پیمائیاں، عرب و عرب
مصر، مصر اور یمن اور ہمارے کدھر کدھر ہمارے ہم نوا ہیں ایک مسلسل راستہ کی طرح
ہمارے سامنے کھینچے ہیں۔

چوتھے ہمارے مضبوط حیات اور نظام معاشرت چین، ہندوستان اور روس جتنوں کے
بوسیدہ ملک ہیں۔ یہ لیاہ و ترقی پسند اور بہتر ہے۔ ہمارا وجود ہی اس کو پسند نہیں ہے۔

پانچویں ہمارے اصلاحی تحریک تاریخ کے ایک ایسے مرحلے پر گھڑی ہے، جب جاپان
کے بعد ایشیاء کی سر بلندن کی حکمرانی کے واسطے اور کوئی جوان طاقت نہیں۔ روس کی وجہ سے مشرقی
نہیں مٹتی ہے۔ بلکہ اس کا انقلاب ہمارے انقلاب کا حشر شیر بھی نہیں۔

IV۔ چوتھی بات بھی یقین کرن۔ بڑے بڑے پر اس کے مخالف اور موافق عناصر بھی شمار
کر لئے۔ سب سوال یہ ہے کہ ناموافق طاقتوں کی تہ میں کیا سبب و حقائق ہیں اور ان کو کیسے برہم
کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے ناموافق صورت حالات کی بنیاد دو قسم کے حقائق واسطے ہے۔ اول ہمارے
ساری بہتری اور ترقی ہمارے ممکنات پر انحصار رکھتے ہیں۔ دور ہمارے موجودہ کیفیت تو یہ ہے کہ
ہم اپنے آپ میں ہی نہیں۔ ہم نے خود کو کیں پہچاننا کوئی نہیں کیا پہچانے۔ ہم اپنے مضبوط حیات
اور ترقی سے بدگشتہ ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اپنی شہریت اعمال سے تو یہ کر کے زوحانی
خلافی و من شری، اقتصاد، سیاسی اور جنگی طور پر مسلمان بن جائیں۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿103﴾ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

دوسرے حالات کی نامساعدت ہمارے مخالفین کی جنگی، نظامی اور اقتصادی طاقت
کی وجہ سے ہے۔ ہندوستان میں مسلمان دشمن قوتیں نہیں ہیں۔ اول عوام اور شریعت فروش
دوسرے ہندو برہمن۔ دوسرے فرنگی اور یو۔ ہندو۔ ہندو دشمن اور شریعت فروش و برہمن تو محض ہم پر
تکھڑی نظر رکھتے ہیں۔ اور یہ غلطی یہ جنگی طور پر وہ ہم سے قطعاً بہتر نہیں۔ فرنگی جنگی اور نظامی
پر زنی کا مالک ہے اور ہندو دشمن فرنگی کے کھولنے پر ناچتا ہے۔

سب ضرور سے دیکھیں تو ہمیں ہمارے مخالفین کی اقتصادی اور جنگی طاقت ہمارے
تقدیر کی مرہوب منت ہے۔ پاکستان کے علاقہ کے مسلمان اپنے آپ میں چاہیں اور فرنگی
اور ہندو برہمن اور یو۔ ہندو سے مقابلہ۔ یہی کریں خاں ان کی مدد سے ہمارے ہتھیار شکنش ہو جائیں تو ان
دونوں مخالفین کی اقتصادی اور جنگی طاقت لی طور پر کارہو جا سکتی ہے۔

لیکن یہ اقدام کا فائدہ جس قدر آسان نظر آتا ہے، اتنا آسان نہیں۔ فرنگی اور ہندو برہمن
اور یو۔ ہندو ہمارے مسلمانوں کو درہم کر رہے ہیں۔ ہمارے اور ہمیں ان کے خلاف ہتھیار ہندو ہوں
سے روکیں گے۔ یہاں ہمیں زبردست مقابلہ کرنا ہوگا۔

یہ تو ہو موجود نظام کو توڑ کر اس کی جگہ نیا نظام نافذ کرے گا۔ ہرگز۔ یہ بڑی ہمت
اور خود کا کام ہے۔ موجودہ نظام پر یو۔ ہندو ہمارے ہندو کرنے کے ساتھ ساتھ لوگ اس نظام کو ہمارے
سے کھینچ کرے کی بھی ضرورت کوشش کریں گے۔ کسی نظام کے اندر کام کر کے لئے ہتھیار۔ ہتھیار
نے ضرورت قبول کرنا ہی پڑتا ہے، چاہے بالآخر اسے تمام و کمال ختم کر دینے کی عہدیت ہو۔ اس
میں بڑا خطرہ یہ رہتا ہے کہ کئی کئی سالوں کا اس ناکام کاوش اثر ہماری شخصیت پر رہ جائے۔ بعض
لوگ دراصل کسی ملکوں نظام کو توڑنے کے لئے اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں اور اسے
نام وے لیتے ہیں اس نظام کا "غیر سے مقابلہ کر کے"۔ یہ شکست خوردہ مذہبیت کے پست
ہت لوگ ہوتے ہیں۔

خصوصی مقصد کا ذکر ہے۔

اس وقت تک ہندوستان میں پاکستان کی تحریک نے اپنے مخالفین کا مقابلہ کر کے
لئے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ تاریخ دیکھ کر اپنے مقاصد کو "جمہوریت" اور "حق" متفقین
کا رنگ دے رہے ہیں۔ حسن وفاق سے کانگریس کے مطالبوں سے منجھ آئے ہوئے فرنگی کی جنگی
قوت، مصلحت اسی میں بھٹکتی ہے کہ ہمارے مطالبات کانگریس کے مطالبات کے مساوی قرار دے کر

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿104﴾ مولانا محمد عبد ستار حیات یار

دلوں کو ناکارہ بنائے رکھے۔ ہوں ہم حورائے نہیں بڑھ سکتے تو کم از کم ہماری جہ سے بھی برہمن بھی تو ساتھ ہی رکھا ہے۔ اس قتل میں وہ بڑے لائق ہیں۔ اولیٰ تو یہ کہ فرنگی کی جنگی اور انتظامی قوت جہاں چاہے (مثلاً ہوا میں بمیں رینج ملتی ہے) دوسرے ہندو برہمن بھی گریبی صدمہ کرنے کہ چلو جیئے، کھنڈ ہندوستان نہیں ملتا تو کم کم میں مسلمان پاکستان کو بھی تو روکے بیٹھا ہوں تو اس صورت میں ہمارے مقاصد بہت دور چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ آگنی طریقہ کار بہر صورت نیک خارجی طریقہ کار ہے۔ اس سناہری۔ کچھ صلاح ہوتی ہے نہ اچے ہاتھ میں کوئی قوت آتی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ میں آگنی طریقہ کار کی خدمت کر رہا ہوں۔ جب تک اور کوئی طریقہ کار نہ ہو یہ واحد طریقہ کار تھا اور جس کی برہمنوں کو روک دینے سے کچھ ثابت نہیں ہوتا جب تک ہم کوئی دوسرا طریقہ بھی ساتھ ہی نہ کر سکیں۔

ایمانی طریقہ کار۔

یہ دوسرا طریقہ کار ایمانی ہے۔ دوسرے معنوں میں نہیں کہ اس میں آگنی طریقہ کار نظر انداز کر دیا جاتا ہے بلکہ ان معنوں میں کہ آگنی طریقہ کار محض خارجی حالات کو خارجی علاج سے دور کرے کی کوشش ہے۔ یہ فکر اس کے ایمانی طریقہ کار داخلی اور انتظامی ہے۔ ہم آگنی طریقہ کار بھی اختیار کریں تو اس کا تعلق ہماری زندگی کی عمیق ترین سہ سے ہوگا۔

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ پاکستان ہمارے رویہ محض کسی زمین کی تقسیم یا زمین کی منظوری کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تحریک ہے اسلامی صابغہ حیات کے علاوہ کی خاطر اور اس کا سرچشمہ مسلمان کی خود اپنی اسلامی سرشت ہے۔ ایسا پاکستان ہمارے طریقہ کار بھی کی بنیادی ضرورت سے جدا نہیں ہو سکتا اس لئے اگر پاکستان کی بناء توحید ہے تو ہمارے طریقہ کار کی بناء ایمان ہوگا

ہم ناسازگار ماحول کو تبدیل کر کے نئے پھلے قوم کو تبدیل کریں گے۔ ہم اپنی بدعتی اور دولت کے اسباب خود اپنے عقائد کی پریشانی میں تلاش کریں گے۔ ہم غیروں کی سہ تو جی کا لگاؤ اور شکوہ کرے وارم و انصاف کی درخواستیں کرنے کے بجائے ان مظالم کو دور کرے کی طاقت پیدا کریں گے۔ ہم اپنے مصائب اور رنجوں کو بڑے بیوقوفوں، نوجوانوں اور عیسائیوں میں منتشر کرانے کی بجائے درد حق کو دریاں و صوفیہ میں کاڑھ دینا نہیں گے۔

میں کا دھبہ ہم ہمہ نظر پروردہ بھرا ہوا نہیں۔ ہم فرنگی کے مواعید اور آگنی ترقی کی طفل تسلیوں کو پرکھ چکی وقعت نہیں دیتے۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا برہمن اقتصاد کی قوت کے بل پر

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿105﴾ مولانا محمد عبد ستار حیات یار

کڑوا ہے اور فرنگی کو اپنی جنگی اور انتظامی برتری پر ناز ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ دنیا میں ہر ترقی و غلبہ اور اقتدار کا انحصار طاقت اور قوت پر ہے۔ چاہے یہ طاقت اخلاقی ہو چاہے جسمانی اور چاہے اقتصادی۔ ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ طاقت کی یہ تجویز سورجوں کی تابکاری پر منحصر ہیں۔ قوتیں راوی کا نور سیدھا ہے تو وہ قوت ایمان بھی ہے اور اگر مادہ کا نور گمراہ ہے تو وہ ہے ایمانی کی طاقت ہے۔ مادہ کا سیدھا نور وہ ہے جو حید پائی ہو۔ جو زندگی کو ایک اکائی سے شروع کرے اور اکائی پر ہی ختم کرے۔ جو مادہ زندگی کے خلف کلوہ سے کر کے انہیں متضاد یا قائم بالات اصولوں پر چلائے وہ شرک ہے۔ غرض مادہ کو ہمارے کی تپاں اور گہرائی توحید سے حاصل ہوتی ہے اور توحید کا راستہ دین ہی دکھا سکتا ہے۔ دین کا منبع صرف مرد خدا کی ذات ہوتی ہے۔ محض عقل اور تجربہ گاڑی گئے ہیں ہیں ہاکہ و فکس۔

صیغہ بننا ہے تو اسلام اختیار کرو۔

توحید اور ایمان کی بنا پر پاکستان کے نام کی پہلی شرط یہ ہے کہ جو گروہ اس کوشش کا علمبردار ہو کر نکلے پہلے وہ خود اپنے عقائد اور نظام زندگی کو کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھالے۔ طاقت پاکستان پارٹی کا ایک چھوٹے نمونہ پر خلافت بنالاری ہے۔ مغرب کے لٹینی پارلیمنٹری طریقہ کار میں وقت ضائع کر کے بجائے اپنے بہترین مرد خدا کو اپنا خلیفہ مقرر کر دینا چاہئے اور جب تک قوم کوئی اس سے بہتر فرد نہیں ملے اسے مقرر خلیفہ امر کی پوری اطاعت کرنی چاہئے۔

ایسی جماعت کے پیچھے دو بڑے فرائض داخلی و خارجی اور رابطہ عموم کی تحریک ہوں گے۔ اول انداز کر کے نئے یا رد رکھنا چاہئے کہ مقلد یا نہ کرے کہ اس کی صلاح کا بہترین طریقہ میر کی شخص مثال ہے۔ موخر انداز کہ مقصد کی کامیابی جماعت کے کارکنوں کے کردار اور مقرر زمین کی قوت، ایمان پر ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے انقلابات خطابت کے دور سے پیدا کئے جاتے رہے ہیں۔

قرآن مجید کی قرأت اور ترجمہ شائع و لاؤڈ تاکیک کا استعمال، تبلیغ کی ترتیب، جماعت کے رضا کاروں کی ایک ہی دریاں اور جو کچھ اُس و مہ سے سمجھا جا چکا ہو اس کو قلم سے دماغ میں راسخ کر دینے و بے پودہ بات، سب آلات رابطہ عموم کے لئے استعمال کرنے چاہئیں۔

یہ لکھ کر بتائے کی ضرورت نہیں کہ جماعت کے امیر یا قائد کو کس طرح مختلف شعبوں، گاؤں اور مکتوب میں اپنے مرکز قائم کرے کیسے ورے کرے چاہئیں۔ اس طرح اپنی شخصیت اور جماعت کی عظمت کی نمائندگی سے لوگوں کے دماغ کو رفتہ رفتہ علاقہ کے تمام محکموں اور، رتبوں

پاکستان یہاں ہے۔ رکھے گا؟ ﴿106﴾ د نا محمد عبدالستار صاحب داری

پر قبضہ کرینا چاہئے اور کسی طرح چاہے کروں کو ہر جگہ ایک ہی ہمارے عظیم میں منظم کر دینا چاہئے۔ یہ ہائیکس خود اس کی مرستہ اور دہانت اسے مناسب موقعوں پر سمجھتی رہیگی۔

جب جماعت کا ایمان اور وقت ایک خاص مسئلہ حاصل کرنے کے لئے ہمارے ہر طرح جس طرح ہم سے پہلے ایک دفعہ ہندوستان پر قبضہ کیا تھا۔ جس طرح وہ ہم سے چھینا گیا تھا۔ اسی طرح وہ ہمیں واپس بھی مل سکتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے آج مسلمان اور بدست الہی اور تسلط نے انراض کے درمیان صرف خوب ڈولار دو ہزار کی ایک دایہ رکھتا ہے۔ اس دایہ اگر انہم مفتاحہ اور حیدر ایمان سے ہی توڑ سکتے ہیں۔

عملی پروگرام۔

سب یہ تو خوب واضح ہو گیا کہ ہم پاکستان میں توحید و ایمان کی بناء پر خلافت اسلامیہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ ہندوستان میں ہمارے کوئی مناسب روحانی خلافتی معشری اور تعلیمی طور پر ہماری اس آمد کو روک نہیں سکتا صرف قبضہ یہ ہے کہ کوئی اور اقتصادی اور نظامی طور پر فرنگی اور بیرونی اور شریعت فروشوں کو اس کے سامنے میں حائل ہیں۔ اس کا علاج ہم سے وہ یہ تجویز کیا ہے کہ ہم سب دشمنوں سے پھیل کرے یا ان کے جذبہ درونجات اور سوہ جہلانہ کی مطابقت سے اپنے حقوق ثابت کرنے کے بجائے خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں اور رانا کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ تو بڑا لیبر اور ہمارے ایک فیصلہ ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ ممکن بھی ہے ہم کس طرح اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے؟ جو جو نظام نظر انداز کیے کیا جا سکتا ہے؟ موجودہ ہے کی اور چاروں میں مناسب دشمنوں کا مقابلہ کیونکر ہو گا؟؟؟

V۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے ہمیں پہلے اپنے دین کو بچھنے کی ضرورت ہے۔ توحید کے کیا معنی ہیں دوسرے کا کیا مقام ہے: پانچ ارکان دین روحانی، اخلاقی، جسمانی، الفرائض اور جماعتی راہ یہ نگاہ سے کیا نوعیت اور اہمیت رکھتے ہیں، شریعت کا زندگی میں کیا منصب ہے، اللہ میں کیا کچھ ایسا رہے وال ہے اور کیا وقت وقت اور زمانے کے ساتھ بدست بدلے جانے وال۔ یوں جب ہم آئندہ اسلامیہ کی بنائے تشکیل اور تشکیل سمجھ گئے تو ہم سے پہلے پاؤں پر کھڑے ہونے کا طریقہ دریافت کر لیں۔ اب صرف یہ ہوتی رہ جائے گا کہ ہم اس طریقہ پر عمل کرتے ہوئے خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں

دوسرے سوال ہے اقتصاد، یعنی اخلاقی اور روحانی طور پر جماعتیں کا مقابلہ کر کے درہمیں رک

پاکستان یہاں ہے۔ رکھے گا؟ ﴿107﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب داری

دینے کا۔ اس کے لئے ہمیں اپنے صلیب حیات کی رعایت سے اس ملک کے حالات کا جائزہ لے کر یہاں پر مخصوص اقتصادی، نظامی اور روحانی نظام کھڑا کرنا ہوگا۔ یہ نظام ایسے طریقہ سے کھڑا جائے کہ تو فرنگی اور بیرونی اور شریعت فروشوں کو ہمارے ترقی روک نہیں سکیں اور نہ ہی ان کے اور وقت ان لوگوں سے ٹکر کر ہماری شہریت کوئی طاقت کو نقصان پہنچے۔

نقشہ آبادی سرحد میں پاکستان

| کل آبادی | | | | |
|-------------------------------------|----------|----------|--------|---------|
| صوبہ/قوم | مسلمان | ہندو | سکھ | اچھوت |
| پنجاب | ۲۹۹۷۱۱۳ | ۶۹۴۵۰ | ۶۵۸۸۲ | ۳۳۶۳ |
| صوبہ سرحد | ۲۷۸۸۷۹۷ | ۱۸۰۳۲۱ | ۵۷۹۳۹ | ۵۱۵۴ |
| بلوچستان | ۲۳۸۹۳۵ | ۳۱۷۳۱ | ۱۱۹۱۸ | ۱۹۱۶۳۲ |
| سندھ | ۳۲۰۸۳۲۵ | ۱۰۲۸۲۹۲ | ۳۱۰۱۱ | ۲۳۸۹۳۵ |
| پنجاب | ۱۶۱۷۲۵۲ | ۶۳۰۱۷۳۷ | ۸۷۵۷۳۵ | ۲۳۶۹۳ |
| دہلی | ۳۰۲۹۷۱ | ۲۲۲۵۳۲ | ۶۱۵۷ | ۸۰۱۸۸۰۳ |
| آگرہ | ۶۳۳۱۰۶۲ | ۲۵۸۸۹۸۵۷ | ۲۲۶۰۹۱ | ۳۶۹۸۳۵۵ |
| او۔ اے | ۲۱۸۵۳۶ | ۸۲۰۲۶۵۳ | ۶۳۲۹ | ۲۳۰۲۷۷۹ |
| بکھر | ۳۱۶۸۳۷۰ | ۲۲۱۷۲۹۹۰ | ۳۲۰۳ | ۷۳۷۸۹۷۰ |
| بنگلہ | ۳۳۰۰۵۳۳ | ۱۷۶۸۰۰۵۳ | ۱۰۲۸ | ۶۰۶۲۹۱ |
| آسام | ۳۳۳۲۷۷۹ | ۲۵۳۶۱۳۲ | ۳۳۶۳ | ۲۵۷۹۳۳۶ |
| میرٹھ | ۷۳۹۸۸۰۶۹ | ۸۶۸۲۸۰ | ۹۹۵۷۰۴ | ۲۵۷۹۳۳۶ |
| کل آبادی تقریباً ساڑھے چھ لاکھ کروڑ | | | | |

پاکستان کیا ہے اور کیسے ہے گا؟ ﴿110﴾ مولانا محمد عبد ستار صاحب دہلوی
پچاس لاکھ اثاثہ کی کمی ہے۔ حالانکہ ایک مسلمان مل کر ایک دقت چار بیویاں کر سکتا ہے اور بیویوں
اصولاً مسلمان گھرانوں میں آج قریباً ساڑھے بارہ کروڑ مسلمانوں کی کھپت ہو سکتی ہے۔ مسلمان
گر جہالت اور سفاقت کے متعلق اپنی پرانی روایات تارہ ریاقین کے گئی جیسے جیسے ہیں جہاں
راکھو تو کم اثاثہ موجود ہیں اور پاکستانی مقترب ہو سکتی ہیں۔ پاکستان کی درخیز سرزمین اس ساری
مزید آبادی اور اُن کی دولاہکی ضروریات کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

گر یہ مفکر رہی ہو جائے تو پاکستان کی آبادی قریباً ساڑھے چوبیس کروڑ ہوگی
حس میں بیس کروڑ مسلمان ہوں گے اور صرف ساڑھے چار کروڑ غیر مسلم۔

بہر حال مسلمانوں کے ہاں پردہ کی رسم کے باعث اور اس لئے بھی کہ یہاں پچاس
لاکھ اثاثہ کی تو ایک سو تیس کے حساب سے کمی کی ہے اور اس لئے گھر محفوظ ہیں۔

مذہب والا، خدا و پکار میں مرد، عورت، بچے، حدود صحت اور بہار سب شامل
ہیں۔ اس لئے ان شخصوں کے درمیان کے طور پر اٹھارہ سو لاکھ یا ساٹھ سو لاکھ رہ سکتے ہیں۔
فرست اور جوڑ توڑ سے کام لیا جائے تو کیا شاید رہنا ہی پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک ایک
اکائی درست ہوگی۔

تخریک و رجعت ۔

اوپر ہم دیکھ چکے ہیں کہ تخریک پاکستان کے اصول کیا ہیں۔ یہ یہ دیکھنا ہے کہ اس
اصولوں کی بناء پر رجعت ہندی کیسے کی جائے۔ رجعت ہندی کے بعد پھر مخالفین سے مقابلہ کی
تخریک ہوگی۔ مخالفین کو رک دے کر رجعت اور مضبوط ہوگی۔ اس مضبوط رجعت ہندی سے پھر
تفسیر عام کا سلسلہ شروع کیا جائے گا اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

بھی ہم نے دیکھا کہ سرزمین پاکستان میں مسلمانوں کی موجودہ تعداد چار کروڑ ہے
اس میں سے دو کروڑ بچے اور ایک کروڑ بوجڑوں اور بیماروں کا اندازہ کیا جائے تو باقی کم و گم ایک
کروڑ ایسے تندرست و جوان ہوں گے جن کی عمریں پندرہ اور پینتیس برس کے درمیان ہیں۔
یہ لوگ پاکستان کی اڑھائی لاکھ بڑی ہیں۔

ان کے مقابلہ میں ہی ایک چوتھائی کے حساب سے بارہ لاکھ سکھ جوان ہوں گے اور
ایک کروڑ دس لاکھ ہندو جوان۔ چھوٹے جوان تینتیس لاکھ ہوں گے۔

اگر ہمارے پیش نظر شخص اسلامی صراطِ حیات کا نفاذ ہو تو ہم مدنی تہذیب، درخیز

پاکستان کیا ہے اور کیسے ہے گا؟ ﴿111﴾ مولانا محمد عبد ستار صاحب دہلوی
میں تقریباً اسی تو ہندوؤں کے مقابلہ میں سکھوں اور اچھوٹوں، دلوں کو ہم یہاں وہ کشش کر سکتے
ہیں۔ اور اگر ہندو، سکھ اور چھوٹے سارے ہی غیر مسلم مل کر ہمارے مقابلہ پر ایک ہتھیار ہو کر
آج تک جس کی بظاہر کوئی وجہ نہیں اور سوائے ان کی ہمت کے ان سب کو ہمارے خلاف جمع
رہے گی اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جب بھی ایک کروڑ مسلمان سے ڈر کر ہمارے مسلمانوں کا مقابلہ
ہے جو وہاں پچاس کن معرکہ نہیں۔ مسلمان اس کے مقابلہ میں ایک ہو پھر بھی اسے فتح کی قراری
بشارت ہے۔ یہاں تو فقط ایک گاؤں کے مقابلہ ہے۔ پھر بڑھ چکے ہیں ان میں شامل ہیں۔ اور
ایک کی وحدت میں کوئی اور دشمن نہیں۔

مگر یہ سب تب کی باتیں ہیں جب ایک سوڑ ہتھیار ہو چکے ہوں۔ اس کا گھر چوکی
من چٹا ہو۔ درندہ اس وقت تو یہ آسام سے لے کر پورچھنا تک پھرتے پڑے ہیں اور ایک
دوسرے کی خبر بھی نہیں۔ یہ تمام انہوں سے خوراک کرنا ہے۔ دوسرے انہیں روک سکتا ہے۔ کبھی ہندو
سے گا۔

VI۔ پانچ باتیں دیکھنا ہے اور فرنگی کی موجودگی میں یہ انوکھا معرکہ شروع کیسے کیا
جائے۔ دوسرے اپنی توحید کس طرح و ہارائی جائے۔ تیسرے اقتصادی، انتظامی اور فوجی
رجعت ہندی کی گہرا سرانجام دہی جائے۔

اور اب ایک ایک کر کے سنو

فرنگی یا ہندو برہمن ہمارے اولین دشمن نہیں ہیں، ہمیں اپنا گھر ٹھیک کرنا ہے۔
ہندوستان میں اقتصادیات، انتظام سلطنت اور فوجی فکدہ کا موجودہ ڈھانچہ فرنگی کے
میں پوتے پر کھڑے ہے۔ لیکن ہم کسی موجودہ نظام سے لڑنے سے قبل اپنا طبعی نظام کھڑے کرنا چاہتے
ہیں۔ اس لئے ہمیں سب سے پہلے پناہ صراطِ حیات دیکھنا ہے۔ پھر اس صراطِ حیات کو اختیار کرنا
ہے۔ اس کے بعد داخلی دشمنوں شریعت فروش ہالوادوں اور اینگلو سکھوں سے لڑنا ہے۔ اس کے بعد
دوسرے لڑنے کا جب ہمیں یہ فرنگی دونوں میں سے ایک کے ساتھ مل کر ہمیں دوسرے کا قلع
فتح کرنا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم ہاری ہاری ان دونوں سے بدلہ کر معاہدہ کر لیں اور
پورا اپنی ترقی کا سامنا کریں۔ پھر اس شروع میں فرنگی دیکھنے پر ہمیں لگنا ہوگا کہ ہمارے مقصد ہیں۔
مسلم مہا ہند کی وحشی تنظیم۔

دراصل کسی صراطِ حیات کی بنا پر کسی گروہ کی تنظیم کے تمام پہلو ایک دوسرے سے

پاستان کیا ہے اور کیسے لگے گا؟ ﴿112﴾ مولانا محمد عبد ستار صاحب یان
 متعلق ہوتے ہیں۔ زندگی کے روحانی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، اقتصادی، نسلی اور جسمانی شعبے
 مجبورہ و مجبور ہوتے ہوئے بھی ایک وحدت ہیں۔ ان کا ایک دوسرے پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ یہاں
 ہم محض دینی اور اخلاقی تنظیم پہنچے بیٹھے ہیں مگر یہ واضح ہے کہ دینی اور اخلاقی ترقی معاشرتی،
 تمدنی اور اقتصادی حالات کی سادگاری کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ مثلاً اقتصادی فائزغ الہیاتی نہ ہو تو
 فراغت نہیں ملتی، فراغت کے بغیر اطمینان کہاں ملے گا۔ اور اطمینان نہ ہو تو توجہ کیسے مرکوز رہے۔
 ظاہر ہے بغیر توجہ کے نہ اہمیت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور نہ اخلاقی اور الہیاتی سرزمین میں
 بدایت کا راستہ نظر آسکتا ہے۔

ہاں تو یہاں پہلے دینی تنظیم کو کرنا چاہتا ہے۔ یہ یاد رکھئے کہ ۱۹۷۲ء کے رد یک دین اور
 اس کی تنظیم و زندگی کے دوسرے شعبوں سے جدا نہیں۔

۱۔ ان کے ارکان پانچ ہیں۔ (۱) کلہ (۲) نور (۳) دورہ (۴) رکاوۃ (۵) حج
 اس سارے سلسلہ کی بنیاد ایمان پر ہے۔ ایمان کے جزاء پھر پانچ ہیں۔ (۱) توحید، ۱۲
 رسالت، (۳) شہب، (۴) ملائکہ، (۵) قیامت۔ زندگی کے تمام شعبوں اور تمام پہلوؤں کی
 بنیادی حقیقت ایک توحید ہے۔ اس حقیقت پر ایمان لانا واجب رکھتے ہیں، اور اسے اللہ کی علامت
 سے لگاتے ہیں۔ ہماری زندگی اسی حقیقت کے ارسال کردہ پیغام یا دوسرے الفاظ میں ماسور
 من اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بسر ہوتی ہے۔ یہی رسالت کا منصب اور مفہوم ہے۔
 مسلمانان ہند کی دینی اور اخلاقی تنظیم کے لئے جاتی سرگرمیوں کے پانچ میدان
 ہوں گے۔ (۱) مکان (۲) بازار (۳) جلسہ گاہ (۴) مسجد (۵) محلۃ اہباب۔

اس تنظیم کی پہلی چھ شکلوں میں کی جائے گی۔ (۱) تحریک شخصیات میں تقاریر (۲) تحریک
 دعا، یہ بھی تقریریں کی شکل میں ہوں گی۔ صرف اس میں سامعین کی بجائے اللہ کو مخاطب کیا جائے گا۔
 (۳) تحریک الزاں۔ کلمات الزاں دہرائے جائیں گے اور ان کے معنی اور اہمیت واضح کی جائے
 گی (۴) تحریک نور۔ رضا کار یا کو صعب بند کر کے جو عت کی شکل میں ارکان شرذمہ کی تربیت دی
 جائے گی۔ ساتھ ہی ساتھ اجتماعی عمل، اور توجہ من اللہ کے معنی اور وضاحت اور امن نشیں کرنے
 جائیں گے۔ (۵) محلۃ قلوب۔ اس محفل میں معانی کی ترجمانی محض دینی، استدلال سے نہیں بلکہ
 مکالمہ قلبی اور تبادلاً جدہات سے کی جائے گی۔ (۶) تحریک عداوت۔ قرآن مجید کے منتخب
 اور حسب حاجت مقامات قرآن سے پڑھ کر ان کا ترجمہ اور تفسیر کی جائے گی۔

پاستان کیا ہے اور کیسے لگے گا؟ ﴿113﴾ مولانا محمد عبد ستار صاحب یان
 معاشرتی، تمدنی، اقتصادی، نسلی اور جسمانی پاکستان۔

کسی صابطہ حیات کا مفاد کامل بغیر پورے سیاسی، نظامی، اور روحی اقتدار کے
 ممکن نہیں۔ دوسری طرف ریاستی، سیاسی، نظامی اور فوجی اقتدار بچائے خود کسی گروہ کی معاشرتی،
 تمدنی، اقتصادی، نسلی اور جسمانی تنظیم کا عکس اور نتیجہ ہوتا ہے۔ انسان زندگی کے یہ دونوں پہلوؤں اہم
 و لازم حیثیت رکھتے ہیں۔ مسئلہ یہاں ہندو مت کے ریاستی، سیاسی، نظامی اور فوجی اقتدار سے محروم
 ہو چکے ہیں اس لئے یہ بات ہمارے لئے ناقابل تصور ہے کہ حکومت بھی ہماری اقتصادی یا
 معاشرتی بہتری کی بندہ کرے گی۔ ہمیں مگر اس مسئلے پر چکر کوڑنا ہے تو معاشرتی اور اقتصادی
 سرے سے ہی توڑنا ہوگا۔ کیونکہ مقابلہ ہمارے اپنے بس کی بات ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ہم یہ
 حقیقت بھی فراموش نہ کریں گے کہ جب تک ہماری معاشرتی اور اقتصادی قوت بھٹکتی رہے گی
 اور فوجی قوت پر قبضہ نہیں کر سکتی تب تک ہمیں معاشرتی اور اقتصادی تنظیم کا بھی پورا موقع نہیں
 ملے گا۔ یہ شار دقتوں کا مقابلہ کرنا ہوگا جو سیاسی اور فوجی قوت سے بھائی بھائے میں مل
 نہیں۔ مگر ان دقتوں سے چارہ نہیں۔ ان کا مقابلہ کرنا ہی پڑے گا۔ ہمارے لئے اقتصادی
 اور معاشرتی تنظیم کے بغیر سیاسی اور فوجی اقتدار حاصل کرنے کا کوئی مکان نہیں۔

بعض اوقات سطحی طور پر سوچنے والوں کو یہ ملاحظہ ہونے لگتا ہے کہ مسلم لیگ کے
 جھنڈے تلے کتنے کاموں کو انجام دیا گیا ہے۔ یہی مسئلہ ناہم ہندو کو انگیزش دینا کہ پاکستان جائے گا
 یہ ایک سخت مبالغہ فطرتی ہے۔ اور تو خود مسلم لیگ کی اہمیت اس کی آجی جدوجہد کے باعث
 نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ اس نے پاکستان کے تصور سے مسلم کی علیحدگی کا حساس پیدا کیا۔
 دوسرے بالخصوص محال مگر بھی انگریزوں نے خالی مجبوروں یا بین الاقوامی دباؤ سے مجبور ہو کر
 ہندوستان چھوڑنے پر آمادہ بھی ہو جائے اور بڑا بہمن بھی حاتم اور لقمان کی قبروں پر نجات مار کر
 ہندوستان کی تقسیم پر تیار ہو جائے تو یہ پاکستان جس کی کمر شریعت لڑش نوب کے بوجھ سے دی
 ہوگی اور مارغا میں بابو درانی کو ٹھنڈا کاٹھا ہوگا۔ کتنے دن رندہ رہے گا۔ نہیں نہیں! ہم چنی
 جدا گانہ معاشرت اور معیشت تیسرے کے بغیر کبھی بے جدا گانہ صابطہ حیات کے لئے سیاسی اور فوجی
 اقتدار حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ انش اور ناگزیر ہے۔

اب اگر پاکستانی معیشت اور معاشرت کی تعمیر ہمارا فرض اؤتیں ہے تو پہلے ہندوستان
 کے مسلمان کے موجودہ معیشت اور معاشرت کے مسائل کا تجزیہ کرنا ہوگا۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿114﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب مدظلہ العالی

اس مسئلہ میں ہمیں تین مسائل درپیش ہیں۔

اول تو معیشت اور معاشرت دونوں کو اس پر اسلامی صراطِ حیات کی بناء پر اس طرح منظم کرنا ہوگا کہ گھر کی محنت زیادہ نہ ہو، واکم نہ ہو، سیاسی و اجتماعی سرگرمیوں کے لیے فارغ رہاں اور فراغت مہیا ہو جائے۔

دوسرے اسلامی احادیث کی سباحت میں یہ ہے کہ ہمارے آبادی بھر ریلوے اور گاڑی سے زیادہ پڑھ سکے۔ تیسری تو ہم اپنے سنجیدہ کام کے لیے کام کرنے والے سے کافی تعداد میں شہداء اور غازی مہیا کر سکیں گے۔

تیسرے انگریزی حیثیت کی جہاں اس طرح تفریہ ملی ہے کہ خدائی قصہ و خواہی سیاسی اور فنی اقتدار کا پیش جہر ہو۔

موجودہ ہندوستانی مسلمان کی مصروفیتیں۔

آج کے دور میں ہمارے ملک میں بھلے مسلمان کی حاجی زندگی کا تجربہ نہ ہو جائے تو اسے جدید دین پر مصروفیتوں کے شعلے میں گر جاتی ہے۔

(۱) فکر معاش۔

یاد تو بخار مہنگے سے کرشم تک جاتا تو محنت سے چمکھو، داتا سے یہ گھنوں میں سر دے کر میٹھ لپیٹوں کو روک رہا ہے۔ یا رشتہ داروں اور قصبوں سے دوروں کے چکر کاٹتا رہتا ہے۔ دن بھر کا کھانا مدت و کھانا ہے تو یہ پیت بھر کر روٹی مٹی ہے نہ کسی اعتراض کی سکت ہوتی ہے اور یہ روٹی کی معیت کی منگ رہتی ہے۔ گھر بھلا آئی ہے تو دھوا دھر کے شوق سے کڑے ایک فطریہ دماغ اور مردوں کے ساتھ سوچا جاتا ہے درویشین یا شگرین کی خواہش سے تنہا کی سوزش درد کرے کی کوشش میں خاں جیب کو ورہیلی بنا کرتا ہے۔ یہی کاموں اور استیلا کے سبب پر ہوا رہے ہیں۔ معاشی اعتبار سے جو چہرہ پر مردی اور گھنوں کے سامنے مدحیر ہوتا ہے۔

(۲) پرورشِ طلباء۔

مہنگے معاشی حالت کی سبب خودی سے پندلیوں سرسری ہوتی ہیں کہ سورتے ہوئے بچے میاں کو ہار دے جاتا ہے اور بچا سے بچتی ہوں بھی کوڑ کڑ کے دس دھاتا ہے۔ یہ تو خیر صبح و شام ایک دو گھنٹہ کی معیت کاٹ کر ہر چلے جائیں گے لیکن گھروں میں بیویوں بچوں سے ہاروں نہ ہتھل کی تیار رہی کریں ہے۔ گرمیوں میں تو اور گرمی دے دے ہر سات میں صحت و سرمدیوں

بہارِ حیات

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿115﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب مدظلہ العالی

میں مختصر قی ہوں نہیں جاوں کو بہتا ہے۔ جب بھوک ستا ہے مگر تکی پینہ چکے ہوئے کپڑوں کو شہر پر گرد جاتا ہے۔ یہ سردی کی لمبی تکی ٹھنڈے ستر میں زکام و سہنجوں کے ساتھ سردی پتی ہے تب پاکستان سے زیادہ کورستان کی طلب ہوتی ہے۔ اس وجہ میں اپنے ہونے چکے کون قائل فکر کام کر سکتے ہیں۔ یہ والدین کی پرورش و طلب کے لئے کوئی ذکاوت باقی نہ جاتی ہے؟

(۳) سوا سے ملانا۔

بچوں کا علاج کرانے سے جب بھی گھر کے سودے خانے ہیں۔ سبھی بکلیاں، آٹا، مرغ، مصلیٰ، چار، دھن، در چمچ لپٹے گا کیا۔ سری داں شاکہ گوشت ٹھکانے ہوئی ہے کچھ فراشوں ہو، پیسے کم ہیں، اور ہر گز مہنگی چیز خرید نہ میں اتنی محنت نہیں ہوتی گوشت دس دو ماہ پر آجاتی ہے۔

(۴) گھر کی صفائی۔

ہاؤس کی مصروفیت تو دیر میں۔ سب بیویوں کا تقسیم اوقات ملاحظہ ہو وہ گھر کی صفائی بھی ہے اور دھوئیں بھی اور ہاؤس بھی اور۔ آپ اس سے بھلا دو جاتا ہے۔ کپڑے دھونے اور۔ چوڑھے نوٹیک۔ آج کے بچوں کو بھانا ہے کہ یہ بچہ نہیں کہ ہندوستان کے مسلمان ہاؤسوں میں مصروفیتوں کے پاکستان کے مطلق سچ بھی ہے۔ پتے کا وقت نکال بیٹے ہیں۔ کیا یہ تعجب ہے کہ ہماری قوم کی وجہت عدم مدد سے۔ کیا یہ تعجب نہیں کہ ان میں ابھی تک اتنی حرارت باقی ہے کہ انہیں غلام ہیں اسے ایک غلام معاشرت کے غلامی میں بکھر رہا ہے۔ یہ ہم پر ہندو متور ہیں گے۔

(۵) کھانا پکانا۔

بیوی سے بھی کھانا پکانا ہے

ہندوستان میں کھانا پکانا شانہ و نام، یا سے زیادہ مشکل ہے معاشی اعتبار سے۔ ہر گز پکے گا۔ آٹا عینہہ گوندھا جائے گا۔ پھر چوڑھا کر ہوگا، رویاں نکلیں گی، ہری کافی چائے گی، ہنڈیا چہرے کی گھنٹوں اس کی نگہداشت ہوگی۔ ان میں سے ہر ایک سے خود ایک مہم ہے۔ صبح و شام کھانا پکانے میں شانہ و نام جتنا وقت صرف کرتے ہیں؟ یا کا اور کوئی ملک یہ کرنا ہوگا یہ سب نے در و در چ کی معاشرت میں قبول نہیں۔

(۶) سینا پر وٹا۔

بہارِ حیات

پاکستان کیا ہے اور یہ بے گناہ؟ ﴿116﴾ مولانا محمد عبدالستار جہاں پناہ کی

میں ہوں گیا بیوی گھر کی رورن بھی ہے۔ اس نے بچوں کے کپڑے بیٹے ہیں،
پتے اور اپنے خاندان کے کپڑے بیٹے ہیں۔ گھر والوں کے کپڑے بیٹے ہیں۔ ستر کی چادروں کی
مرمت کرنی ہے اور یہ در ہے کہ تار سے بھی بچوں سے سوئے نہیں دیا۔ اس کی صحت ٹھیک نہیں۔
اس کے شوہر کو اس کی دلہن کی فرست نکلی۔ اس کا بیٹ بھی میر نہیں۔ کڑا گھروا ہے بھی یہ
ہی رنگ سے پتہ چلے ہو چکے ہیں۔ گھر میں فٹنگ نہیں۔ چاروں طرف بد مزگی کی بد مزگی
ہے۔ پھر گھر میں اتنی جگہ بھی نہیں کہ لنگ بٹن کر بیٹا پوتا کر لیں۔ وہ بھڑانے تو آ لنگ بیٹہ کر چار
آ لہوئی پٹا نہیں۔ نہیں سب کا اکٹھے ہی کچھ لگتا ہے۔

یہ ہیں مسلمانوں کی جاگلی مصروفیات۔ کیا ان میں اصلاح ممکن نہیں، کیا دوسرا معاش
اس سے زیادہ بھی نہیں بنایا جاسکتا۔ کیا بچوں کی پرورش کے نئے عمل جن کی یہ عظام نہیں کیا
جاسکتا کہ وہ ہاں آپ کے لئے دیا جائے۔ کیا آدھ مارا اور ملازم صرف امیر لوگوں
سے سے مل سکتے ہیں۔ غریب آہن میں کام ڈال کر یہ نہیں کر سکتے کہ ایک محلہ کے بچوں کی
گھبراہٹ کرتے تو دوسرے سب کے سودے لادے۔ اس طرح کتنا وقت بچ جائے، کام کتنا
آسان ہو جائے رنگ سے کتنی فلیٹیں دور ہو جائیں، یہی فرحت ہو جائے۔ مسلمان بیٹے کے
نئے سستی کشش ہو جائے۔ اسلام جو قابلیت کی برکتیں پیش کرتا ہے اس کے ساتھ دین کی امتوں کا
خلافہ ہو جائے۔ اگر ہمارے بہتر بننے حلیہ نہ ہوتے، اگر ان سے چوری کا غم نہ ہوتا تو دنیا سے
صرف گندگی مٹانے کا کام نہ دیا جاتا، وہ سارے گھر صاف ستھرا کر کے پھر رہ سکتے تھے۔ اس
صورت میں شاید ہمیں انہیں دو گنی تنخواہ دے سے بھی دریغ نہ ہوتا اور شاید پھر وہ اتنے غلیظ بھی نہ
ہوتے اور انہیں چوری کی بھی ضرورت نہ رہتی۔ محلہ میں دس گھر ہیں تو میں چوبیس جلتے ہیں کیا یہ
ممکن نہ تھا کہ حور والا سب کی روٹی پکا دیتا۔ یہ لوگ حادی وقت میں کچھ کام کر کے، تنہا کہ بیٹے کرتو
داے کا پیٹ بھی بھر جاتا اور خود بھی پڑے۔ آگے منہ تھمسنے سے بچ جاتے مگر مصیبت تو یہ ہے
کہ دکان کا ٹھکانا گھر جتنا صاف اور چھان نہیں ہوتا۔ آخر کیوں نہیں ہوتا۔ کیا گھر میں کوئی نظم و ن
ہے جو دکان میں نہیں۔ ہاں وہاں اتنی توجہ نہیں۔ کیا اس کا علاج یہ نہیں کہ جب سارے محلہ والے
خاندان کا سامنے سے منگو کر لیں تو دکان کی آمدنی بڑھ جائے اور اس آمدنی سے وہاں دیات دار
اور فرض شناس آرمی مقرر کئے جائیں جو گھر جیسے ہی بلکہ اس سے بہتر کھانا تیار کریں، پھر کیا ہماری
قسمت میں گندم کی مجلس ہوگی روپیاں اونٹنی ہوئی دیں اور سہرے یا ان کی مجلس ہیں۔ کیا سنے ہی
شرع سے پہلے اور آخر سے اور دودھ مہیا نہیں ہو سکتے، کیا موجودہ طریقہ سے کچے ہوئے کھانوں کی

پاکستان کیا ہے اور کیسے۔ گناہ؟ ﴿117﴾ مولانا محمد عبدالستار جہاں پناہ کی
سب سادہ اور آسان غذا اور پادہ دینے اور نوت بخش نہیں ہوتی، کیا یہ بارہ مصرعے لاری جڑ ہیں
کہیں ہمارا غذا کا سارا تصور اور عادت ہی تو غلط نہیں۔ پاکستانی پارٹی کے نمبر سے طریقے سے
رنگ کی برکریں گئے۔ بیٹے کھانے کھا دیں گے۔ ان کی سحرش بھی ان کے خیالات کی طرح
جوان اور تیار ہوگی۔ یہ بھٹکی ہوئی روٹیاں اور بے شور بے دلی ترکاریوں کا تھکن بوسیدہ ہو چکا
ہے۔ ہم خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع نہیں کریں گے۔ ہمارا عقیدہ تو حیدر پٹنی ہے۔ کسی کو حیدر جو
ہمارے تمام خیالات پر حاوی رہتی ہے۔ ہم اپنی رنگ کی بنا بھی ایک تو عید پر بھیجیں گے جس میں
تمام ضروریات ایک دوسری سے متحد کر کے ان کا عدا کیا جائے گا۔ اگر ایک بڑا چھوٹا جلا کر
سارے محلہ کے لئے چار پانچ آدمی چکی سے لگائی جاتی ہیں تو ہم نہیں چوبیس جلا کر
کیوں اپنا سہ بھٹیں، وقت ضائع کریں اور دوت بد کریں۔ ہم مل جل کر گھر میں مصروفیتوں میں
کیوں اس طرح ہاتھ نہ مٹائیں کہ سب کو بارہ سے پادہ فراغت ہو کر آرام ملے۔
پاکستانی پارٹی کے ذریعہ معاش۔

یہ تمام تہذیب و عرفیہ مسائلوں کے لئے ہیں۔ کھاتے پیتے لوگ بے شک اپنے گھروں
میں بند نہیں، لیکن جن کے پاس یہ طاقت نہیں وہ کیوں سدو سارا سہا اختیار کریں۔
پچاس اسی یہ دیکھیں کہ ہادی جماعت کا ایک عام ڈکن کیا پیشہ اختیار کر سکتا ہے۔
جماعت کو سارا تمام پیشوں کے متعلق مفصل اعداد و شمار اپنے مرکزی دفتر میں رکھیں چاہئیں۔ یہ نہ ہو
کہ ایک علاقے میں جماعت کے اتنے ہو کہین ایک ہی پیشہ شروع کریں جس کی وہاں کچھ نہ ہو۔
یوں خود بھی نقصان اٹھائیں اور اپنے بھائیوں کو بھی نقصان پہنچائیں۔ یہ بھی نہ ہو کہ کسی علاقے میں
کسی خاص پیشہ کا قور رہی ہو جائے۔ نہ کوشش یہ ہوئی چاہئے کہ تمام سرزمین پاکستان میں
پاکستان پارٹی کے تمام اراکین کی تمام ضروریات کی کفالت پارٹی ہی کے مختلف اراکین کی
وسعت سے ہو۔

پیشہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کا براہ راست وسائل بطرت سے واسطہ ہوتا
ہے۔ جیسے کھیتی باڑی۔ یہ اصل پیشہ ہیں۔ دوسرے مہنوی پیشے جن کی تہذیب دوسرے پیشہ پر
ہوتی ہے۔ یہ مثلاً زیادہ پیچیدہ ہوتے ہیں مثلاً ماہوکار روپا آڑتی۔ مسدیرہ ایل نہرست میں
زیادہ تر اصلی پیشہ درج کئے گئے ہیں۔ یہاں کو با مع وضع نہرست تیار کرنے کی کوشش نہیں کی
گئی۔ صرف اشارات مہیا کر کے لئے اسالیب میں کی عام ضروریات مد نظر رکھتے ہوئے

پاکستان کیا ہے؟ ریٹے بے گار 118 محمد عبدالستار صاحب

موسلموں کے پیشے گنوا دیئے گئے ہیں۔ جو عت۔ حد میں تقصیرات صفا کرتی ہے۔

(۱) کسان۔ یہ بڑا قاسم ہے پر ناداروں کی پیشہ ہے۔ جو عت کے جوار نہیں بھینتی ہادی جانتے ہیں اور اپنی زمین بھی رکھتے ہیں وہ اپنی رہتی ہیں جو کام جاسے ہیں انہیں زمین میں نہیں روک کر یہ پرہیزگار پر جیسے بھی شخص ہوا اسی حاصل کر کے کام۔ یہ بھینتی عت کا دستہ۔ ہوئی جائے۔ اس سے پیچھے بہت بڑی تھوڑی ہو۔ حد یہ نکات روحت سے مدد پا جاتے نصیبیں اس طرح اگالی جائیں کہ بیثبات مجموعی پاکستان میں کسی اور کی پیداوار کی کمی نہ رہے جو چیز پر ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں انہیں جو تو مت کے امکانات سے رکھنا ثابت کیا جائے۔ آج کہیں اربوں پر یا سڑک پر شہروں سے باہر سو کجا میں تو تیزوں زمین میں اس نظر کرتی ہے۔ پاکستان کا چچہ چہرہ یا بھینتی ہادی ہوگی یا جنگلات یا نگہداشت ہوگی یا غلات لگے ہوں گے۔ یا آب کی ہوگی۔ قدرتی زمین ویران کے لئے کھلی فصل لگ جائے کے بعد جو عت میں سب دامنوں پر خرید سے اور اس کی فروخت و تقسیم کا بندوبست سے پاکستان کا کسان اپنی بھینتی کا ایک دامن ہے دشمنوں کے ساتھ لڑ کر رہ جائے۔ حکومت جبر الگنا وصول کرتی ہے۔ سے عقد و قود سے کر لیا جاتا ہے ہم اپنی گندم ہادی اور دوسری اور گی پیداوار کو اپنے سے و در در حصوں تک بھیج دیں گے جو باقی رکھ لیں گے میں رنگ اور بہا بہا میں اور شریعت مریش اوب و رنگو ٹھکانا سے جب تک میں باقی شرطیں نہ ملوا لیں گے انہیں کچھ نہ دیں گے۔ میری بھوکے یا انگلیں یہاں سے جو عت کے کے کم تک و ہماری شرطیں مالیں۔ اسی طرح مسلمان صرف پاکستان کسان کا پیدا کیا ہوا تاج کھائے گا۔ باقی میرا پاکستان خودی اکائیں اور جو اکی بھالیں جب سارے سات راز مخلوق میں مقصود راہ کرے گی۔ چھوٹ اور کھو پے ساتھ ملے گی اور ہوشمند ہوا بھی ہمارے ساتھ ہوں گے تو کچھ بہا بہا فرنگی بہت رہے گا۔ سے نہ شک نہیں گئے یہ پاکستان حاصل کرے گا ایک طریقہ جو مسلمان کے پے ہاتھ میں ہے۔ نہیں کشش کر بھی سکتے ہیں؟

(۲) بدھ متی۔ کلہو کا ہر قسم کا کام یہ پیشہ کر رہ گئے مسلمانوں کے گھروں میں صرف پاکستانی تجارتوں کا ہونا اور فریج استعمال ہوگا وہ ہماری قدرت کے مطابق ہی کر رہی ہیں۔ میرے سنے چہ کئے در سے دار سے بنا میں گئے۔ وقت آئے پر یہی کارنگر ساما بہا نہ لگی یاد کریں گے۔ ہمارا انڈیا کی صنعت ہر وقت مدد ملتی ہے۔ ۱۲ سے پاس ۱۰۰ ہا ہے۔ ہم لکری سے صنعتی پیداوار کر رہے۔ آخر وہاں کے جنگلات کو پاکستان ہی میں ہیں۔

پاکستان کیا ہے؟ ریٹے بے گار 119 محمد عبدالستار صاحب

(۳) لوہار۔ ہر قسم کی حالت کا کام یہ لوہار کریں گے۔ پاکستان میں کیا معدنیات

پائی جاتی ہیں۔ اس کی تحقیق بھی ہوئی ہے۔ پاکستانی باشندے صرف ودعات کا وہ سامان استعمال کریں گے ۱۲۰۰ ہادی کے کمر سے بنا ہو۔ وقت آئے پر یہی کارنگر ہادی حرا مصنوعات کی رینج کی ہوتا ہے۔ ہاں ہوں گے آخر ہمارے کارنگر کیوں۔ بدوقت و پتوں۔ مشینری۔ روٹی جیریں ہا میں کہیں انگشت اور امریکہ کے کارخانوں کی ہمارے مشینیں انہیں کسی اور ملک کے بنا کر دیں نہیں تو اس کا نام چلتا ہے ہر ہم کیوں یہ تھا کریں کہ وہاں سے سامان اوبہ رہے؟ میں اوبہ ہر کام شروع ہو

(۴) سوچی۔ چہرے عت مسلمان یہ کارنگر تیار کریں گے مختلف طبقوں کی ضروریات کے مطابق بے قسم کے جوتے ہیں گئے۔ پارٹی کے۔ بین صرف پارٹی کے رکھیں کا تجارت ہو چہرے کا سامان استعمال کریں گے جس پر پاکستان کا ہر ہوگی

(۵) تیل۔ تمام تیل وے تیلوں سے روغن نکالنے کا کام یہ کارنگر کریں گے ہم صرف اپنی جو عت سے نکالیں گے۔ روغن نکالنے کے لئے بڑے پتے چھینے اور مشینیں لایا ہوں گی۔

(۶) دھوئی۔ اس پیشہ کو اپنی وسعت دی جائے گی کہ دھوئی سے اہلی اور عرب سے غریب مسلمان بھی اپنے پارچاٹ دھوئی سے دھو کے اور سستے سے سستے دامنوں پر دھو سکے کپڑے دھو کے سنے۔ جز و در وخت کے سائیں گے شاید سولہ کا سنگ کی وسعت ریشے سنے ہیں۔ یہ ۲۰ پیسے ہوتے چائیں اور دھوے فاطمہ بھی ایسا ہونا چاہئے کہ کپڑوں کی مر پر اور شہ پڑے۔ مرہاء کے گھروں میں کپڑے دھوے گا۔ ہر ایک مسطح خرقہ کی مد ہے۔ ہم انہیں اس سے بجات لا کر خاصی رغبت میں لے سکتے ہیں۔ سرور اپنے کپڑوں کا بوڑا دانا ملک ہوتی طبیعت میں سر بلندی اور محنت پیدا ہوتی ہے اچھے کپڑے کا کھنا کرا کچھ میاں سے سوچے ہیں۔ چلے پڑے دار کا جتھا بھلا معصوم ہو۔ ہے۔ صرف پارٹی کے ممبروں سے ہی کپڑے دھوائے جائیں گے۔ یوں اس پیشہ کا مہیا بھی خاصا اونچا ہونا ہے گا۔

(۷) دروہی۔ تمام پارچاٹ کی سلائی پارٹی کے ممبر دروہی سے کرنی جائے گی۔ جو عت تمام ممبر دروہی کی کانفرنس بلا کر زمانہ مردانہ اور بچوں کے کپڑوں سے چند میاں کی پیشہ مقرر کر دے گی جن میں کپڑا تھوڑا خرقہ ہو۔ تراش خراش پسند ہے۔ سلائی و سیاہان مخلوط ہیں اور شکل بھی بھلی نظر آئے۔ ہر ملک وستان کے تمام عیر سادی ہوسات سے قیام کار ہے

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿120﴾ مولانا محمد عبد الستار صاحب مدظلہ

جب سب لوگ تمام پارچہ دردی سے ملائیں گے تو سلائی اتنی سستی ہو جائے گی کہ غریب لوگ بھی سورن کاری سے جات چاہیں گے۔ بھٹی اور تلی اور دھوبی کے کپڑے بھی دردی سہا کرے گا تو موردوروں کو قاعدہ تربیت دے کر کارنگر بنایا جائے گا

(۸) قصاب۔ پاکستان بقیہ میں یہ وہم ترین پیشہ ہے۔ جو قوم جس چالور کا گوشت کھاتی ہے اس میں اس کی کچھ خاصیت اثر کر جاتی ہیں۔ جب سب سب عاب اوٹ کا گوشت کھاتے تھے تو ان میں دل بلی کٹی، صبر و محنت اور مددگی اور غیرت کا مادہ تھا۔ جب ہم وسطیش تک پڑے اور ترکوں اور معلوں کے زیر اثر گھوڑے اور ہرن کا گوشت کھانا شروع کیا تو وہ دور مددگی اور مستقل مزاجی اور حسرت ہوئی لیکن چاقو، بنر اور ہنست پھر بھی رہے۔ پھر بھری مرغی جیسے کوڑے ملک فتح کرتے پھرتے تھے۔ جب سے افغانستان اور ہندوستان میں آکر رہے اور بکرے کھائے شروع کیے وہی بھیڑ چاہا اور بکریوں میں بھی اثر کر گئی ہے۔ فرنگی کو بھی رکھ بوسر رکھ کر ویسا ہی خوشبو دیکھ اور نیکو بنایا پھرتا ہے۔

سب پاکستان میں اوٹ اور گھوڑے تو کھانے کے لئے بیسر آئے سے رہے بہر صورت بھیڑ اور بکری کے گوشت سے احتراز کرنا چاہیے۔ اس کی جگہ ساڑھ اور بھیسے کا گوشت ہندوستان میں کاسانی میٹر بھی آکھتا ہے اور سنا بھی رہے گا۔ اس کا راج غریب مسلمانوں میں پہلے بھی عام ہے اب اور زیادہ پھیلنا چاہئے۔ لیکن ساڑھ اور بھیسے دلوں میں عداوت کے علاوہ بھڑاؤ بھی پیدا جاتا ہے۔ اس کی وجہ ان کے جسم کے ہاوی اترنا ہیں۔ اس کا علاج کچھ تو نہیں ہے طبیعوں کے مشورہ سے یوں کرنا چاہیے کہ گوشت کے ساتھ دوسرے مومعات اور مصالحوں کا حزان اس طرح کیا جائے کہ بعض جزا کا حلقہ ہو جائے۔ دسر علاج یہ کہ ہندوستان میں مرغ بکثرت پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے اڑے بھی کھائے کے کام آئیں گے اور اگر اس کا گوشت سستا کر دیا جائے تو مرغ کا جو ہر جو مردوں، پائردی اور بھنگو کی بھیسے اور ماٹھ کے ساتھ مل کر خوب کام کرے گا۔

یوں ہمارے قصابوں کی دوکان پر بھیڑ بکری کا گوشت کم کر کے کاے، بھیسے اور مرغ کا گوشت، زیادہ ہوگا۔ بھیڑ بکری سے ہم پیٹ حاصل کریں گے۔ میرے آدھ کی تجارت کریں گے۔ قصاب گوشت کی مختلف شکلیں مثلاً قیر، پندہ، چا پ و طیرہ تیار کرنے کا پور ہندوستان رکھے گا

(۹) جولاہا۔ ہم یہ رک شاز اور اچھا ہاڈا کپڑے نہیں خریدیں گے۔ ہمارے جولاہے

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿121﴾ مولانا محمد عبد الستار صاحب مدظلہ

کپاس اور پٹم اور بکریوں کے بالوں سے ہمارے نئے ہر جسم کا دن سوئی کپڑے اور کپس تیار کریں گے۔ کشمیر سے ریشم آیا کرے گا۔ اس سے ریشمی کپڑے بنائیں گے۔ کپڑے تقی مقدار میں مہیا کر دیا جائے گا کہ ہر شخص دن میں دو مرتبہ کپڑے تبدیل کر سکے۔ یہ اس طرح بھی ممکن بنایا جائے گا کہ ہاں صرف دو چادر دوں پھر ہر ایک تھوڑی دوسری ڈھیلی ڈھانی دے۔ نیکے کا تمام کام یہ کارنگر کریں گے۔ یہ ہمارے لئے قائلین اور دیوانہ بھی بنائیں گے۔

(۱۰) کھہر۔ پاکستان میں وہ تیس کم ہیں۔ یہ دھاتیں ہم پٹی مشینری اور فوجی مقاصد کے لئے استعمال کریں گے۔ ہمارے کھانے پینے اور پکائے دھوے کے تمام برتن چمکی ملی سے ہیں گے جو روئے سدرہ کے حاس میں بکثرت موجود ہے۔ اس وقت ہمارے گھروں میں وہ ہے اوتا ہے اور پھسل کے جو بے شمار برتن پڑے ہیں، سب بچھ کر تھپتھپ کر بنائے کے کام آئیں گے۔ ہمارے کھہر ہمارے لئے عورتی، بٹنیں، کپسے اور ہاڈی حارہ داری کے برتن بھی کچھ تیار کریں گے۔ بہادوں پور کی رویت سے ہم پیشہ کا سامان بھی بنائیں گے۔

(۱۱) طبیب۔ ہر طبیب کو ہوسہ، بھتی، اڑو، بھتی، پونا اور بک کی مکمل و وقت ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ انہیں انسانی علاج سے سب امراض کا بھی علم ہونا چاہئے۔ جماعت ان پانچوں علاج کے طریقوں کی پوری تفتیش کر کے ایک نئی پاکستانی طب مرتب کرے گی۔ جس میں پانی، بھاپ، اور بجلی اور خوراک اور باش سے علاج کے اصول بھی جذب کر لئے جائیں گے۔ پاکستانی پارتی کے ہر ممبر کا ہر ماہ مفت طبی سائنس کا سائنس کی چاہ سے ہوگا۔

(۱۲) حجام۔ بالوں کی پرورش اور حجامت کے متعلق حجام پور مطالعہ کریں گے۔ مل پاکستان یا تو حش حش حش رکھیں گے یا بے رکھیں گے اور ہر سر کے ہاں امتر ہے۔ سے منڈا دیں گے فرنگی فیشن کے پورے ہر گھر سے کئے جائیں گے۔ داڑھی شری رنگی جائے گی، اور موچیں بھی اس طرح کٹوائیں گے کہ نہ تک نہ آئے پائیں۔ کم رنگ ہتھ میں ایک مرتبہ ضرور حجامت ہوگی۔ یہی حجام ہر درگرم حمام بھی چلائیں گے۔ جہاں غسل کا مکمل سامان ہوگا۔

(۱۳) گوجر۔ گائے بھینس، دو بکری کا دودھ خالص اور سستا سے سستا مہیا ہوگا۔ یہ گوشت شہر سے ہر قاعدہ نوآبادیوں کا کردہ نقش رکھیں گے۔ بھینس دودھ اور بکری تیار کریں گے۔ بھنی بھی بنائیں گے۔ انہیں قاعدہ تعلیم دی جائے گی۔ وہ ان جانوروں کا پور مطالعہ کریں گے

(۱۴) شیر فروش۔ گوجروں سے دودھ، بھنی، بھینس اور بھی غسل میں لا کر پیچے گا۔ وہی بنائے گا۔ بکر اور کھو بھی تیار کرے گا۔ پڑے ٹکے آدھی یہ کام کریں گے اور بچے پیشہ کا مطالعہ کر کے

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿ 124 ﴾ مولانا محمد عبد الستار صاحب دہلوی
 نقشہ پیش کرے۔ چونکہ دست کی بجائے نہیں کوئی برآمدہ ایسا دیکرنا ہوگا جو ہم کو ملی متحدہ زمین بنا
 سکیں۔ پاکستانی پارٹی کے ہر رکن کو ایک آرم وہ ملک دو بار ملنا چاہئے جس کے فصل حاصل
 صاف منترے اور کمرے ہو اور ہوں۔

(۳۰) نقشہ نویسی۔ علاقہ علاقہ دی علی ملی سرحدیات دیکھنا کس دیکھ کر تعمیر کے نقشہ تیار
 کرے گا۔

(۳۱) منصوبہ۔ لوگوں کو ان کی تعمیراتی، ثقافتی، دھرم کا سب کام یہ کاربگر کریں گے

(۳۲) پرنٹر۔ چھپ جائے گا، ہر مہرے گا۔

(۳۳) کاتب۔ ردو فارسی اور عربی کے تمام خطوط میں خوش نویس اور کتابت کرے گا۔
 پاکستان کا رسم الخط بھی توجہ دینا چاہئے۔

(۳۴) جلد سار۔ کتابوں کی جلدیں ہانڈے گا اور اس فن کا مطالعہ کر کے اس میں ایجاد
 کرے گا۔

(۳۵) مصنف اور اخبار نویس۔ پاکستان کی اپنی صحافت اور اخبارت ہوگی اور
 بے مصنف و موقوف۔

(۳۶) کتب فروش و اخبار فروش۔ ہمارے کتابوں و اخبارات کو قلمی ملکہ فروخت
 کریں گے۔

(۳۷) دباغت۔ گائے بھینس کو ذبح کر کے جو کھالیں حاصل ہوں گی ان کو رنگنے اور اعلیٰ
 چڑھانے کے لئے دباغت کا کام ہوگا۔

(۳۸) حلوائی۔ ہر قسم کی میٹھاپیاں تیار کرے گا۔

(۳۹) شیشہ گر۔ شیشہ کا تمام سامان بنائے گا۔

(۴۰) رنگریز۔ جولاہے کے بنائے ہوئے کپڑوں کو ہر قسم کے کچے پتے رنگ دے گا۔

(۴۱) مکیٹنک۔ کچی و مشینری کا ہر قسم کا کام کرے گا۔

(۴۲) شمر فروش۔ مالی کے پیدا کردہ پھل ملکہ میں ناکر فروخت کرے گا۔

(۴۳) قوال۔ مطالب کو جدہ دت اور کیفیت کا جامہ پہنا کر خوش حالی سے سارے
 ماتحتاد کرے گا۔

(۴۴) سحر الف۔ سولے اور چوہرات کا کام کرے گا۔

(۴۵) ماشیہ۔ ماش کے لہن میں دیکھا کہ ہم پہچانے گا۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿ 125 ﴾ مولانا محمد عبد الستار صاحب دہلوی
 (۴۶) پہلوان۔ جسمانی ورزش کے متعلق تمام واقفیت ہم پہنچائے گا اور اعلیٰ ملکہ کو اس کا
 ریٹ دے گا۔

(۴۷) معلم۔ تمام مرید علوم کا مطالعہ کر کے پائنتائی بصابب تعلیم بدوں کرے گا
 اور ہمارے بچوں کو تعلیم دے گا۔

(۴۸) مرغ فروش۔ مرغ، بکیر، بٹیر پالے گا اور فروخت کرے گا۔ انڈے بھی بیچے گا۔

(۴۹) گڈریا۔ گوجر تو دوڑے کے لئے گاے ہیں اس کا گڈریا گاے، بھینس، سارو،
 بھینس، بکیر پالے گا اور بھینس کی شکل میں پالے گا ناکر دیکھ کر نے کے کام آسکیں۔

(۵۰) قہر فروش۔ چائے اور قہوہ بنائے گا۔ سکی دوکانا بے تکلف مل جینے کے لئے
 کام دے گی جن لوگوں کے گھروں میں ٹیڈر جینے کی جگہ نہیں ہوتی وہ یہاں بیٹھ کر مشوہ اور
 بات چیت کریں گے۔

یہ ہیں وہ چند چٹے جو پاکستان پارٹی کے راہنہ اختیار کریں گے۔ ان کے دکر سے
 کچھ عمارت ہوتا ہے کہ ہم ملی معاشرتی اقتصادی اور تہذیبی بہتری کے لئے حکومت کی مدد کے بغیر
 بھی کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ رہا یہ کھیں ہر دکر کے تصور کیجئے، پاکستان کے گھر میں آپ گناہ گنہگار
 ہوتے ہیں۔ جائے ضرورت سے بدلو کے بھوکوں کے بجائے گھن کے پھولوں کی جھڑیوں سے
 آپ کا دماغ تھک اٹھتا ہے۔ حمام میں جا کر غسل کرتے ہیں۔ گھر کے بچوں اور بیاروں کی
 نگہداشت عمارت کر رہا ہے۔ اس لئے بیوی بھی جین سے نہاد دھوتی ہے۔ حمام سے مسجد گئے
 مریضہ صبحکامی اور کیا۔ وہاں ملکہ کے دوستوں سے ملاقات ہوتی۔ خوش خوش مطمئن اور سرور وں
 کے ساتھ گھر وں آئے۔ کھانا پودرچی کی دکان سے چائے، مٹکے یا رکھایا اور کام پر پہنچے۔ وہاں سے
 لوہے تو قوم کی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی انگلی بھی ہے اور فرصت بھی۔ قہوہ حاصل
 بیٹہ مرد دوستوں سے مشورہ کیا۔ شام کو باغ کی تیر کی۔ گھر واپس آئے تو خانگی رنگی کا آرم آپ
 کے استقبال کو تیار ہے۔ یہ تقسیم اوقات کسی دقت کا نہیں بلکہ ایک غریب مزدور کا ہے۔ جس قوم
 کے افراد یوں خوشحال ہوں اس کی ترقی کون روک سکتا ہے۔ یہاں کپڑے بھی آسان و رسد وہ
 ہوں گے اور خود تک بھی آسان اور رسد۔ جب معیشت یوں آسان ہو جائے گی تو ہمارا اثر انہیں
 سل کا آئینہ ہو کر ہم بھی آسان ہو جائے گا۔

پاکستان میں گھر بیٹو دستکار یوں۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿126﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب دہلوی
 حسب مسلمان مردوں کوئی کسب اختیار کریں گے تو ان کی عورتیں بھی گھر بیکار نہ بنیں
 گی۔ چاہئے بھارت سے جو وقت بچا ہے وہ اس سے خاندان کی آمدنی میں اضافہ کریں گی۔
 وہاں سے جو سوداگر ملک میں گشت میں نکلیں وہ جہ سے چاہوں کی طرح کھانا پانا پاتا ہے۔ کبھی
 تو مسلمان ایک سے زیادہ شایاں نہیں ملتے۔ دہلی میں چند گھریلو دستکاروں کا ذکر کیا جاتا
 ہے۔ یہ گھریلو کمن ہیں حسب ضرورت اور حسب استعداد اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

(۱) بیل (۲) کشیدو کاں (۳) چھتر (۴) لاریا ہاں (۵) دی گھنے یا ٹوہ یاں ہاں
 (۶) دیا گری (۷) اورس (۸) گلاو ساری (۹) کلاہ ورن (۱۰) تارہ بدیت (۱۱) سو ریتا
 (۱۲) سوہاں (۱۳) اکیٹہ سازی (۱۴) چورس ساری (۱۵) چھترن سازی (۱۶) لکڑہ اور آرائش کے
 دوسرے سامان تیار کرنا (۱۷) لکڑن سازی (۱۸) سرمد ساری (۱۹) سیاہیاں بنانا (۲۰) بڑیاں بنانا
 ترکاریاں اور میوے خشک کرنا (۲۱) مرنے اور چٹنیاں بنانا (۲۲) بچوں کے کھانے سے ملنے لگنے
 بنانا (۲۳) سب اور کھانا (۲۴) محلہ کی عورتوں کی ضروریات کے سامان کی روٹا داری (۲۵) چٹنیاں بنانا۔
 غلبہ اسلام کے طریقے تھے۔

اب ہمیں صاف صاف وہ طریقے بیان کرنا چاہئیں جن سے ہمیں لڑکی اور بچہ
 پر امن اور شریعت شریفی لوہاں پر جسموں اور قصاوں علیہ حاصل کرتا ہے۔ یہ کام ہمیں طریقوں
 سے ہوگا انہی ہادی بڑھا کر دوسرے اپنی قصاوی طاقت بڑھا کر اور تیسرے نتیجے سے
 مخالفین کو پہنچے ہر جذبہ کرے۔ پہلے فزائش میں سو اس کے لئے ہمیں مدد دینا چاہیے
 اس لئے اختیار کر لے ہوں گے۔
 اول گاؤں خورنی۔

ہندوستان کے عرب مسلمان کی جیسی شہنا ایک بیوی سے سیر ہو جانے کی بڑی وجہ ہے
 ہے کہ اسے درست غذا ملے گی ہم پہنچے ہیں کہ بچے ہیں کہ ہندوستان میں بہترین غذا گائے کا
 گوشت ہے۔ اس سے ہندوستان میں اسلام کا سر بلکھتا ہے تو گاؤں خورنی اور گاؤں خورنی کو بطور ایک
 تحریک کے جاری کیا جائے۔ اس کے ساتھ یہ خورنی در موسم کے لحاظ سے مونگ پھلی، بادام
 روغن، تربور، حیرور، درنگرہ، مستحواں سے بھی شہنا اور جسمانی صحت اس درجہ خندہاں پر
 نائی جائے جہاں ایک تو گاؤں خورنی اور صاف مردکی ایک عورت سے سیر نہیں ہو سکتا
 دوسرے وجہ اندر کی۔

ہندوستان میں ہم سے بڑی معیشت تھی جو حاصل کر چکی ہے کہ ایک بیوی منہا ہی بھی

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿127﴾ مولانا محمد عبدالستار صاحب دہلوی
 مدد ہے۔ لیکن مجوزہ بالا معاشرتی نظام جس کے ماتحت کھانے پینے پکڑے ہوئے اور گھر کی
 صفائ کا انتظام جماعتی طور پر ہوگا، یہ وقت حل کرنا ہے۔ اب ہر ایک بیوی کے لئے ایک صرف
 علیحدہ مکان کی ضرورت پائی رہ جاتی ہے۔ یہ مکانات جماعت اپنے انتظام سے تیار کرادے تو
 بہت کم قیمت پر تیار ہو سکتے ہیں۔ کپڑے صرف تیار عبا اور چادر پر منحصر ہوں گے۔ گھر کا فریج
 صرف ایک چٹائی تک تخت پوش۔ ہر ایک آدھ ہر تک محدود ہوگا مسلمان کے گھر میں ثقافت کی
 صورت ہے۔ جو عریب سے عربیہ مسلمان بھی چاہتے ہیں جو مسلمان ہے

ہم نسل کشی

ہندوستان میں ایک ہی بیوی رکھنے کی وجہ جنسی استغایب و عریب اور غیر طبعی تصور
 بھی ہے۔ یہاں یہاں بیوی میں حسب مصاحبت ہوا اس کا نتیجہ سوائے مباشرت کے اور کچھ بھی نہیں۔
 ہر مذہب مباشرت صرف تو بد و تناسل کے سے ہے۔ دور۔ ایک خود مرد کی حیاست علی عام حالات
 میں عورت کی جیسی تسکین کو کافی ہے۔ یہ سبھا ہوا بیوی چاروں بیویوں میں ایک ایک رات کے
 سے تقسیم کی جاسکتی ہے۔ گویا ہر چوتھے روز ہر بیوی کو حادثہ کی حیاست میسر آجائے گی۔ یہی
 مباشرت تو ہر مباشرت نے حقیقت تو بد و تناسل کے لئے ہوئی ہے عورت میں ہمیدہ سے
 کم وقت میں براہ شریعت نہیں آسکتی۔ برخلاف اس کے مرد ہمیدہ کے وقت کے بعد بالعموم بد و تناسل
 کے لئے پھر تیار ہو جاتا ہے۔ عورت اگر حاملہ ہو جائے تو پھر میں چاروں مباشرت کے قائل نہیں
 رہتی۔ صرف محالست کی خواہاں ہو سکتی ہے۔ اسی طرح کم و بیش ایک ہمیدہ کے بعد مرد مباشرت
 کرے اور عورتوں کو ہمیں ہمیدہ کا وقت دے تو سب سے نصاب کر سکتا ہے

بہ مسئلہ۔ پیش ہے اپنی قصاوی فزائش قائم کرنے کا۔ اس کے لئے بھی ہمیں ہمیں
 وسائل اختیار کر لے ہوں گے۔

اول کسب۔ ملت کا ہر فرد اور ہر شاکر کہ پیشوں میں سے وہ پیشہ اختیار کرے تاکہ کوئی
 غلطی نہ رہے۔

دوم ہجرت۔ مختلف پیشہ وروں کو تمام سرحد میں پاکستان میں اس طرح تقسیم کر دیا جائے
 کہ کوئی علاقہ کسی پیشہ سے محروم نہ رہے اور ہر پیشہ پر گرویش اپنی مانگ محسوس کرے۔

سوم تجارت

جب ہم اپنی ضروریات پوری کرنے سے لڑتے ہیں تو جماعت دوسرے

ہندوستان میں ہم سے بڑی معیشت تھی جو حاصل کر چکی ہے کہ ایک بیوی منہا ہی بھی

پاکستان کی ہے اور جسے بے گام 128 مولانا محمد عبدالستار رحمانی

ہمسایوں کی ضرورت پوری کر کے لئے تجارت شروع کرے۔ مگر ہمارا نظام معیشت بہتر ہے تو ہم خود کم قیمت کر کے بے گاموں کی دیا و محنت خرید سکیں گے۔ پوس ۱۰ جلد ہمارے صحت و تندرستی آجائیں گے۔

اس پر اس شخص کا۔ اور تو جب ہمارا نظام یہ ۱۰۰۰ مہ اور اعلیٰ ہوگا تو حور و غرور ملک اس کی طرف کیجئے آئیں گے اور ہماری برادری میں شہرت کے خواہاں ہوں گے۔ دوسرے ہم ان کے سامنے ان کے توہمات کا تجزیہ کر کے اپنی عقائد کی برتری واضح کریں گے۔ تیسرے جیسے جیسے ہمارے صحابہ حیات کو فائدہ حاصل اوتا جائے گا ہم دوسرے صحابہ حیات کو مستزاد کرے جائیں گے اور جہ سے نہیں بلکہ از خود۔

نیکو دایمان طریقہ کار ہے جس سے ہم اپنی تقدیر کی تعمیر خود کر سکتے ہیں۔ اس کے سوا ہر سب طریقے دوسروں پر بھروسہ کرنے ہیں اور جو دوسروں پر بھروسہ کرنا کبھی پورا نہیں ہوتا۔

ایمانی طریقہ کار سے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے آخری مرحلے۔

ایمانی طریقہ کار کی جو ذرا بال رہی اور تعدادی تعمیر کا پرانہ مومن چند دہائیوں میں چور ہو جائے تو اس کے بعد چاہے فرنگی کوئی جمہوری یا پارلیمنٹری نظام ملک میں رائج کرے۔ ہمیں سرحد میں پاکستان میں اس کا پانچ گونے میں دیر نہ لگے گی۔

درحقیقت آج ملک میں کانگریس اور مسلم لیگ سمیت جتنی بھی سیاسی تحریکات چل رہی ہیں، پھر خود دیکھا جائے تو سب دانشور یا دانشور فرنگی کے ہاتھ میں تھیں رہی ہیں۔ پہلے فرنگی ہم روس یا سوویت گورنمنٹ یا ڈوٹھنٹینٹس یا کھل آر کی ٹائیک پارلیمنٹری اور آئینی تصور پیش کرتا ہے۔ ہم اپنی امتیں اور آرزوئیں خواہ وہ اس سے ذہنی دیاں میں ترجمہ کر کے پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر فرنگی خود ہی اس تصور کے حصول کے لئے کچھ طریقے بھی ہمارے ہاں میں بند دیتا ہے۔ ہم اسی کے بتائے ہوئے ڈھنگ سے بھیک اور دعا مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ بالآخر ہماری آرزو بھی سچ ہو جاتی۔ اور فرنگی فرنگی تو یہ کیا یاں ہے اس سے طریقہ ہی یہ تجربہ کیا ہوتا ہے کہ وہ زمین میں جمل ہوگا۔ سہا ہے گی۔

مثال کے طور پر۔ مسیحیوں اور دونوں کا طمس و حطہ ہو۔ اول تو وہ اس میں طبقہ کوٹتے ہیں جس نے فرنگی تعلیم پائی ہے۔ فرنگی لوگ ان کو داکرنا ہے۔ کسی اور طرح فرنگی کا المومنا روہ ہے۔ باقی اسی یسوی عوام کے دوت ان در وہ ہیں۔ پھر یہ دوت ایسے حلقوں میں تقسیم

پاکستان میں ہے اور کیسے بے گام 129 مولانا محمد عبدالستار رحمانی

کئے جاتے ہیں جہاں کسی۔ کسی پھر پھر سے فرنگی کے عقائد میں کی کثرت لایا جائے ان ملکوں کے ساتھ سبھی نے سمجھنا ہوا تھا کہ فرنگی کے نافرمانی کے نافرمانی آئیں گا کچھ ورنہ سے حرم کرتے ہیں۔ دنیا میں کون گنہگار ایسا ہوگا جو دشمن کی تجویز کو نہ چاہیں اور دستور کو نہ کرے جنگ لڑے لیکن ہندوستان کی تمام سیاسی پارٹیاں اور اسمبلیاں ایسے ہی آئیں گے کہ ان سے ہر پر ہیں۔ اس میں بلایا ہوا سن بھی شامل اور شریعت فروری خواہ بھی۔

یہ درست ہے کہ ایمانی طریقہ کار سے کام کرنے والے بھی جب سیاسی اقتدار کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے تو فرنگی کے مسلط کردہ قوانین اور رسوم کو شروع میں ہی بالکل نظر انداز کر سکیں گے۔ لیکن گروہ ہوگا تو سراسر جمہوری کی حالت میں اور کم زور ہماری طرف سے پارلیمنٹری آداب ملکی میں کوئی کسر نہ رہے گی۔ ہم صرف سماجی نظام قبول کرتے ہیں اور باقی سب انتظامات ہمارے نزدیک پابندی ہیں۔

یہ سب کچھ کیسے ہوگا؟ ہم پہلے یہ چاہتے ہیں کہ یہ کیسے کیسے ہو جائے۔

پاکستان کی ذہن سمائی ہے تو مسلمانوں کی باہمی پھوٹ و دور کرنے کی کیا ترکیب سوچتی ہے؟

مسلمانوں کی تنظیم کے رستے میں اس کے مختلف فرقوں اور پارٹیوں کی باہمی جوتی پیر اور ایک بڑی رکاوٹ بھی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کو کسی وچھپ کام میں مسہلہ کر دیا جائے تو ان کی شرارت کی عادت دور ہو جاتی ہے۔ طے ہوا کہ اس ہماری باہمی مادی و معنوی سبب یہ ہے کہ ہمارے مذہب ہمارے لئے کون اور کون کام تلاش نہیں کرتے۔ مثل مشہور ہے مرد بیمار یا شوق ڈرو یا شور بیمار۔ جب ہمارے تعمیر پر مگر ہم پر چورے دور شور سے عمل شروع کر دیا جائے گا تو لوگوں کو اپنی فرصت ہی نہ ملے گی کہ باہمی جھگڑے چکاتے پھریں۔

مسلمانوں کی مایوسانہ ذہنیت کیسے دور کی جائے؟

مسلمانان ہند کی مایوسانہ ذہنیت کا بڑا باعث ان کی مسلسل اور پے در پے ناکامیاں ہیں۔ غدار اور نا اعلیٰ ہندوؤں سے قوم سے بڑی بڑا قراہیاں کر کے ان کے لئے کچھ حاصل نہ کیا۔ اب مگر قوم کا خاتمہ نفس منظر ہو گیا تو اس میں قوم کا تصور نہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے چھوٹے چھوٹے معاملات کی حل کش قوم کے سامنے پیش کیا کر لیا جائے۔ پھر ان چھوٹے

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿130﴾ مولانا محمد عبدالستار جباری

معاہدات میں کامیابی حاصل کر کے یہ کامیابی ہم امت کے ساتھ متعلق کی جائے اور قوم کے سامنے پورے زور سے پیش کی جائے تاکہ ان کے حوصلے برقرار ہو جائیں۔

قوم کی مشکلات بے اندازہ ہیں لیکن اگر ہوشیار قیادت مہم آجائے تو خطابت اور فراست کے دروازے یہ مشکلات کا طواری قوم کی بیداری کا سماں بن سکتا ہے۔ عوام کو دہشیں کرا دینا چاہئے کہ ان کی دشمنی بھری اسلامی صلیب حیاتِ قافلہ پر خیر کے درختوں کو کٹائیں۔

فلاحی جماعتوں اور رشوت خور لیڈروں کا علاج :-

آج تک مسلموں کی جدا گانہ تنظیم کے رستہ میں بڑی رکاوٹ دو جماعتیں رہی ہیں جو فساد کے ساتھ اشتراک عمل رکھتی ہیں۔ ان جماعتوں میں ولادار الیہا فریگ بھی شامل ہیں اور پرستار بھی۔ اس لیے لیڈر بھی کچھ کم ضرور ساس جاہت نہیں ہوئے جو حسبِ منفعت کی خاطر دھرم سے ادھر ادھر سے ادھر ہوتے رہتے ہیں۔

ہماری رائے میں ان لوگوں کو بغیر ردار سے پھیلنے والے مسندِ نبویں اسباب ہیں۔

(۱) وہ حامی مسلمانین کے مذہبی جذبات کا پورا لاکھ اٹھاتے ہیں۔

(۲) وہ اسلامی حیات کا رشتہ کانگریس کے نمائندگی نصب العین سے جوڑ کر بافرنگی معاہدہ

اسلامی مظاہر کا ہر کے ہمیشہ اپنی فلاحی کو بظاہر مذہب اسلام کی ہر کرتے ہیں۔

(۳) وہ کھائیں چھپ کر بھی تو کم از کم کار میں عجم کے ساتھ کھڑے کر دیتے ہیں۔

حامی مسلمانین کے سامنے کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ سبب حضور کی پالیسی اور دوری۔

پہلے بنگلہ کے چھوٹے موٹے نوٹھے ساکویا ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ان کی پوری میز روری سے

چھپ جاتی ہے۔ یا اگر وہ مقرر بافرنگ ہوں تو دولت، لالچ اور حرص کو ابھار کر پنا کام کرتی ہے۔

(۴) ہمارے خدا کی طرف سے ہمارے اصل جز تک پہنچے بغیر جو حیات کی بحث چھیڑ

دی جاتی ہے اس سے ان کو موقع مل جاتا ہے کہ اپنی فلاحی کو انسانی جوابات کی آڑ میں چھپائیں۔

یہ بات کی بحث ایک طرح عوام کو ان کی طرف راغب کرنے کا شہکار ثابت ہوتی ہے۔

ہم تو شہرت کے ہیں طاب ہمیں تنگ سے کیا کام

بدنام بھی ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

(۵) ہمارے محاذ میں ابھی کوئی ایسی معنوی شخصیت پیدا نہیں ہوئی جو اپنے کردار کے مقابلہ میں فلاحی اروں کی فلاحی کا پورا کھوں۔ یہاں جو کون بھی ہے وہ جملہ دشمن ہے یہ صوبہ

پاکستان یا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿131﴾ مولانا محمد عبدالستار جباری

لشکر۔ حالانکہ قیادت کرنی ہو تو دن میں کم از کم ایک مرتبہ نوپے مقلدین سے سرور بات چیت ہونی چاہئے۔ یہ بات حال کے گھٹیا اور تنگ ہے اور ان کے حاکم اور مہم سے ہرگز نہیں نکلتے۔

مذہب کے حالات اگر ہم اپنی تعمیر فلاحی رویہ کی تحریک سے کرے کے بجائے ان کی تحریک اپنی تعمیر کے ذریعہ کریں۔ ان کی تبلیغ پر پوری توجہ دی جائے اور بھائے گھر میں بیٹھ کر دکھاتے رہنے کے بار میں کھڑے ہو کر ہر ایک کو دعوت دی جائے تو مقابلہ کا کامیابی کی بہت زیادہ امید ہو سکتی ہے۔

یاد رکھنا چاہئے ہمیشہ فلاحی جماعتیں اپنے مخالفوں کی زیادہ تعداد مانا کر نہیں بلکہ انہیں اپنے

الموجہ کر کے فتح حاصل کرنا ہوتی ہیں۔ ہاں جو ملک حذب سادہ ہو سکتا ہے جادہ کی کتاب پڑتا ہے

حرفِ آخر :-

جھوٹے ہیں دور رس اور غلطی پر ہیں وہ قائد جو کہتے ہیں کہ ترقی اور تہذیب کا راستہ

ہمیشہ کے لئے مسدود ہو گیا ہے۔ اسلامی نظریہ عام کا پروگرام۔ جس میں مدی میں ممکن نہیں۔

مسلموں کا مستقبل خود ہی ہے۔

ہم ایک گمنام سے بھر دو اول اور متحرک ہوئے تو توجہ اور ادبی سے کر رہے

ہیں۔ ہم اپنے ایمان پر اعتماد ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ابھی بہت کچھ ہونا ہے۔

لطیف سید و گرجم نے لکھی ایک پٹا ابھی اور بھی دیا ہے کہ

آج وہ تو میں جن کو پاس وحدت کا دھماکا نہیں محض اپنی ہمت کے تلے لاتے پر اپنی

شیر زہندی کر کے میدانِ عام میں غر رہی ہے۔ پھر کیا یہ کہ وہ قوم جس کے پاس توحید کا تمام

سماں موجود ہے، منتشر ہے اور ہذا مقدس چہ کرتے ہوئے تمام کائنات پر نہ چھو جائے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک

ایک ہی سبب کا تہی دین بھی ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک

کچھ بڑی بات تھی ہوئے جو مسلمان بھی ایک

آؤ پہل کرانہ وہ کریں :-

ایک اللہ جل شانہ۔ ایک رسول ﷺ۔ ایک خلافت

پاکستان ہوگا کیا؟

(الف) ان تصورات و کائنات -

اس کائنات کے متعلق ہمارے عقیدہ یہ ہیں کہ ہمیشہ سے ہے یا ہمیشہ رہے گی۔ بلکہ یہ ہمیشہ رہی اللہ جل شانہ سے چاہا کہ ہو جائے تو ہوگی۔ پھر وہ چاہے گا نہ رہے تو نہ رہے گی۔ جب یہ کائنات خود بخود ہم اور ہدی نہیں تو اس کے خالق و قہات اور اصول و استوار بھی آئی جاتی ہیں۔ رہے قہات اللہ جل شانہ کی۔ ہم استدلال کو ٹھکرانے کے قانع مانتے ہیں۔ یہ غیب کا اقرار اور محسوس کی تہذیب ہمارے تمام فلسفہ حیات میں جاری و ساری ہے۔ ہم رسوم و رواج کے پابند نہیں، وقتی و نہام کو دیتے ہیں۔ خود اللہ جل شانہ کا تصور اس کائنات کے تمام مخلوقات سے پاک ہے۔ اللہ جل شانہ تمام معاشات کا باریک بینی سے ملاحظہ فرماتا ہے۔ لیکن عالم محسوس میں ہمارے اُن مفہومات کے متعلق جو تصور ہے، اس سے بڑی ہے۔ اللہ جل شانہ کا مفہوم ہمارے دلوں میں کچھ اس طرح ہے کہ وہ ایک ارادہ مطلق ہے جو تمام معاشات پر کارور ہوتے ہوئے بھی کسی کا پابندی کسی سے بچتا نہیں۔ مٹ جائے دلوں سے ہمیں نفرت ہے اور ہائی رو جائے دلوں سے درنگی۔ اس سے جتنی کوئی شے دیے پڑے، اتنی ہی ہمیں اُس کی چاہت ہے اور جتنی کوئی شے حادضی ہے۔ ہم اُس سے لاپرواہ ہیں۔ ہماری شخصیت، ہمارے قدر و قیامت، ہمارے علم و دوست، ہماری طاقت، اور شہرت سے ہمیں بلکہ ہمارے ایمان اور ارادہ سے متعلق ہوتی ہیں۔

(ب) ہماری نفسیات -

کچھ لوگ نفسیات کی بچی و فصل پر پڑھ سکتے تھے۔ پھر معدہ کو نفسیات کا محور سمجھا جائے گا۔ اب بعض محققین جلیات کو نفسیات کی بچی و قروں سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ سب غلط ہے۔ نفسیات کی بچی و محسوسات پر ہے نہ شہوات پر اور نہ تعلیمات پر۔ نفسیات کی بچی و ارادہ پر ہے۔ ارادہ ہماری تمام نفسیات زندگی کا محور ہے۔ جو کچھ حواس خمسہ سے ہم محسوس کرتے ہیں، جو کچھ ہم یاد رکھتے ہیں، جو کچھ ہم چاہتے ہیں، جب اس میں کوئی کمی کر کے ہمارا فطرت اپنی نوعیت کا تعین کرتی ہے اور اس فطرت کے مطابق عمل کا فیصلہ کرتے ہیں تو یہ ارادہ ہے۔ جب ارادہ ایک مستقل اور مسلسل بیج عقیدہ رکھتا ہے اور وہ بیج ہوگی بے حیت کے رستہ تو ہم اسے "بیج" کہتے ہیں۔

یہ نام ہے زندگی کی بنیادی وحدت تلاش کر کے، آپ کو اُس سے مطابقت دینے کا ایمان بیک وقت علم بھی ہے، عقیدہ بھی اور عمل بھی۔ ایمان ماضی اور مستقبل دونوں پر حاوی ہے۔ ایمان صرف ہمارے اعمال پر قابو نہیں رکھتا بلکہ ہمارے محسوسات کو بھی ممکن کرتا ہے۔ ایمان تک پہنچنے کے لئے ہمیں اپنی موجودہ نفسیات کو جمع کر کے ابتداء مری ہوتی ہے۔

(I) - توحید خفی اور شرک خفی :-

(۱) توحید مشاہدہ و شرک مشاہدہ - جو کچھ ہم دیکھتے ہیں، سننے ہیں یا دیگر حواس خمسہ سے محسوس کرتے ہیں، ایک نظر ایک مقصد اور ایک نتیجہ تک پہنچنے کے لئے دیکھیں۔ اگر ہمارے مشاہدہ میں بنیادی وحدت پر منتج ہوتا ہے تو ہم توحید مشاہدہ سے مشرب ہیں، ورنہ شرک مشاہدہ کے مرتکب۔ مشاہدہ کی توحید یا شرک دونوں عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی پوشیدہ ہیں۔ ظاہر کس عالم کے لئے شریعت اُن پر گرفت نہیں کرتی۔

(۲) توحید مطالعہ و شرک مطالعہ - ہم جو مطالعہ کرتے ہیں اگر وہ ایک وحدت پر منتج ہوتا ہے تو ہم توحید مطالعہ سے مشرب ہیں ورنہ شرک مطالعہ کے مرتکب۔ یہ توحید اور شرک بھی عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۳) توحید آرزو و شرک آرزو - ہم جو کچھ چاہتے ہیں اگر وہ ایک وحدت ہے تو ہم توحید آرزو سے مشرب ہیں ورنہ شرک آرزو کے مرتکب۔ یہ توحید اور شرک بھی عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔

☆/☆/☆

نقد

خمس عناصر شخصیت

[illegible]

(II)۔ تو حیدر جلی اور شرک جلی۔

(۱) توجہ عمل و شکر عمل۔ ہمارے فعال مگر متضاد ہیں تو ہم شکر عمل کے مرعوب ہیں۔ مگر ہمارے کرہی نیک، کامل ہے تو ہم توجہ عمل سے مشرب ہیں۔ یہ شکر اور توجہ چونکہ حلی یعنی خا بر اور کھلی ہے اس لئے اس پر شریعت گرفت کرتی ہے۔

(۳) توحید: تورات و شریعت آثار ہے عقائد و اعمال کا جو کسی یا انکس ہم اپنے
 دھرم پر چھوڑ جائیں مثلاً ہماری عمارت، ہمارے بیسٹ، ہماری صنعتیں وغیرہ۔
 اگر اس میں یکسوئی ہے تو ہم توحید: تورات سے مشرف ہیں ورنہ شرک: تورات کے سر تکبیر۔ یہ
 توحید اور شرک بھی عالم جلی سے مشتق ہے اور اس لئے بہت چرچ و غیرہ شرعاً قابل سو غور ہے۔

(ج) نظریہ شخصیت -

ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مجلس انسان بن سکتا ہے اور نہ ہی اس میں پوری شرف آسکتی ہے۔ پھر مسلمانوں اور مسلمانوں کی مثال وہی ہے جو انسان اور بعض ایسے حیوانات کی جن کی شکل و صورت اور عادات انسان سے ملتی جلتی ہیں۔ مثلاً بندر اور سانپ کی بہت سے باتوں میں مشابہت ہے۔ بلکہ تم احمیات کے بعض ماہرین کا تو یہ خیال ہے کہ مسطورہ ارتقاء میں انسان اور بندر کے درمیان محض ایک گڑی کا فرق ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ بندر اس منزل تک پہنچے بغیر انسان اور اشرف المخلوقات کہلائے گئیں۔ طے نہ لے لیاں بعض تعلیم یافتہ اور بظاہر سہم سپ غیر مسلموں کے خیال میں تھوڑی سی کسر ہوتی ہے۔ لیکن مسلمان جو نئے بغیر وہ کھیل انسان ہرگز نہیں کہلا سکتے اور نہ ہی ان میں پوری شرف آسکتی ہے۔

(ج) نظریہ شخصیت -

ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام پر ایمان لانے بغیر سر کوئی شخص مکمل انسان بن سکتا ہے اور نہ ہی اس میں پوری شرفیت آسکتی ہے۔ پھر مسلمانوں اور مسلمانوں کی مثالوں میں ہے جو انسان اور بعض ایسے حیوانات کی جن کی شکل و صورت اور ذہانت انسان سے ملتی جلتی ہیں۔ مثلاً بندر اور سانپ کی بہت سے باتوں میں مشابہت ہے۔ بلکہ علم الہیات کے بعض ماہرین کا تو یہ خیال ہے کہ مسودہ اور لکڑی میں انسان اور بندر کے درمیان محض ایک گڑی کا فرق ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ بندر اس منزل تک پہنچے بغیر انسان اور اشرف المخلوقات کہلائے لیں۔ طے بند لیاں بعض تعلیم یافتہ اور اہل علم ہر مذہب غیر مسلموں کے ایمان میں تعویذ کی سر ہوتی ہے۔ لیکن مسلمان جو نئے بغیر وہ مکمل انسان ہو کر نہیں کہلا سکتے اور نہ ہی ان میں پوری شرفیت آسکتی ہے۔

مبارک رہی یہ بات کہ بعض غیر مسلم کنی ہوس میں بعض مسلمانوں پر پولیٹ رکھتے ہیں یا
 مگر غیر مسلم گروہ کو اپنی مسلمان برادریوں کے مقابلہ پر یا دوسروں کو یا دوسروں کے
 ہاتھ لگتے ہیں تو اس کی مثال یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان عام طور پر یہاں
 مسلمان یا ہندو کسی کو بوجھ نہیں ہوا کہ بعض لوگوں پر ہندو ہونے کے شعلوں میں انہیں پر پولیٹ رکھتے

پاستان کیا ہے اور کیسے ہے گا ﴿136﴾ سورہ نازعہ تاجا ہاں

کے باعث بندہ کو بحیثیت مجموعی نہایت پرترجیح و بے دلی جائے۔ غلطہ، انتہا، گراہیہ غیر مسلم اقوام سے ہوائی جہاز اور دوسری مشینیں ایسی ہوں گی اور مسلمان یہ نہیں کر سکتے یا اگر کچھ غیر مسلم اقوام تجارت میں ہم سے ہاں سے گئی ہیں تو یہ سن کی کئی عورتوں کی ریل میں لگے یہ تو صرف ہمارے سمندر ہمت کے لئے تھا۔ یا اسے ایسا تاکہ ہم اس کے افعال دیکھ کر ان سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں جس طرح کپڑوں، پٹنگوں کو ہوش اڑنا دیکھ کر مسلمان سے یہ ہوائی جہاز بنائے۔

روح طاعت کی بات تو تھی ہاں جو انہوں سے زیادہ طاقتور اور بے نیازیوں کی بنیاد پر ہے۔ پھر اگر ہاں جو ان حیوانات سے انسانوں پر کئی طاقتوں میں فوقیت کئے کے ساتھ کا محض سامان ہوتا ہے ان پر ترجیح دینے کی معقول دلیل ہے تو مسلمان کے لئے بھی صرف اس کا سامان اسے بحیثیت بہتر ثبات رنے کی کافی دلیل ہے۔

یہاں اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ سال محض انسان ہونے کے باعث طاقتور حیوانات پر فوقیت نہیں رکھتا بلکہ اس کی نصیبت کا باعث یہ ہے کہ اس نے اپنی عقل سے کام لے کر ایسے انتہیاد پیدا کر لئے ہیں جن کے دور پہنچے وہ طاقتور حیوانات پر بھی غاصب بن رہے ہیں۔ جو یہ ہے کہ اس جسم کے انتہیاد بننا ہے اور ان کو مستحق کر کے کی عقل تو دنیا کے محدود چند دھرم میں ہوگی لیکن آپ اور ہم ایک امت سے احمق اور بیوقوف انسان کو بھی جسے بددلی کا ذکر کیا گیا تیرکمان چلانا بھی سنا تھا ہوا، اعلیٰ سے اعلیٰ اور طاقتور سے طاقتور حیوان پر ترجیح دیتے ہیں۔ تو جو کیا ہو یہ کہ اس حقیر انسان میں بھی استدلال و عقل ہوتی ہے جو بددلی بنانے والے میں۔ لیکن تعلیم و تربیت نہ ہونے کے باعث اس کی یا فطرت کے چشمے کو کھپے پڑے رہ جاتے ہیں۔ آپ و ہم سب بات کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ حیوان میں اس یا فطرت کے چشمے کو کھپے پڑے رہنے سے بھی انسانی حالت میں ہیں، اس حقیر انسان کے ممکنات کو حیوان کے موجودات پر ترجیح دیتے ہیں۔ غلطہ، انتہا، گراہیہ ایک ناکارہ مسلمان، ایک جاہل اور بے وقوف مسلمان، حتیٰ کہ ہندوستان کا موجودہ دلیل اور فاسق مسلمان بھی ہماری نگاہوں میں واروہاء، اسکول، لندن اور واشنگٹن کے بہترین غیر مسلموں پر ترجیح رکھتا ہے کیونکہ مسلمان کی فطرت کو صرف تعلیم و تربیت اور تعلیم کی حاجت ہے لیکن غیر مسلم تاحال حیوانیت کے اس درجہ میں ہیں جہاں سبیت کا مرتبہ حاصل کر کے گئے ہیں بھی تو یہ اسلام کی سرکھائی ہوتی ہے۔

انتہیاد مسلمان کا یہ خیر الہام ہونا اور بے عقیدہ کی وہ آخری بچا دہے جہاں مسلسل واکل ختم ہو جاتا ہے۔ اسلام کا بہترین مذہب ہونا اور مکمل انسان بننے کے لئے جموں اسلام کا لالی ہونا

پاستان کیا ہے اور کیسے ہے گا ﴿137﴾ سورہ نازعہ تاجا ہاں

ہاں سے مسلمان کی وہ ابتدا ہے جسے منطق سے نہیں بلکہ عقل کی قوت سے موبایا کرنا ہے۔ خود منطق کو اپنی اس کمزوری کا اثر رہے کہ آخری دلیل کسی دلیل سے نہیں منوالی جاتی۔

کلام اور منطق کی ابتدا و مسندت سے ہوتی ہے۔ مسلمات کلام اور منطق سے ثابت نہیں ہوتے جاتے بلکہ عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ دروہی دالہام یا اتفاق سے نازل ہوا کرتے ہیں۔ مگر کوئی سوال کرے کہ کئی کیوں جھکی ہے اور برائی کیوں نہی تو اس کا جواب منطق سے نہیں بلکہ عقل سے دیا جائے گا۔ غلطہ، انتہا، گراہیہ مسلمان کی نصیبت کسی حدیث سے دلیلوں ہاں یا مگر سب ثابت نہیں کی جاسکتی بلکہ اس قسم کے مناظرے پاکی ہت کے وسیع میدان میں پہلے بھی کئی مرتبہ طے ہو چکے ہیں اور سب بھی بالآخر کسی ایسی ہی جگہ ختم ہوں گے۔

ہاں سے مسلمان کا عقیدہ پر مبنی حاصل کر کے کے بعد یہ سمجھنا آسان ہے۔ جس طرح شرف اخلاق کی خدمت اور شوق کی خاطر قوم حیوانات اور نباتات کو قربانی کرنا جائز ہے اسی طرح اسلامی معاد کے لئے غیر مسلموں کو ہر طرح استغناء نہ دے صرف جائز اور حلال اوصاف بلکہ مستحق ہے۔ ہاں جس طرح جانوروں کو استعمال کرے میں ہے وہی ممنوع ہے اسی طرح غیر مسلموں کو حواہ خود افسانہ پہنچانا ہرگز مناسب نہیں البتہ جہاں سلام اور ان کے معاد میں نظر ہو وہاں سلامی معاد کی نشوونما کی خاطر ان کے مفاد کو پامال کرنا کسی طرح اوصاف کے خلاف نہیں۔ عرفی کا لگ بھگت کر مارڈالنا ممنوع ہے۔ لیکن اگر انسان کو بھوک لگی ہو تو مرگی کی روٹی کا خیاں بھی اس کے علاج کرنے میں مانع نہیں ہو سکتا۔

یہ باتیں بعض لوگوں کو "کاملاً" اور "حقیقتاً" معلوم ہوتی ہیں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مغربی تعلیم سے ان کی خصوصیات اور گہرے حتمات کو مغفول کر دیا ہے۔ ان کی غیرت نفس اور ہمارے تربیت کو "زمانہ داری" کا رنگ لگ چکا ہے۔

زندگانی قوت پیدا ہے اصل اور ادنیٰ استیلا ہے

مخو بجا مردی شوق حیات سکھ و تربیت مودولنا حیات

اگر کارخانہ قدرت پر دماغور کیا جائے تو جس طرح بکری کے لئے گھاس نکھانا ظلم نہیں بلکہ عین شفقت و رحمت ہے کیونکہ مردہ گھاس اب رعدہ جسم کا جزو ہو جائے گی، جس طرح بکری کا شکار کے لئے دیا گیا جاننا ظلم نہیں بلکہ عین شفقت ہے کیونکہ وہ غیر ذوقی استغناء اب ایک ذوقی استغناء کے جسم کا جزو ہو جائے گی، اسی طرح کافروں کے ملک اور ان کے جان و مال کا اسلامی مفاد کی خاطر جہاد کیا جانا ظلم نہیں بلکہ عین شفقت و رحمت ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ ایک

پاکستان نیو سے دیکھئے گے گا ﴿ 138 ﴾ مولانا محمد عبدالستار رحمانی

اپنے سچے لفظوں سے اور قوم کے فکد اور کا جزو ہوں گے
عشرت قنبر ہے دیر میں فنا ہو جانا

یہ سب کچھ آپ نے کہ مسلمان صرف دوسروں کی قربانی کا طلب تھا اس کی خاطر یہ فلسفہ
پیش کرتے ہیں وہ خود بھی اسی گھاٹ اترتے ہوئے جہاں دوسروں کو تار ہے خلافت کی خاطر
جہاد کرتے ہوئے رہا جانا شہادت سمجھتے ہیں۔ ہر چیز کی بنیاد کسی تحریک پر ہے۔

یہ لڑائی ہر عاتے کھنڈ کا ہاواں کھنڈ
اڈول آں کچھ دانا وہیں کھنڈ

پتہ ملے ہو چکا کہ اسلامی مفاد کے مقابلہ میں غیر اسلامی مفاد ہمارے سامنے پڑا ہوا
واقعہ نہیں رکھتے۔ سب صرف سوال یہ ہے کہ غیر اسلامی طاقتوں کی تحریک اور ہنگامہ خیز کس طرح
کرتی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر اس دور جو ہر حقیت کے ہمرازوں کے جنگل میں
گھسے تو وہ اسے بھاڑ کر کھا جائیں گے۔

(د) آرٹ کے متعلق ہمارا نظریہ۔

آرٹ کا لغوی ترجمہ ہے فن لیکن بالعموم آرٹ سے فنونِ سیدہ کا مفہوم لیا جاتا ہے۔
یہی وہ فنون ہیں جن میں شخص کچھ "بنایا" یا "کیا" جنہیں جاتا بلکہ اس "بنائے" یا "کرنے" میں تسکین
دوق کا سامان بھی ہوتا ہے۔ گویا فنونِ سیدہ کے مفہوم میں دو باتیں شامل ہیں ایک تو فن کا پہلو جسے
لاری پہلو بھی کہا جاسکتا ہے۔ کوئی چیز کیسے اور کیوں کی جائے یا بنائی جائے۔ دوسرے اس کی
لغات یا حسن کا پہلو۔ وہ چیز کی طرح کی جائے یا بنائی جائے کہ مٹی معصوم ہو۔ س سے آتا ہے۔
دوق حسن کی تسکین ہو۔ عام طور پر نقاشی، مصوری، موسیقی، قیصر، رقص، سرپرچہ، شکر بازی اور نالک کو
فنونِ سیدہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

ب اگر کسی انسان، دوق حسن کا تجزیہ کیا جائے جس پر فنونِ سیدہ کی لطافت کا اثر
اقتصاد ہے تو اس کے پھر وہ پہلو ہیں۔ دوق حسن ایک طرف تو زندگی کے فادی پہلو ہی کا لطیف
حصہ ہے مثلاً ہماری ہر پردہ لباس اس سے چائے کہ آسانی سے صاف ہو سکتا ہے اور میر و محفوظ
رکھتا ہے۔ سب اگر اس علاف پر کشیدہ کاری ہو یا نیک بولے یہ ہوں تو وہ کام تو وہی میز چلنے کا
سراجام دیتا ہے لیکن اس کام کو جس جو صورت سے سراجام دیتا ہے کہ ساتھ ہی اسے دوق شکر کی
بھی تسکین ہوتی ہے۔ دوسرے پہلو عادت سے قطعاً صبر اور حسن قائم بالذات ہے۔ اس نیک شکر

میں ہوتی تھی۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا ﴿ 139 ﴾ مولانا محمد عبدالستار رحمانی

کی تسکین میں اس مفہوم کو ادا کیا جائے تو اس فن پرے فن کی مثال دو خوبصورت نقش و نگار اور نیک
بولنے وال پر وہ ہوگا جو ہم محفل اس کے حسن کی خاطر دیکھیں۔ یہ پردہ میز کے خلاف کی
طرح ہمار کوئی کام سراجام دیتے ہوئے بھلا نہیں لگتا بلکہ ہمیں کسی غرض کے بھلا معلوم ہوتا ہے اور
اسی لئے دیکھ رہے ہیں کہ کیا دیا گیا ہے۔

آرٹ کے اس، فادی اور دوقی نظر کے پہلوؤں کی ہمیں تفریق کو زیادہ خود کی نظر سے
دیکھیں تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ حسن ہے جو ہماری کوئی مادی یا جسمانی حاجت پوری
کرتے ہوئے اس کی مانت یا جسمانیات کو اتنا اوپر اٹھا کر لے جاتا ہے کہ نیک اور جد ہوتا بلکہ
روحانیت تک پہنچ دیتا ہے۔ دوسری طرف وہ حسن ہے جو روحانیت یا عقل و جذبات کو مادی
و جسمانی لباس پہنا کر ہمارے سامنے کھڑا کر دیتا ہے۔ پہلی قسم کے حسن کی وجہ تخلیق یا معنویت
جسمانی اور مادی حقائق پہنچی ہے کیونکہ وہی اس کی بنیاد ہیں۔ دوسری قسم کے حسن کی وجہ تخلیق یا
معنویت نفسیاتی اور روحانی حقائق پہنچی ہے کیونکہ اس کی پیدائش عقل و جذبات اور عرفان کی دنیا
میں ہوئی تھی۔

پہلی قسم کے حسن میں ہم اولے سے اس کی طرف عروج کرتے ہیں۔ جسمانیات اور
مادیت سے صعود کر کے غیب کی دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ دوسری قسم کے حسن میں ہم پہلے سے اولی
کی طرف تزلزل کرتے ہیں۔ غیب سے نزول کرتے ہیں۔ جسمانیات اور مادیت تک اتر آتے ہیں۔
یہی حقیقت ہے جسے بہت پرست یہ کہہ کر دیا کرتے ہیں کہ پوجا سورتی کی ہوتی
ہے اور بھگتی دیتا کی۔

سلام پہلی قسم کے حسن اور آرٹ کی جا۔ دیتا ہے۔ ہم خوبصورت عمارتیں بنا سکتے
ہیں۔ اچھے اچھے تیل پلوں اور پلوں کی نقل اتار سکتے ہیں۔ وہ موسیقی جو مطالبہ کو جذبات
و کیفیات تک پہنچا دے سن سکتے ہیں۔ وہ سڑچر جو ہماری خاص نظروں کو غلوں قدسیہ کی بلند چوں
تک پہنچا دے پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن دوسری قسم کا حسن سلام میں حسب حیثیت مکرر یا حرم ہے۔ جو خوبصورت
پردے، دیواروں پر چھڑا، انش کی خاطر لگے ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسراف قرار دینے
ہوئے اور وہ اپنے خیمے۔ ہم رقص کی مجازات نہیں دیتے کیونکہ رقص سے مخلوط ہوئے کی دوعی
صور میں ہیں یا تو جسمانی شہوت کی بھولی، معنوی اور اخلاقی تسکین اور یا تو اس ترتیب و تاسیب
سلسل جسے مقدس اصولوں کو فطرت کی وسیع اور کھلی کائنات میں دیکھنے کے بجائے رقصہ کے

میں ہوتی تھی۔

پاستان کیا ہے اور کیسے ہے گا ﴿140﴾ ہمارے محمد عبد السلام یاروں
 ملکتے ہوئے کو یوں بچھڑتی ہوئی رانوں اور بھجھتی ہوں پارے میں مطاعہ رے کا جہد معکوس۔
 اسٹل سے اسٹل کی طرح ترقی مومن کا شیوہ ہے لیکن اسٹل سے اسٹل کی طرف رجوع
 تو کسی مشرک ہی کو منظور ہو سکتا ہے۔

ہم بہت کشتی بہت گرنی اور بہت گھرنی کوئی ناجائز سمجھتے ہیں
 ناکہ لکھ ہو جائے وہ بشرطیکہ نفس معصوم کا قلب و فتر اس سے ہو لیکن اس طرح اور پردہ پر
 نقان اور سودا بنگ بھرا ہوا بدشعور اور راس دھاریوں سے خوب میں غی ملے ہو سکتا ہے۔ کوئی مسلمان
 اتنا ذلیل و پست اور پکا نہیں کر رہی کہ عقائد میں سرگرم عمل ہوے کی بجائے تصورات اور
 توہمات و افسانوں اور افسانوں کے بھڑپ بھرتا رہے۔

وہ تمام بچے باگ حرام ہیں جن میں صانع مطاہ و معانی کو عبادت و کیفیات کے لغو
 میں ڈھالنے کے بجائے جذبات و کیفیات کو ال کی غیر معین شکل میں موسیقی جاسہ پہنانے کا
 مشرکانہ گناہ سرزد کیا گیا ہے۔ مسلمان بے فکر و بے نشانہ اپنے غم و غصہ یا شادی و مسرت کا
 برہنہ نہ دھالے ہوتا برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کا مہر و ایک اور معین ہے تو اس کے مشاغل کیسے
 پریشان اور لاجبی ہو سکتے ہیں۔ یہ تو قدرت کے مقدس ہتھیاروں سے کھنڈر و بچوں کی طرح کھینٹا
 ہوا۔ نہیں ہمارے کھیل اور تفریحات بھی لاجبی نہیں۔

تصور ہا اگر کسی وجود کا عکس محض ہے تو جائز نہیں اگر اس میں کسی کیفیت کو محفوظ یا اس سے
 کسی کیفیت کو حقائق کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو ناجائز۔ کیفیات کی مقدس حیثیت کو مصنوعی روافع
 سے متغیر اور طوط کرنا ان کی توہین ہے۔ مسلمان کی پسند یا پسند راس کا راج یا خوشی و غم کی
 وابستگی یا غم و افسانہ و حقائق سے ہی متعلق ہو سکتے ہیں، ان کے بنائے ہوئے تقویٰ و اسیر
 ہونا یا انحراف و انفعالات و حقائق سے ہی متعلق ہو سکتے ہیں، انہماک کے بنائے ہوئے تقویٰ کا اسیر
 ہونا یا ان سے متاثر ہونا لغو و بے فائدہ ہے۔ یہاں تا حد تک کے شہاد یا شان نہیں، مشرکوں کا شیوہ ہے۔ ہمارا آرٹ
 ہمارے باقیات ہے ہمارے سر پر سوار نہیں ہو سکتا۔

شاعری اگرچہ پریشان، آوارہ، بے حیثیت، مگر وہ اور جھوٹے جذبات و تخیلات کی ہچکچاہٹ
 گاہ ہے۔ تو وہ وہاب اور ممنوع، مگر سچ اور صانع ناثر کا مرقع تو کامل قبول۔ قصے کہانیاں
 اور لہجے بھی اسی اصول کے ماتحت ہیں۔

ہمارے آرٹ کے نظریہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ ہم فطرتی، پیوست یا توہمات
 کے علمبردار ہیں۔ نہیں غفلت۔ اسلام حسن و دلورج کا جائز مقام تسلیم کرتا ہے۔ لیکن یہ جاہر مقام

پاستان کیا ہے اور کیسے ہے گا ﴿141﴾ ہمارے محمد عبد السلام یاروں
 رنگی سے قصور و غفلت یا بے تعلق نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو تو حید کے مٹائی ہوگا۔ ہماری موت
 و حیات ایک وحدت ہونے کا تقاضا ہے کہ ہمارا تفریق اور نظریہ حسن بھی ہمارے مضابطہ حیات
 کے پیروی میں مہموم رہے باقیات ہو۔

اسلامی مضابطہ حیات کے دو بنیادی مہمومات حید اور تعین مقامات ہیں۔ تو حید بخیر
 تعین مقامات کے غیر متصور ہے اس لئے جو آرٹ ہر ایک دوست کی تخلیق کرتا ہے وہ ہر دوست
 کا بھی منکر ہے اور ہر دوست کا بھی۔ مگر رنگ کی ہر حقیقت بحالہ خود برحق ہے اور اس کی یہ
 حقیقت مطلق ہے تو اس کے یہ معنی ہونے کے حق مطلق ہے ہی نہیں۔ جو حق مطلق نہیں وہ حق علی کیا
 ہوا۔ اس طرح وحدانیت کا انکار رنگی میں کجائی سے انکار ہے۔

عرض آرٹ کی کوئی محض اس کا داخل معیار ہی نہیں بلکہ اسے رنگی کی اجتماعی تخلیق پر
 بھی پورا اثر ہے۔ اس لئے جو آرٹ دور فطرت، ہرانا اور تو حید کے تابع نہیں وہ دورے رو دیک
 خوبصورت ہی نہیں، چاہے اس میں بظاہر بہت بہت حسن کا شائبہ موجود ہی ہو، ہم شہاد کہ ان میں نگاہ
 سے جائز نہیں ہیں، ہمارے دور ہنگامی یا محدود اثرات کے قائل نہیں۔ اللہ جل شانہ سٹ جائے وہاں،
 محدود اور جارحی و شہاد کو محبت نہیں کرتا تو ہم اللہ جل شانہ کے بندے ہو کر ایسا کیوں کریں۔ ہاں
 مگر صرف جائے والوں میں باقیات اور اصل کی جھلک ہو تو صاف نقد نہیں۔
 اسے گل جو فخر مسلم کہ ٹوٹنے کے لئے داری۔

(ر) ہماری قصودیات۔

حالات پاکستان کی اسلامی حکومت میں تمام قصودیں پالیسی کا فیصلہ امیر اُمتا نے
 بیت المال کے مشورے سے کرے گا۔ لوگوں پر ۲۰ فیصد زکوٰۃ، ۲۰ فیصد اور دوسرے شرعی محاصل کے
 اور کوئی ٹیکس نہ لگایا جائے گا۔ خلافت کے تمام اخراجات دور آتی بیت المال کے درجہ ہوگی۔
 مسلمانوں کے لئے نور پینا اور دینا دوسرا مہم ہوں گے۔ تمام زمینیں الارض اللہ جل شانہ کے مطابق
 خلیفہ اللہ کی بھی جائے گی اور اس طرح بیت المال کے ہاتھ میں ہوگی۔ تمام بڑے بڑے
 کارخانے اور صنعتیں (مثلاً لوہے کے کارخانے، برقی طاقت کے کارخانے، کپڑے بننے کے
 کارخانے، سامانی حرب کے کارخانے، ریڑیے کی بنیادیں، ڈاکخانے، لعدائی اور غری جہاد وغیرہ
 وغیرہ) بیت المال قائم کرے گا۔ یہ سب سب مختلف محاسن کے ماتحت ہوں گے۔ تمام مسلمانوں کو
 اس کا عادی بنایا جائے گا کہ وہ پنا جو سرمایہ مستحال نہیں کر رہے ہیں سے بیت المال میں جمع

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿142﴾ مولا محمد عبد ستار حاکم یارنی
کراویں۔
(س) ہمارے قانون۔

حالات پاکستان کی اسلامی حکومت کا قانون دینی اور فوجداری ميعوب میں شریعت
اسلامیہ ہوگا۔ جتنی کی مسائل میں امیر کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ قانون سازی، مجلس علماء اور مجلس شوری
دونوں کے مشورہ سے میر کیا کرے گا۔ قانون کا مفاد ملتی و ملتتی، مجتنب فیجے درمید کے شیوخ کیا
کر رہے۔ سب کے لئے ایک قانون ہوگا۔ ہاں دیوانی میں جو فنی و اسلامی قانون پر ہے
قانون کو ترجیح دینا چاہیں، ہمیں اس کی اجازت ہوگی۔ لیکن اگر کوئی پنا مقدمہ اسلامی عدالت میں
پیش کرنا چاہیں تو انہیں اسلامی قانون کے ماتحت فیصلہ ملنا ہوگا۔ اگر انہی رعایا ہے دیوانی
قانون کے مفاد کے لئے مقابلہ یا اس قسم کے دوسرے اس در کئے، فیصلہ کرنا چاہیں تو انہیں اس
کی اجازت ہوگی۔ یہاں جائن میں ایک مسلمان اور دوسرے غیر مسلم اور ہاں دیوانی میں مدعا علیہ
کے قانون کے مطابق فیصلہ ہوگا اور مدعا علیہ کی عدالت پر اس کا مفاد بھی لازم ہوگا۔ فوجداری
میں سب شریعت اسلامیہ کے قانون کے پابند ہوں گے۔

(ص) ہمارے علوم و تعلیم۔

مختلف اقوام و مل کے مختلف تمدنوں کے تمام تاریخی، روزہ کے تمام معلوم میں سے ہر ایک
کی تحقیق و تدوین کے لئے مخصوص علماء کے ہدا کا۔ ملنے مقرر ہوں گے۔

تعلیم کے نین مدرج ہوں گے۔ مکتبہ، مدرسہ اور دہ معلوم۔ مکتبہ میں صرف اُردو
لکھنا پڑھنا۔ ریاضی کے ہند کی قاعدے قرآن مجید مع ترجمہ، اصول قرأت اور چند ہندوی
درز میں سکھائی جائیں گی۔ بچوں کو پیسے، اسلامی روایات، اسلامی آداب، اسلامی اکابر کی سوانحیات
اور اسلامی فتوحات کے واقعات سنائے جائیں گے۔ پھر جب انہیں ذرا ہوش آجائے تو سند کرد
صدر نصاب پڑھایا جائے گا۔ کتب عربی میں بچوں کو شرفیائت، لہذا، ہورہ اور دوسرے مدعی
قرآن سے بھی آگاہ کر دیا جائے گا۔ مکتبہ کی تعلیم اُمت کے ہر فرد پر حکومت کی طرف سے لائی
ہوگی اور اس کا خرچ بھی حکومت ہی اٹھائے گی۔

اس کے بعد مدرسہ کا درجہ ہوگا۔ یہاں بھی خرچ تو حکومت اٹھائے گی لیکن مدرسہ میں
داخل ہونا لازمی نہ ہوگا۔ مدرسہ میں قرآن کی تفسیر اور دوسرے درجہ ہادہ کی تشریح سکھائی جائے
گی۔ جو فنی تربیت یہاں پورے ہضم سے دی جائے گی اور خالی ورد شواہ پر لکھنے کی جائے گی۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿143﴾ مولا محمد عبد ستار حاکم یارنی
تمام دنیا کی مجلس تاریخ اور تاریخ اسلام یا تعلیمیں پڑھائی جائے گی۔ جعفریہ، سائنس اور طب کے
اہل کی مسائل سے بھی آگاہ کیا جائے گا۔

اس کے بعد دارالعلوم کی ہادی آئے گی۔ دارالعلوم تمام تو حکومت کے ماتحت ہوں گے
لیکن یہاں کا خرچ خود امر کو برداشت کرنا ہوگا۔ دارالعلوم میں داخل ہونا لازمی نہ ہوگا۔ طالب علم
اپنی مرضی سے جن علوم کو مکتبہ کرے گا، اس کے متعلق اس سے اعلیٰ تعلیم دی جائے گی۔ قصوف کا درس
دارالعلوم کے سب طلباء کے لئے لازمی ہوگا۔ تبلیغ کی تربیت بھی دی جائے گی۔ علاوہ دین و طب
حرب میں اعلیٰ اسباق کا نظام کیا جائے گا۔

مکتبوں، مدرسوں اور دارالعلوم میں صنعتیں و فنون۔ سکھانے جائیں گے، اس کے لئے
میکھ و تربیت کا ہیں ہوں گی۔ مکتب سے فارغ ہونے کے بعد طالب علم وہاں شاگرد ہو سکتے ہیں
نا۔ اور مکتبہ، مدرسہ اور دارالعلوم میحدہ ہوں گے۔ ان کے نصاب میں بھی
نصاب تفریح ہوگی

ان اداروں کے آستانہ تجربہ کار، درجہ دار، ایدہ لوگ ہوں گے۔ ان کے کردہ اور انہیں
جاذبیت پر حاصل توجہ دی جائے گی۔ آستانہ عام طور پر یہ ہوگا مقرر کئے جائیں گے جنہیں خارجی
رہنما کی تجربہ ہو۔

مورلوں کے اداروں میں مردوں اور مردوں کے اداروں میں عورتوں کو کوئی دخل نہ
ہوگا۔

اخلاقی و جسمانی اصلاح۔

خلافت پاکستان میں ہر مقام کو اسوۂ حسنہ کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جائے گی اور
دوسرے لوگوں کا مفاد حکومت کی طاقت سے ہوگا۔

تعلیم و تربیت سے جو بوجھوں کو سدھارنے کے علاوہ انہیں جماعتی رنگ میں ورزش
کروا کر فنی تربیت دے کر، شیوخ کے ماتحت، کپڑوں میں کچھ عرصہ کشیدہ کر، اجتماعی چارچاؤں
کے طور پر ملے اور آداب سکھائے جائیں گے۔

راج و احام تقاضاں دور کرنے کی خاطر حکومت کی جانب سے مجتنب مقرر ہوں گے۔
(ط) ہمارے سلطنت اور سیاست۔

ہمارے تعلیم ہندوستان۔

ہماری تقسیم اوصاف کے کسی ایسے نظریہ پر مبنی نہ ہوں چاہئے جس میں غیر مسلم معاشرہ کو اسلامی معاشرہ کے ہم پائے قرار دینے کا شائبہ تک بھی ہو۔ یہی ہمیں نگاہِ اول کی طرح اپنی قابلیت کا رد قرار دیتے ہوئے اور کمزوری کے دروازے کھولتے ہوئے کسی سے زمین کی ہلک مائگی چاہئے بلکہ ہمیں تو بحیثیت ذیائے کسمیاں اور بحیثیت زمین پر خدا کے دار و دار ہونے کے یہ دیکھنا ہے کہ ہماری عداوت میں کادور حیرت انگیز ناگزیر جو دنیا کے جنوب میں واقع ہے جسے دو سو سال پہلے تک ہماری طاقت کا غر حاصل تھا اور جس میں ۱۸۶۰ء تک ہماری شریعت امن و امان قائم رکھتی تھی اس کے کسی قدر حصہ کو ہم اللہ جل شانہ کے ہاتھوں سے واپس لے سکتے ہیں اور یہ کہ پھر ہمیں وہاں سے اپنا غیر مسلم کام کا پروگرام کس ترتیب سے شروع کرنا چاہئے۔

مسلمانان ہند کے لئے ایک علیحدہ قطعہ زمین انتخاب کرتے ہوئے ہمیں مدد دینا چاہئے۔

(۱) ہمیں قریب میں مسلمانان ہند کے دوائے بڑا احسان کی خاطر کرنا چاہئے۔
اسلام سے "ال دین اللہ" کے یہ لفظ معنی سمجھئے کہ چونکہ ہمیں کسی ملک سے خصوصیت نہیں اس سے ہمیں کسی قطعہ زمین سے واسطہ دینا نہیں چاہئے۔

ہر ملک ملک با مست کہ ملک خدا نے با مست
کا حق مطلب یہ تھا کہ انہیں تعمیر عام کی ہند وہاں سے کرنی تھی جہاں اس کا قیام تھا جس طرح جغرافیائی حدود کی پابندی ہماری جولاٹ کو محدود اور ہمیں تنگ نظر بنا رہی ہے اس طرح سر سے زمین کو اپنانے کی کوشش ہی نہ کرنا ہمارے عزم چہ نگیری کو موہوم اور قوتِ تعمیر کو منتشر کر دیتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ سب ہم کچھ علاقہ سر چھپانے کو بھروسہ نہ کی طرح لے کر بیٹھ جائیں اور وہاں اپنے آپ کو مرکز کر کے پھر ایک دفعہ اپنی جڑیں تمام اطراف میں پھیلا دیں۔

(۲) ہمیں مسلمانان ہند کا زیادہ سے زیادہ حصہ یکجا رکھنا چاہئے تاکہ اگر کچھ بھائی باہر رہ جائیں تو وہ محنتِ مجبوری کی حالت میں نہ رہیں۔

ان دونوں اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان پر نظر فرمائی جائے تو دو کھائی دیتا ہے کہ وہاں میں ہماری سیاست و ہماری کثرت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ محض روایت کے باعث اور نیک ریاست ہونے کے سبب قائم ہے۔ اگر ہم نے اس وقت اسے کسی خاص اسلامی رنگ میں رنگنے کی کوشش کی تو نہ صرف ہماری نشوونما کی ہند میں ہی یہ جو ہم ہمارے لئے گروس ثابت ہوگا بلکہ خود کہن میں اسلام کے موجودہ ڈھانچہ کو بھی کردار کر دے گا۔ اس کھڑنگ کو محفوظ رکھنے کی

بہترین صورت یہ ہے کہ سے تجویز نہ جائے۔ دہلی، اٹال، اپنے حاکم پر غور ہے۔ یہاں تک کہ ہم چاہیں کہ ہم اپنی شریعت کے علاقوں میں اپنی شریعت جہاں میں وسط ہند میں بھی جا اور ہندو مت کو ہے۔ ہندو اہل اپنے تئیں غائب کرنے کی خاطر ہمیں اس قدر در و صرف کرنے کی ضرورت ہوگی جس کے حصوں سے پہلے ہمیں پے کھڑے ہوئے کی جگہ رکاز ہے۔ یہ کمرے ہونے کی جگہ نشان ہند کی رچہ کی ہے۔ ہندوستان میں ہماری آبادی کی اکثریت یہاں باستی ہے صرف یہی نہیں بلکہ ہم یہاں بحیثیت مجموعی افراد و دوسری قوموں کے مقابلہ میں اکثریت میں بھی ہیں۔ اس جگہ ہمیں ملو، ہمیں کسی جبر میں نہیں کی ضرورت ہے جو تیاروں کے کام میں ہمارے سے حصار کا کام لے سکے۔ یہ حصار یہاں گنگا کی صورت میں موجود ہے۔ یہ قصاوی اور معدی لحاظ سے یہ قطعہ پانچ بہترین قطعہ ہلا سکتا ہے۔ دہلی سے ملام میں اس کی سرکاری پوریشن ہمارے سے ہے اور راجستھانی کو ہم کا سبب ہوتی ہے۔ پھر ہمیں یہاں سے سمندر پر بھی دسترس حاصل رہتی ہے۔ نتیجہ خلافت پاکستان کا وہ نقشہ ہے جو آپ اس پمفلٹ کے سرواں پر دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں سواں پید ہوتا ہے کہ اس چھٹی بھی مضبوط رہنمائی میں ہو۔ اپنی اور ہمارے دو کڑوں کو آپ کیوں داخل کی گئیں۔ جو یہ ہے کہ اس کے بعد تیسری نہیں بنتی یہ مرسم ہے کہ رنگوں اور پنجاب کے مسلمان علیحدہ ہیں تو وہ قطعہ دوسرا ہے جس میں کسی طرح ان کو کو دیا جائے تو نیک نہ ہونے والی تیسری۔ طریقہ یہ ہے کہ میں لکھنؤ ہماری خلافت کی سرکاری رہان یعنی رد کا مولد آکر ہمارے خارجی پارٹی یا دوسروں کا مرکز۔ صرف یہی نہیں بلکہ دہلی ہماری سیاست کا جزو ناہلک ہے میری باتیں کچھ میں۔ میرا تو یورپ کی سیاست سے شطروں کی مثال بنا ہوں وہ تھوڑی کچھ میں جلد آجائے گی۔ آخر ہندوستان دوسری میں پوینڈ کو جرمی کے دھڑلے کے رستہ دینے کی سونے اس کے اور کیا ہوگی کہ پوینڈ کو سمندر تک پہنچنے کی ضرورت تھی اور اس کے بعد کسی قسم کی ضرورت پوری کر کے کی طاقت رکھتے تھے پھر جو پوینڈ کے لئے ملے تھے وہ خلافت و ستان کے لئے کیوں نا ممکن؟

پاکستان کی مجوزہ حدود سے باہر رہ جانے والے مسلمانوں کی حفاظت کیسے ہوگی؟
اسلامی عقیدہ کے مطابق ایک دنیا یا یگانہ مسلمان دنیا ایک ہی ہے یہ طریقہ کے مسلمان میں صول کوئی فرق نہیں۔ پھر تمام مسلمان ہندوستان کے مسلمانوں کا خیال پہنے کیوں کرتے ہیں۔ محض اس لئے کہ وہ ہمارے زیادہ قریب ہیں۔ قریب کے مسلمانوں کی حفاظت زیادہ سہا بھی

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿146﴾ مولانا محمد عبدالستار حاکم یازکی

ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ پہلے پاک وادوں کی جمعیت مضبوط کے پھر دروازوں کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ ان مسلوں کا طلاق تو ہندوستان سے مدد یا جو تو پہلے نہیں ان عدالتوں کی تنظیم کرنا چاہئے۔ جہاں ہماری تعداد بھی غلبہ ہے۔ جہاں کی میں بھی یا وہ ہمارے ہی نقطہ میں ہے۔ ہم سے یہاں پاک وادوں سے تو پھر وہاں سے ہائی کورٹ ہمارے موجودہ "ناورٹ" مسلمانوں کا ہونا چاہئے گا۔ جس سے وہی سلوک ہوگا جو یہاں کی دوسری دوست خطوں کے باشندوں سے کیا جاتا ہے۔ جہاں ہمیں یہ بھی مسلمان ہوگا لوگ اس کی طرف "نگل" تھا۔ اسے اس طرح دریں سے اس طرح ہمیں سے چیتے سے اس سے وہی قطع کسی بھوک کو پھیلنے سے ڈر سکتا ہے۔

دستور و خدائیت پاکستان -

پونک صرف مسلمان ہی نہیں اس سے اس لئے موہ حکومت میں رہے دیے فاقہ بھی صرف مسلمانوں ہی کو حاصل ہوگا۔ ہاں اگر وہ کوئی کام غیر مسلموں کے سپرد نہ کرنا تو اس میں کس کی ضرورت ہو وہ ایسا کر سکیں گے۔ ہمارے دستور حکومت، اجناس، امت اور احاطہ ہمارے کا وہ مزاج ہوگا جس کا نام خلافت ہے۔ اس نظام حکومت کی اپنی ایک علیحدہ تاریخ ہے۔ اس کے ارتقا کے عروج و زوال کی تفصیلات پر عبور کا شوق ہو وہ خود اسلامی عظمت کی تاریخ پڑھے۔ ہمارے حکومت کا قیام کا انتخاب کردہ امیر کو نہیں ہوگا۔ جتنا عمر اسے امت کا عہد حاصل رہے وہاں قل اللہ جل شانہ اور حدیث رسول ﷺ ہوگا۔ سے ایک وقت امیر حکومت اور امام بدعت کے احکامات حاصل ہوں گے۔ لیکن اگر اس حدیث اور شریعت کے متعلق مسائل کی عبور کی اس پر عرض ہوگی۔ اگر وہ اس سے سر موٹا ہو رہے ہوں گے اس سے اسے مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی سے ہر وقت اور ہر جگہ ٹوک سکے گا۔ ہمارے شرعی کے ہمارے امیر کا جتنا ہادی قیاس ہماری حکومت کا شرعی و عقلی قیام ہوگا۔ تاہم، ہمارے اس قیام تک پہنچنے کے لئے عام طور پر پہلے جنس شوق سے مشورہ کریں گے گا۔ مجلس شوریٰ میں قوم کے بہترین کار کے علاوہ اپنے مشیر بھی شامل ہو سکیں گے جن کو ہمارے مزدور کے جنس شوریٰ کی بر شیعہ کے لئے عہدہ چاہیں اور انچاس میں برت مذاہات کے مصلو پٹنی ہوگی کہ کھانہ کی ہمارے۔

میر کے انتخاب کے وقت ہندو ایل باقوں کا خیال رکھا جائے گا

(۱) ہمارے قیام میں ساری قوم سے زیادہ سخت ہو سکیں عملاً موقع پر چک جائے کہ وہ

پاکستان یا سے ور کیسے بنے گا؟ ﴿147﴾ مولانا محمد عبدالستار حاکم یازکی

سے نا آشنا ہو۔

(۲) قرآن و حدیث، فقہ و تاریخ اسلام کے علاوہ عام جدید یا بھی ہمارے رہنما ہو (۳) اس کی طاعت اور ان کی زندگی قریب اولیٰ سے مسلمانوں کے رنگ میں آگئی ہوگی ہو۔ (۴) وہ دین سے علیہ ور فقہ اور کا خواہاں ہو۔ امر میں جبرور کی نہ کرے

خلافت پاکستان میں غیر مسلموں سے کیا سلوک ہوگا؟

میر مسلم ہمارے چھ سے بھلا ہیں چاہے وہ گمراہ چھوٹے بھائی ہی ہوں ہمیں اس سے کوئی دشمنی نہیں بلکہ ہمارے دونوں میں ان کی گمراہی پر افسوس اور رحم کے جذبات موجزن ہیں۔ ہماری جو عقل ہر وقت بھی رہے گی کہ وہ ہماری ہمدردی میں شامل ہو جائیں ہمیں ان کے خلاف کسی قسم کی سختی نہ کریں گے۔ انہیں ہمارے تحت سرور رہنا ہوگا لیکن وہ ہمیں کسی ہوگی کسی لائق عقلمند ہمدرد کی ایک نامحکم شخص کو کرنی پڑتی ہے۔ اسلام کی گود میں سوسالی کی تاریخ اس امر کا مناسبت ہے کہ ہم دینوں سے حقوق کی حفاظت مسلمانوں کے حقوق سے کسی طرح کم نہیں کرتے۔ یہ دینی عادت تو غیر مسلموں میں ہی پائی جاتی ہے کہ اس کے مذہب میں شامل ہو جائے پر بھی میر اقوام سے لوگ پیچھے اور چھوٹے ہی سمجھے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو ہر کار ایک ممکن مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ہم بھی اس سے دشمنوں کا سامنا کر سکیں گے۔ پھر جب وہ یہاں سے آئے کسی وقت ہمارے سہائی کے تہہ اور اسے اس پر کھل جاتے ہیں۔ ایک ہمارے مسلمان ہوتے ہی شرعاً کسی بھی مسلمان کی بی بی بھلا سکتا ہے۔ ایک عقل پر مبنی ہی بڑے سے بڑے قاصص، مفتی اور دیگر گاہکوں کو جامع مسجد میں بے پیچھے نظر کر کے ہمارے اور سکتا ہے بشرطیکہ اس میں امامت کے ضروری لوازمات موجود ہوں۔ ایک شور و حدقہ اسلام میں شامل ہوتے ہی حاکم قرآن بن سکتا ہے۔ ہمارے مسلمانوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپر پر کھڑے ہوتے ہوئے عقلاً رکھ سکتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ ہیں دوسری قوموں کی طرح جہاں رہاں تہہ خرقہ ہی نہیں بلکہ شیخ خالد طیف کا ہونا اپنے بڑے سے بڑے معریہ کے مقابلہ میں اپنا ساند و جنب کر کے مسلمانوں سے ثابت کر دیا ہے کہ ہم آج بھی یہاں ایک مسلمانوں کی مایہ ناز قلوب کا حیاں رکھتے ہیں

ہمارے حالات ہم سے کسی قسم کے تعصب کا خطرہ رکھنا نہیں بہت پریشی ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ہم حکومت کے قابل صرف اس شخص کو سمجھتے ہیں جو اللہ جل شانہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صراحت پر مبنی رکھتا ہو ہم خلافت کے حکمید نہیں۔ آج مہاشے کا مدعی یہ شرطیں

باتاں کیا ہے؟ کیسے ہے گا؟ ﴿148﴾ میں نا محمد عبد السلام یا نہ
 پوری کر رہا تو وہ علامت ہے وہ پسے ہوئے ہوں گے چلے فلسفیں نے ملتی غلطی ہم غریبوں کو
 ماتحت ضرور رکھیں گے لیکن ہے ماتحت نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کے اصحاب کے ماتحت مگر اس
 اصول کو قبول کر لیں تو ہم جو دنیا کے ماتحت رہنے کو تیار ہیں۔
 خلافت پاکستان کا جھنڈا۔

مطالعہ پاکستان کا جھنڈا اب ہوتا چاہیہ جو ایک طرف تو خلافت کی محدثہ شریعہ و سوسال
 کی تاریخ کا سبب ہو اور دوسری طرف وہاں سے سیاسی قصد و بھیجہ ہرگز نہ چھوڑے نہ صرف
 پر ہمارے مجاہد جھنڈے میں ایک طرف تو کلمہ شہادت اسلامی تعلیم اور مسلمانوں کے سیاسی مقصد
 کو چند الفاظ میں بیان کرنا ہے دوسری طرف اس کے چاروں ٹکے یہ ہیں، خود ہمارے
 سامنے ایک نعرہ شروع سے ہے کہ آخر تک خلافت کی تاریخ پیش کر دیتے ہیں پہلے یہ نعرہ
 کو چیلنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا یہ انتساب یہ حق پھر خلافت میں یہ کی غلطی
 بھی اسی رنگ میں جھلکتی نظر آتی ہے۔ معید و معید کے شکوہ کی یاد کا ہے۔ ہر پہلو میں ہماری
 سات سو سال کی تاریخ اور تمدن کا قصہ خوب ہے۔ پھر مصر کے، یوفاطہ کا جھنڈا بھی برقعہ سراج
 میں خوب شہد کی جھلک نظر آئے کے علاوہ عثمان کے دارنا سے لکھے ہیں۔ سراج نقاب رنگ بھی
 ہے۔ ہمارے خلافت اسلامی کی نشانی اور قمری منار دسراں کا صبر دار ہے۔ وہی مجبور تو حسن طرح
 اس امر عرب سے نکل کر پھلا پھولا اور آج تک مکہ کے کعبہ سے وابستہ ہے، اسی طرح ہمارا جھنڈا
 بھی اسی سرزمین کے مخصوص درخت سے آویزاں ہے۔ جس کو گورنوں کو فطرت سے ملتا ہے وہ وہاں
 افلاکتے ہیں کہ مجبور کی سر بلندی، سر سبزی، شیرینی اور کیسے سے پہلے اس کے مدد و جھنڈا کو سستی کے
 دین اور وحدت کی سیاست سے کیا مانا سبب ہے۔

خارجی حکمت عملی۔

خارجی حکمت عملی مندرجہ ذیل پانچ اصولوں پر مبنی ہوگی

- (۱) وہاں کے حالات تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ جھنڈے میں بھی تبدیلیاں کرنی پڑتی
 ہیں اس لئے اگرچہ ایک مستقل خارجی حکمت عملی مفید ہو سکتی ہے لیکن یہ مقصود باندھت نہیں۔
- (۲) حکومتوں کی دوستی میں ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری حکومت کو زیادہ سے زیادہ
 ہم سے ہم اور مستقل سے مستقل فائدہ پہنچا رہے۔ مگر ہم دوسروں کے معاملہ کا کچھ نظر کریں تو
 محض اس معاملہ کا نہیں ہمارے معاملہ کی مخالفت کی راغب ہو۔

پاکستان میں سے کیسے ہے گا؟ ﴿149﴾ میں نا محمد عبد السلام یا نہ
 (۳) ایسے حلیف تلاش کرنے چاہئیں کہ دولت گزرنے کے ساتھ ہمارے اور ان کے معاد
 میں دور بروز رہا وہ بخیریت پیدا ہو رہی ہو۔ کسی ہنگامی دوستیوں سے حتیٰ دلچسپ رہنا
 چاہئے جو کچھ عرصہ کے بعد غلطی میں تبدیل ہو جائے نا غلط ہو۔

(۴) اپنے مقصد اور معاہدہ کو پہلے خود چھٹی طرح رہن نشین کر دینا چاہئے۔ پھر ان کو صاف
 صاف بیان کر دینا چاہئے۔ کچی پٹی رکھنے والے ہوشیار شخص کی دست سیدھا سادھا صاف گو زبان
 باری سے جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے اندر کوہاں بار بدنامی ہے اور آخر اللہ کریم مت چاہے کچھ ہو لیکن
 ہوتی مستقل ہے۔

(۵) ہمیں وہ ساتھی چاہیے جو خود بھی کسی شے کا طالب و مشتاق ہو کیونکہ وہ اپنے حصول
 مقصد میں ہم سے فائدہ اٹھانے کی خاطر خود بھی ہمارے سے کوئی قربانی کرے کو تیار ہوگا۔ جو
 پہلے سے مطمئن ہے، اسے ہماری کیا ضرورت ہے۔ جسے ہماری ضرورت نہیں وہ ہماری کوئی
 ضرورت کیوں پوری کرے گا۔ دنیا میں آج تک طاقتوں کی دوستی کبھی بے غرض نہیں ہوئی۔ اس
 لئے ہمیں صرف یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اس طاقتوں کو دوست بنانا چاہئے، جس کے مفاد ہم سے
 مشترک ہوں اور جن کے مقاصد ہم سے ملنے ملتے ہوں۔ اس تلاش میں رہنا ضروری نہیں کہ ان
 مقاصد کے اسباب و وجوہات بھی وہی ہوں، جو ہمارے ذہن میں ہیں۔

(۶) ہمارے ہتھیار رکھیے اور نئے، ہم نژاد کے کیسے اور چیتیں۔ گے کیسے؟
 جنگ کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

لڑائی دو باتوں پر ہوتی ہے یا تو جب ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے ہماری اس
 کرنی سے ہمیں روکنا چاہتے ہیں یا جب دوسرے کچھ کرنا چاہتے ہیں اور ہم ان کے کردار
 سے منع کرنا چاہتے ہیں۔ لڑائی کا مقصد بھی دو ہی طرح ہوتا ہے یا تو اسے زور دینا، غلطی، غلطی،
 معاشرتی، اقتصاد کی یا جسمانی و فوڈال جاتا ہے، جس کی تاب نہ آ کر ایک فریق خلع اٹھتا ہے اور پنا
 راہہ غائب کی طرح کسی کے مطابق موڑ لیتا ہے، دوسری صورت میں مغلوب، اپنا راہہ ترک کر کے پر
 ہائل رہی ہو تو زور دینا، غلطی، غلطی، معاشرتی، اقتصاد کی یا جسمانی طاقت سے جیسے بھی حالات
 اجازت دیں اور جیسے بھی ممکن ہو غائب رہی کرنا چاہئے یا مغلوب کی کرنی بند کر دینا ہے۔
 اختصار لڑائی کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے دنیا کے بھی دو ہی مقاصد ہوتے
 ہیں یا تو مخالف کی زور دینا، غلطی، غلطی، معاشرتی، اقتصاد کی یا جسمانی زور دینا کو چھوڑ کر اس پر ایسا

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 150 مولانا محمد عبد الستار خان نیازی

دار کرنا کہ کسی کی ساری رک جائے یا سچے لئے سکی رہ جائی۔ خلائی یا نفسانی، معاشی، اقتصادی و سماجی و حال تیار رکھنا جس پر مخالف کے حملے تو ہم اپنی رتی جادی کھی جائے۔ چار ماہ اور یہ حالہ انتھیا روس کا ریل سے بھی ملے گا۔
 اقتصادی رویوں کی اقسام۔

انسان کوئی یا وصال ہوتی ہے یا خلائی یا عیسائی، معاشی یا اقتصادی اور یا جسمانی۔ اس لئے انسان کے انتھیا بھی ماڈر وصال ہوتے ہیں، خلائی یا جسمانی یا معاشی یا اقتصادی اور یا جسمانی۔ ہمارے خیر اور لئے انتھیا رور وصال، خلائی، عیسائی، معاشی، اقتصادی کی اور جسمانی سبھی قسم کے ہوں گے۔ البتہ چونکہ ہمارے عقیدہ ہے کہ مذہب یا عداوت، نفسیات، معاشریات و اقتصادی و معاشی اور جسمانیات سب کی شے ایک بلندی کی حقیقت ہے۔ اس لئے ہمارے سب سے ویر دست انتھیا، روحانی انتھیا رہوں گے۔

جنگل جنگل ٹینک اور ہوں بہر پر ختم ہوئی تھی تو موجودہ جنگ ٹینک اور ہوائی جہاز سے شروع ہوں۔ کسی طرح سو بڑا جنگ ٹینک ہم اور کب کب پر ختم ہوں ہے تو آئندہ جنگ ٹینک ہم اور رکت کب سے شروع ہوگی۔ ہمیں کر جنگ جنگی ہے تو ہم سے زیادہ خوفناک اور موثر انتھیا و حملہ کے لئے پیدا کرنا ہوگا۔ کت انکھ سے زیادہ تیز رفتار، فوج بنانا ہوگا۔ مصلوب سے بچنے کے لئے دفاعی تدبیر اختیار کرنی ہوں گی۔

آئندہ جنگ کے لئے سب سے بڑی درمگاہ میڈیا نفسیات ہوگا۔ ہم تو سب سے بڑی سے حملہ کر کے مخالف جذبات کا تجربہ کر دیں گے۔ یہ ہمارا چار ماہ تھا تو ہم ہوگا۔ یہ ہمارے ہمارے جدہات کی ہمارے محسوسات کے جیسے وہی، انتقام، انہماک، ارادہ اور صاف پر ہوگی اس نے ہمارے پائے متعلق کو کوئی غرض نہ ہے۔
 جب ہم تقری اور ایمان سے مادہ کو مضبوط کر لیں گے تو ہماری اولی توجہ علم، فلسفہ اور معتمدات کے پڑے سے پڑے پہاڑ کو پاؤں پاؤں کرے گی۔

فوج اور جہاد۔

مسلمان کی ہر حرکت اس کا عمل ہے۔ اس کی تمام زندگی ایک جہاد ہے۔ اس کے جہاد و عمل کا وہ مقصد عدالت کھڑا ہے اس میں جو انراض فاشیہ نہ ہو۔
 جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے ہاں ہر شخص کی استعداد اور حالات کے مطابق جہاد کی

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ 151 مولانا محمد عبد الستار خان نیازی

سورہ شمس انتھیا ہو سکتی ہیں
 اسلامی فوج کے چاہنے والے ہیں اور گے ہو لوگ اپنے آخر جہات خود فحشے کی استعداد نہ رکھتے ہوں۔ ان کا وظیفہ خلافت کے رہے ہوگا۔ مالی غیبت میں ہر ماہ کا حصہ ہوگا۔ وہ یہ علاقہ کی کوشش ہوگی کہ جہاں وہ مسلمان سے فوجی خدمت کی توقع رکھتی ہے وہاں اس نے روزگار کا بھی بندوبست کرے جو غیر مسلم کوئی خدمت نہ دینا چاہیں گے نہیں کرے گا ہوگا۔
 نتیجہ۔

نتیجہ کے لئے خلافت پاکستان میں ایک علیحدہ اور بڑا دست شعبہ ہوگا۔ اس شعبہ میں ہمارے صنعت تیار کے چاہیں گے۔ مہنگوں کی بھرت پر حکومت کی تمام طاقتیں ہوں گی۔ حکومت ہمارے ہمارا کہ تمام غیر مسلم ملک میں مسلمانوں سے نئے سہولتیں ہم پہنچائے گا۔ نظام کرے۔
 نئے انتھیا۔

ہمارے سب سے بڑا انتھیا وہ ہم خود ہوں گے۔ ہماری شخصیات اور علمین بڑے بڑے کارکنوں کو کھانا، رسوم کر دیں گے۔ ہماری کوشش جو، خیم کے دوسرا اور ان کے گھروں میں پھونک پیدا کرے گی۔

پاسپال گئے کتبہ کو رسم مانوں ہے۔
 حاصل انتھیا روس کی قدرت اس پر منحصر ہے کہ ہر جنگ کے لئے مخصوص حالات کے مطابق تیار کیے جائیں۔ وہ بہ انتھیا۔ روس کے اصول و تدبیر ہیں، اور وہ صدیوں سے وہی ہیں جو ہمیشہ تھے۔ جو عرض بھی پھر اور فطرت سے پوری ہوتی تھی، خیر کمان بھی اسی کو پورا کرنے کے لئے پیدا ہو تھا۔ بدوقت بھی، کسی مقصد کے لئے ہی تھی اور اب ازل، ہم اور انہماک ہم بھی وہی کام کرنا چاہتے ہیں۔ جو مخالفت کبھی وصال اور رد سے ہوں بھی پھر کبھی پیڑوں سے ہوں گے۔ قلعے بنے گئے۔ خدقیں کھدی، نگہبیت کے سورہے تیار ہوئے، ٹینک ایجاد ہوئے۔ سہریلہ کی کر میں دوری دور، ہم کے ہوائی جہاز روک کر فوجی کام کرتی ہیں۔

ہمارے نئے انتھیا بھی انہماک صوبوں پر ہیں گے، لیکن اپنے، حوالہ کی ضروریات کے مطابق نئے انداز میں ہیں گے۔
 خیر انتھیا۔

پاکستان کیا ہے اور کیسے ہے گا؟ ﴿152﴾ مولانا محمد محمد رحمان یاری

فائنات مختلف قوتوں سے مد ہے۔ ہر پہلوں کی اہمیت اور برداشت کے مطابق اس میں سے چاہے بھر کر لیتا ہے۔ ہم چونکہ کائناتوں میں دو اہم قوتیں ہیں، اس لئے ہم ان کی علیحدگی قوتوں سے سمجھیں۔ چاروں طرف کے جو قوتیں ہیں ان میں سے ہوں گی۔

☆ ☆ ☆ ☆

پاکستان کیا ہے، کیسے بنے گا؟ ﴿153﴾ مولانا محمد محمد رحمان یاری

ہم ایک قوم ہیں یا امت؟

جب سے حضرت اسامیہؓ میں آیا وہ ہونے والے مختلف قوتوں میں سے ہے۔ پہلے یہ قوتیں بیرونیوں پر مبنی تھیں، پھر ملکی اور مقامی تقسیم ہو گئی۔ پھر تعدادی، درباری اور رابطہ کی ہیں وہ مختلف قوتوں میں سے ہیں۔ ایک قوم کہہ دینے لگے۔ تاہم نسلی اور مقامی رابطے آج تک بہرہ رستہ ہیستہ۔ کہتے ہیں۔ کہتے رہے والوں میں رسوم و رواج، اہل قبیلہ اور قبائل کے رابطے بھی قائم ہو گئے۔ مگر سب سے ان سب سے ابھی ایک رابطہ قائم کیا اور ذاتی سبب روابط کو اپنا ماتحت لائے کی کوشش کی۔ موجودہ دنیا میں یہی اور سوشل حیات کی بناء پر پارٹیاں بننے لگی ہیں۔ جو بجائے خود قومی روابط سے ڈیڑھا اٹھ کر اپنا علیحدہ رابطہ کرنا چاہتی ہیں۔

آج کی دنیا میں قومی رابطے۔

کر آج دنیا پر نظریات ہیں تو جس رابطہ کو قومی رابطہ کا نام دیا جاتا ہے وہ باہم دوسرے تمام رابطوں پر غالب ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد آج انہی سبب کے عین بڑے بڑے قوتوں سے ہو رہے ہیں جو طاقت و اقتدار اور اثر و نفوذ کے لحاظ سے۔ ہائی کے لوگوں کو ہوں۔ تھے سمجھتے بیٹھے ہیں۔ ان کے نام ہیں امریکہ، روس اور انگلستان۔

ان قوم کی اپنی حد بندی، ملکی، نسلی، مقامی اور معاشرتی، اثرات سے مل جل کر ہوئی ہے۔ اب ایک امت نہ ہے، ایک اہل قبیلہ ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ ایک نسلی اہل قبیلہ ہے۔ اس داخلی تنظیم کے مل جلنے پر یہ شیوں گرد وہ ہائی کے قومی آدم کو اپنی خدائی میں پروئے بیٹھے ہیں۔ مسلمان ایک قوم ہیں یا امت؟۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم مسلمان بھی ان معنوں میں ایک قوم ہیں؟

اس سوال کا جواب بہت آسان ہے۔ ہم ہر لفظ معنوں میں ہرگز ایک قوم نہیں۔

دو مل مسلمان کسی ملک کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتے۔ ہر ہادی کوئی قومی زبان نہیں۔ یا کار خیز تبدیل ہر ملک کے بعد ہمارے اندر شامل ہو سکتا ہے۔ یہ ہر سے آئے وے اتنی تعداد میں شامل ہو سکتے ہیں کہ موجودہ مسلمانوں سے ان کی تعداد بڑھ جائے۔ یہ صرف اہل قبیلہ نہیں بلکہ تاریخ میں کئی مرتبہ ایسا ہو چکا ہے۔ دوسری بھی جڑیں نہیں بن سکتے، جڑیں خراب نہیں بن سکتے، مگر یہی اگر بن نہیں بن سکتے، اگر بن امریکن نہیں بن سکتے، اور امریکن بن جاپانی نہیں بن

پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ ﴿ 154 ﴾ مولانا محمد عبدالستار حاکم نیادری

ماتے۔ دوسرا قوم کے پانچ چھ ہزار ہا بھی شامل ہوتا تو اور ریچ سے تپا ہوتے ہیں۔ برٹش
س سے روکی جڑ میں، امریکی، مگر یہ امریکہ، جاپانی سب سب مل کر جلتے ہیں کروڑوں کی
تعداد میں لگتے ہیں۔ ہر مسلمان اس پر خوشی سے جھومتے۔ کامیں گے۔ پے نو ستر ہزار
تہہ۔ سب سے جو ختم کر لیں گے۔ ہماری مسجدوں کے غریب و شہر، ہمارے گھروں کی خرید و
دو تین لاکھ، ہمارے ستر سو سال سے ملے جیسے حسابوں کے دور میں پورے ہوتے ہیں۔

ہو کر گروہ بندی کی دنیا یہ ہے۔ جو شمس حد عمل شدہ اور رسا مٹی قد عابدہ
میں لائے وہ ہمارے اندر شامل ہوتا ہے۔ ہم پانچ سو سال کی مدت ہیں۔ سی قومی کے
میں۔

ہمارے جماعتی مفاد، امت کے زیادہ سے زیادہ افراد کے فائدے کے مفاد کے مترادف
میں۔ قرآن وحدیث کے مفاد ہماری امت کے مفاد ہیں۔ چاہے ان کی حفاظت، تہذیب و
کے تمام افراد کے فائدے کے مفاد ہیں جو جاتیں

بعض لوگ امت مسلمہ کی تشکیل کی وضاحت کے لئے اسے قوم کے بجائے پارٹی
کے لفظ سے بیان کرتے ہیں، وہ اس کی مثال سوشلسٹ پارٹی سے دیتے ہیں۔ جہاں تمام
ایک مقصد کے لئے کسی نظام یا مجموعہ صوبوں کے ماتحت رہتے ہیں۔ یہ مثال بھی سن کر
الوجہ درست نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ سوشلسٹ پارٹی میں ہر شخص عقیدہ تبدیل کر کے شامل ہو سکتا
ہے لیکن وہاں اصولاً یہ قید نہیں کہ تو اللہ تعالیٰ میں بھی سوشلسٹ صوبوں سے تعلق پیدا
کر لیں۔ یا جن اہل ایمان کا جماعت اور سوسائٹی سے تعلق ہیں ان میں کسی خاص اخلاقی معیار کو مدنظر
نہیں چاہیے مگر کچھ سوشلسٹ اس امور میں بھی کسی ایک مسلک پر کار بند ہوں لیکن یہ سوشلزم
کے اصول میں شامل نہیں۔ برٹش اس کے گوسلام مسل کو پے رستہ میں رکاوٹ نہیں دیتا، لیکن
خود یکساں پسند کرنا چاہتا ہے۔

بگ بات یہ ہے کہ اسلامی گروہ بندی اپنی مثال آپ ہی ہے۔ اس قسم کی کوئی اور گروہ
بندی اس وقت، دئے رہے نہیں، مگر بعض خاص باتوں میں ہماری گروہ بندی کی مثال دوسرے
گروہوں سے کی جاسکتی ہے لیکن من کل موجود کوئی دوسرا گروہ یہ نہیں جو قادیانیوں کی طرح
ہیے خصوصیات رکھتا ہو۔

عرصہ ہم کوئی قوم نہیں ہم جو حاتم نہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت
ہیں۔ یہی ہمارا دھڑ ہے۔

کتاب یا اور کیسے بنے گا؟ ﴿ 155 ﴾ مولانا محمد عبدالستار حاکم نیادری

امت مسلمہ کی عظمت اور بڑائی تشکیل کی ہے؟ اس کا

سبب اس پر پیدا ہوتا ہے کہ اس امت کی عظمت تشکیل اور بڑائی تشکیل کی ہے؟ اس کا
جو سبب یہ ہے کہ اس ملک، اقتصاد و زبان، تمدن، تہذیب و میراث کی بنا پر جس قدر شمس بنتی ہیں۔
دراصل یہ دیکھ جائے تو ان کی عیسیٰ حیات یا حیطہ پر ہے۔ اس امر کا تو انکار نہیں کیا جاسکتا کہ
انسانی زندگی میں نسل، ملک، اقتصاد و زبان، تمدن اور تاریخ سب اپنی اپنی جگہ حقائق کا رتبہ رکھتے
ہیں کوئی گروہ بندی یا حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ لیکن ان میں سے کسی ایک یا چند کو ہٹائے
قوم قرار دے لیتا، یا سب کو مجموعاً ہٹائے قوم قرار دے دیتے ہوئے بھی اس کی واقعی نوعیت و اہمیت اور
عظمت سے تیار کر جاتا اگر حقیقت اور حیطہ نہیں تو در کیا ہے؟

درحقیقت ان تمام امور کا نام اس کے کل حقائق کی بنیاد پر انفرادی خصوصیت ہے جو حقائق
جماعتی رنگ میں دہ پڑے ہوتے ہیں وہ بھی امر واقعی کہتا ہے

اسلام نے فرد کو کسویں قرار دیتے ہوئے اس تمام حقائق کا عنصر اور سمت پکڑ کر اپنی
تعمیمات میں شامل کر لیا ہے۔ یہ اہمیت امت مسلمہ کی تشکیل اور ان پر اعتقاد و عظمت
تشکیل ہے۔

عناصروں میں۔

ایک گروہ، پارٹی، قوم یا امت کیا ہے؟ چند سالوں کی ضروریات، خواہشات و
میلانات کو پار کرنے کی کوشش ہے۔ جہاں سارا حور، پوٹا، اور سر پیمپا لے کر ہوتا ہے
یہ ہوں اقتصاد کی زندگی کی بنیاد۔ جب پائیدار جاتا تو ہر سال اپنی اپنی خواہشات کی
تعمیمات کے لئے ایک خاندان چاہتا ہے۔ یہ معاشرتی زندگی کی بنیاد ہے۔ جب تک اس
جائے اور گھر بھی بن جائے تو پھر حور ہے و عمار اور پے گروہ پیش کے سالوں کی کرک میں ایک
و بکا خیار کرے کی سوجھتی ہے۔ یہ اخلاقی زندگی کی بنیاد ہے۔ ان کے علاوہ جب لغت، سالن
پہ کر دیتی اور ناپائیداری کا احساس رہتی ہے تو ایف، پے سے دندہ سستی، ایک، پے سے بلند تصور
یہ اپنے سے زیادہ پائیدار حقیقت کی پرستش و آرزو میں کر دیتا ہے۔ یہ روحانی زندگی
کی بنیاد ہے۔ وہ چاہتا ہے پے سالوں، بلند پہاڑوں، پے سر اور دالوں، وسیع میدانوں اور
صحراؤں سے پائیدار سندسروں، کھلے علاقے ہوئے چوہوں، گھر گھر کرنی ہوئی مشینوں، معصوم
بچوں، درمیان میں پوکے بچوں، دیرین قہر سب و راہ و شہر، خوشی کے عموں اور عمر کی

چینوس پیدا کئے گئے اور دوسرے اور جنارہ کے چھبوس کی تہ میں سب پیدا ہونے لگے، ایک دائم و قائم ہمیشہ رہنے والی سب پر غالب و سب کو قابض ہونے لگی، سب کو چلائے، دین، ملک و برہمنی دونوں کی مالک لیکن دونوں سے غم اور دونوں سے اوپر طاقت کا تصور نہ جانتے تھے۔ آپ لوگ اس کے سامنے مجھیں کیا جانتے تھے۔ پھر اس کے تصور سے سر اٹھ کر اپنی توجہ کو دوسرے کی ضروریات میں نکھیرا جائے۔ یہ اجتماع و الترقی و یہ بندوبست و یہ زندگی میں وہی حیثیت رکھتے ہیں، جو ہر گھڑی سانس لینا اور پھوڑنا۔ جس طرح مختلف گروہ بندوبست میں اقتصاد و اخلاق کا تصور مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح گروہ میں یا احساس بھی مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ کون کائنات کی بنیادی طاقت کو سمجھتا ہے، کوئی ارجحیت دیتا ہے، کسی کو دیتا ہے، کسی کو رکھتی دیتی ہے، کوئی حاصل ہی کو حاصل و اساس قرار دیتا ہے، کوئی ممکن کو ممکن تصور کرتا ہے لیکن اس طاقت کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔

عرض ہو رہا ہر سماں کی خصوصیت کے مختلف عناصر و عناصریت کے مخصوص اعتقادات سے حرج و مرج کسی ایک قوم، پارٹی یا جماعت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اُمتِ اسلام میں دو قومیت کے تصور است، اور مہمبوم میں فرق۔

سوال یہ ہوتا ہے جب سب انسان یکساں ضروریات کے تحت گروہ بندی کرتے ہیں تو پھر یہ قوم، پارٹی اور اُمت کا فرق کیا؟

فرق یہاں ہے کہ تمام انسانی گروہ بندوبست میں اقتصاد اور معاشرت اور اخلاق اور سیاست اور دین کا وراثہ اور تمام یکساں احتمال سے نہیں ہوتا۔ کہیں اقتصاد غالب ہو جاتا ہے، کسی جگہ مل بنیہ عناصر پر چھا جاتی ہے، کبھی گروہ بندی بچانے خود رعب سے بڑھ کر متعدد نظر آنے لگتی ہے اور مل بنیہ القیاس پھر وہ گروہ بندی کے مذکورہ بالا عناصر میں سے بھی ہر ایک کی نوعیت و کیفیت ہر گروہ میں یکساں نہیں ہوتی۔ امریکہ میں بھی اقتصاد ہی زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر غالب ہے لیکن اس کی شکل و رسم کے اقتصاد سے قطعاً مختلف ہے۔ اسلام اور ہندومت دونوں میں روحانیت سے گروہ بندی کا غالب ڈھال ہے لیکن دونوں کا روحانیت کا تصور مختلف ہے۔

عرض اصولاً تو یہ ہے کہ تمام گروہ اور قومیں، اقوام، اقتصاد، معاشرت، اخلاق، سیاست، دین اور شریعت سے عمل میں لگتی ہیں لیکن کہیں اقتصاد غالب ہے اور کہیں دین مطلوب۔ کہیں سیاست زیادہ ہے اور کہیں معاشرت کم۔ ان مختلف عناصر کے مختلف جوڑ و جوڑ پر

ہر ایک عنصر کے مختلف اثر نے ترکیبی کی مخصوص ترتیب سے کسی سماں گروہ بندی کی جو مجموعی مہم کدائی بنتی ہے اسے حسب حیثیت قوم کہتے ہیں پارٹی کا نام دیا جاتا ہے۔

پارٹی ان قیام میں سے کمزور ترین رشتہ کا نام ہے۔ پارٹی کسی خاص فعل میں کچھ مہم کے لئے محض اتحاد عمل کا نام ہے۔ یہ واضح ہے کہ محدود سے محدود اتحاد عمل کے لئے بھی ایک حد تک اتحاد عقائد لازم آتا ہے۔ جب صد ہا سال تک ایک ہی پارٹی میں باہمی توازن و تعامل سے جو راک و پوشاب و رہبان، خلق، رسوم و رواج، عادات اور شکلیں محسوس ہوتی ہیں وہاں جو ایک حد تک خصوصیتیں جس میں شامل ہو جائیں تب ایسا گروہ ایک قوم کہلائے گا ہے۔ لیکن پارٹی اور قوم دونوں میں ایسی اتحاد و اشتراک نہیں۔ پارٹی میں تو باہمی توازن و رواج کی بھی تہ نہیں۔ قوم میں و رواج کثیر قوم کے اندر ہوتا ہے لیکن باہمی ہونا ہے تو کچھ ایسا ہر جماعت میں۔

مہمبوم کی آتی ہے کہ قوم کی مہمبوم کی وضاحت کی۔ یہ ایک الونکہ ہر لاء اور چھبہ رشتہ ہے۔ ایک خاص سے قوم اور پارٹی دونوں سے زیادہ وسیع اور پاکیزہ اور دوسرے پہلو سے دونوں سے زیادہ نازک اور پور ہوں۔ اس کی ہند و بیت المقدس کے قریب و جوار میں نی اسرائیل کے قریب و جوار میں کے رعب ہوں۔ جب ہائی کی دنیا ہر من و دین اور انفرادی و جمعی رعبوں کے پیکر میں پڑی تھی تب یہور کے انہیہ جہیں ہم بھی تسلیم کرتے ہیں سماں گروہ بندی کی تاریخ میں ایک سماں ہاں کھوں رہے تھے۔ جہاں خداؤں کے بجائے ایک اللہ جل شانہ اور قوموں کے بجائے ایک اُمت کے تصور کی بنیاد و اتحاد عقائد و اتحاد احساس پر مبنی جاری تھی۔ انسان کی مرکزیت اور ترقی میں یہ پس منظر تھا کہ کائنات کا کل گروہ حاکمیت کے بجائے ایک ہر گروہ کی تخلیق تسلیم کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی پس منظر تھا کہ سماں نے جو آج تک اپنے تئیں بھانت بھانت کے جہاں و دوس کی طرح شعوبہ و قبائل اور قوم میں ہمیشہ رہنے کے لئے بنا ہوا تھا، انہی قبائل اور بان کو ناقابل عبور حد بندیوں مانا کرتا تھا، ہاں بھی معبود کے تصور سے متاثر ہو کر، ایک عالمگیر اخوت کا احساس کیا۔ آج سے مختلف نسلیں، مختلف زبانوں اور مختلف ملکوں کے لوگ بھی ایک رب جل شانہ پر ایمان لاکر اور ایک ہی شریعت اختیار کر کے ایک مشترک اقتصاد، مشترک معاشرت، مشترک اخلاق، مشترک رسوم و رواج، مشترک عادات، مشترک قانون اور مشترک سیاست اختیار کر سکتے تھے۔ شاید ہی آدم کی تاریخ میں ہی اخلاق اور آئے وائے اور کی امکانی نصیحت ہے جس کی بنا پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل شانہ ہر پارٹی سرنگل پر احسان جتنا ہے کہ دیکھو میں نے تمہیں دین کی تمام قوموں پر بزرگی دی، میری یہ نعمت بھولی کرنا شکریہ کے مرتکب نہ ہونا۔

گھر میں مشیعوں کے مساوی بنایا جائے بغیر کسی مذہبی شکل میں مساوات کے تصور کے تحت پیدا نہیں ہو سکتی۔ قومیت کے دائرہ کے اندر یہ مساوات قوم کی رنگیت کی صورت میں رائج ہوتی ہے۔ مثلاً مشرک، یہ ختم، اقتصادی مسائل میں بھی کھلے کاندھے سے دونوں میں پھرتے ہیں۔ قومیت کی مساوات تو رنگیت ہے، رتہ کے مدد پر ضرور مسئلہ حل کرتی ہے لیکن ساتھ ہی قومیت کے دائرہ کے باہر عدم مساوات کا رد درست مسئلہ کھڑا کر دیتی ہے۔ کیونکہ قومیت کا تصور ہی اپنی علیحدگی پر مبنی پر قائم ہے۔ اقتصادی مساوات ناممکن العمل ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حقیقی اور کامل الوجود مساوی وجود کے مستحق قرار دیے جائیں۔ یہ مساوات ظاہر و باطنی اوصاف اور حلاصہ حقائق ہوگی۔ کوئی نظام جو اس قسم کی مساوات کا مدد کرے کی کوشش کرے گا یا پیدا نہیں ہو سکتا۔ انسانی اوصاف اور حقیقت کو نظر انداز کر سکتا ہے، جمل بھی سکتا ہے لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں۔

بین الاقوامی اخوت کے لئے ایک ایسی مساوات کا تصور درکار ہے جو نہ صرف ہر انسان پر متعلق کر دیا جائے بلکہ جس کا مستحق بننے کے لئے ہر انسان اپنی موجودہ حالت میں استعداد بھی رکھتا ہو۔ وہیں ساری اس وقت تک کوئی ایسی منطق بنا کرے جسے عاجز نہ رہے جس سے "عالمگیر سانی برادری" کے لئے بھائی چارہ کی کوئی قدر مشترک ممکن ہو سکے۔ وجہ یہ کہ سانی وہیں یہ مطلوبہ وجہ مشترک ہمیشہ اپنی حدود کے اندر رہ کر تلاش کرتا ہے۔ حالانکہ عالمگیر اخوت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ ذاتی حدود سے اوپر اٹھ جائے۔ یہ تقاضا کسی سان سے برسرِ عقل کی باتش سے ہی پورا ہو سکتا ہے۔ اسلام وہ نایاب مفت، تقویٰ کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ سان کا موجودہ رنگ یا شکل اس کی اصل نہیں کیونکہ دونوں اعتد اور مادہ، جگر دھاتی تبدیلیوں اور خوردگی یا تربیت سے بدلی جاسکتے ہیں۔ سان کی اصل اس کے ارادہ کا نثر ہے۔ اس کے وجودی حقیقت کی اپنے خالق سے بہت ہے۔ اپنی تقویٰ ہے۔ ارادہ کج ہو تو مفید نکت اور روش عقلی دونوں پر سیاقی پھر جائے گی اور ارادہ اچل ہے تو دل کا نور منہ پر بھی چمکنے لگے گا۔

یہ وہ مکان مساوات جس کے ذریعہ اسلام کل عام کی بین الاقوامی اخوت کے پرے خواب کو ایک حقیقت بنا دیتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ سب تربیت، استعداد، وطن، کچھ حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ اسلام ان تقاضوں کو تسلیم کرتا ہے لیکن مساوات سے نئے سرے سے پھوڑ کر۔

﴿تسخیر عالم و تسخیر کائنات ہمارا ہی مقدر ہے!﴾

انسان کی ترقی و تازگی اس کے گرد و پیش اور اس کی تسخیر کا تاریخ ہے۔ آدم علیہ السلام نے رواج سے غور و غور کی پیداوار تسخیر کی تو کورنا علیہ ۱۰ م نے مسندوں پر جہاز چلایا۔ میراں علیہ السلام سے ہوا پر قابو کیا تو داؤد علیہ السلام نے لہر و لہر کو تسخیر کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے معاشرتی قانون میں تنظیم کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رعب امراض کا ہتھیار کیا۔

قرونِ ماضی میں نزوحانیت پر ریا اور توحیدی۔ گزشتہ تین سو برس میں فرنگ کے علیہ کی داستان سراسر مٹی مادی اور مادی علوم سے مادہ کی تسخیر کی داستان ہے۔ ہمارے دور کی دریافت سے انہیں تسخیر ان لوگوں کے ہاتھ کیا آئے، ہندو نے ہاتھ آسترا آگیا ایک عالم کو ان کی چیرہ دستیوں نے بھول ہاں کر دیا۔ آج کل اپنے خدیش و اقرا کا بھی گلا کاٹنے میں مصروف ہیں۔ پھر دھانی جنمیں ان کے قابو چڑھا تو ساتویں مسندوں پر اچھکے گئے۔ متعلق اور انوکس (علم طبیعات) اس تمدن کی بنیاد تھی۔ اس مذہب کے رب کبر تھے حضرت رزاکہ عظیم علیہ السلام۔ اب دہریہ عالمگیر جنگ میں، انسانی تم کے کشف سے حضرت اذہ عظیم بھی تواق سے پھٹ گئے ہیں۔ ہماری آنکھوں سے ان کا اندر باہر دیکھ کر ان کا عرفان حاصل کر لیا ہے۔ دیکھا تو یہ دیکھا کہ فرنگ کا معبود بھی پتھر کی قدیم صورتوں کی طرح بٹ جا رہا ہے۔ اس کی امت اور صفات بھی کسی اور ہی ارادہ سے قائم ہیں۔

تسخیر نام ہے جان پہننے کا۔ کسی چیز کا علم حاصل کر لینا ہی اسے مسخر کر لینا ہے۔ فرنگ کے رزاکہ عالم حاصل کر لیا۔ اس نے ان کا سانس آج چھو سا۔ مادہ پر حواس کی نظر مانی ہے عید ہے۔ مگر وہ نفس انسانی کی حقیقت نہ سمجھ سکے اور اس لئے باوجود انسانی تم کے کوئی عالمگیر حقائق یا اس کا تم کرنے سے عاجز ہیں۔ جہالت ہی عاجزی ہے۔ پھر وہ اس پر اسرار اور دائم و قائم قوت کی حقیقت سے بھی نااہل ہیں جو رزاکہ کو توڑے اور جوڑے والی قوتوں کے پیچھے مار رہا ہے۔ اس لئے وہ اس کو راسی کرے یا اس کی ہمارا مٹکی سے بچے کا ٹوکا بھی نہیں جانتے۔ جب وہ انسان کی حقیقت سے بھی نااہل ہیں اور انسان کے گرد و پیش کی کائنات کی اصلیت سے بھی ناواقف ہیں، اور ان دونوں کی حقیقت اور اصلیت کے ہماری رشتہ کی سمجھ کو بھی نہیں پہنچ سکتے اور ان میں سے کچھ پر دم و قائم اور وادی قوت سے بھی نا آشنا ہیں اور اس قوت کو اپنے موافق یا ناموافق کرنے کے دستور سے بھی محروم ہیں تو ہوتا تو وہ تسخیر نفس، تسخیر کائنات یا تسخیر حقیقت میں کیسے کامیاب ہونے

کی امید رکھ سکتے ہیں۔

یہ نفس اس کے ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ علم، صفات ہے نہ جذبات۔ علم تو اس ارادہ ہے۔ صفات حان و صفا حیات ہیں اور جذبات فقط بایہ اعمال۔ حقیقتاً ستارن دونوں سے ماوراء ہے اور وہ درضا، قضا اور نشاء کے سوا کچھ نہیں۔

علم کا یہ تصور لے کر ہم نفس، مادی کو بھی کچھ سکتے ہیں اور مسخر کر سکتے ہیں۔ کائنات کی حقیقت بھی ہمارے سامنے واضح کاف ہے اور اس کی طاقتیں بھی ہم تسلیم کر سکتے ہیں یہ تو کیا حقیقت حق اور مضائقہ الہی (علی شانہ) بھی ہماری دسترس میں ہے۔

واضح ہے کہ پاکستان کا تھکن توحید پر مبنی ہوگا۔ شرک سے سزا جہنم۔ وہاں زندگی اور علم کی بناء، رضاء، قضا اور نشاء پر ہوگی۔ اس لئے وہاں زندگی بھی مسخر ہوگی اور موت بھی مسخر ہوگی۔ دنیا و مافیہا کی دولتیں حاصل ہوں گی۔

روست پاکستان بہ طور پر دعویٰ کر سکے گی کہ تعمیر عالم و تعمیر کائنات ہمارا حق ہے۔

☆☆☆☆

زندگی اور موت ایک دوسرے سے مرکب ہیں:-

- | | |
|-----------------------|------------------------------------|
| (۱) تخلیق | (سائنس لیتا اور چھوڑنا) |
| (۲) انضمام | (کھانا اور ذہن خارج کرنا)۔ |
| (۳) اوراد | (چینا اور فاضل خارج کرنا)۔ |
| (۴) ہوش | (سوٹا اور جاگنا)۔ |
| (۵) حشرات | (گھسوں کرنا اور نظر اٹھا کر کرنا)۔ |
| (۶) ایمان | (اقرار کرنا اور انکار کرنا)۔ |
| (۷) معیشت | (کھانا اور قریح کرنا)۔ |
| (۸) جقیات | (حجاب ہوا ہے قابل)۔ |
| (۹) تعلق | (محبت اور طرہ)۔ |
| (۱۰) عمل | (تعمیر اور تخریب)۔ |
| (۱۱) عدم وجود | (ہونا اور نہ ہونا)۔ |
| (۱۲) نفی اثبات | (نہ ہونا اور نہ ہونا)۔ |
| (۱۳) انکار و اقرار | (تسلیم و اعتراف)۔ |
| (۱۴) اخراج و انچیدہ پ | (شموسیت و اجسیت)۔ |
| (۱۵) راجع و قبول | (لیٹنا اور نہ لیٹنا) |

☆☆☆☆

پاکستان کے سامنے روس، امریکہ اور انگلستان ہیچ ہوں گے!!

آج دنیا میں تین سلطنتوں کا یول پایا ہے۔ روس اپنی وسعت، مشرق و مغرب میں پوزیشن اور اقتصادی خصوصیات کے باعث دنیا کی بڑی قوت ہے، امریکہ اپنی صنعتی برتری، اقتصادی طاقت اور اسلحہ کی بہتات سے دنیا کی بڑی قوت ہے، برطانیہ اپنی عالمگیر سلطنت، مغرب اہل تمدن اور تاریخی روایات کے بل بوتے پر دنیا کی بڑی طاقت ہے۔ لیکن حقیقت کی انظر سے دیکھو تو یہ تینوں نظام اندر سے کھٹکے ہیں۔ چینوں کی پیداوار پانی بہن، حرص و غا اور ظلم پر ہے۔ نئی آدم نے اسی نظام کی بنیاد اس لئے نہ کی تھی کہ چند بدیہت مکار، بہت سے بھولے اور کمزوروں پر اپنا ناجائز تسلط جتایا کریں۔ لیکن جبہ گادی چل پڑی ہے تو خود گھوڑے کو اس کا تھما منا ممکن نہیں رہتا۔ حالانکہ اس کے پیسے اسی کی قوت سے گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن حال آج دنیا کے عوام کا اس ظلم کی عین بایں والی گاڑی کے سامنے ہے جس کی ہانگیں روس، امریکہ اور انگلستان کے ہاتھ میں ہیں۔

سلطنت پاکستان جغرافیائی لحاظ سے دنیا میں ایک ایسی مرکزی حیثیت میں ہوگی کہ کیا جغرافیائی لحاظ سے اور کیا تجارت کی غرض سے دنیا کی اور کوئی طاقت اس کا لگا نہ کھا سکے گی۔ تو حیدر کا عقیدہ اور شرک سے انحراف ایک ایسا نعرہ ہے جس کی صدائے بازگشت پانچویں بڑے اعظموں کے مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن سے سنائی دے گی۔ دنیا کی دینی ہوئی حقوق اس کے سیلے کے نفاذ سے بچنے والی نوبت پر لپیک کہے گی۔ فرنگ نے انیسویں صدی میں مسند کی لہروں پر قبضہ کر کے دنیا میں عروج حاصل کیا تھا، ہم فضا کی پہنائیوں پر تسلط کر کے ذراتی قوت، شعاعی قوت، برقی قوت اور سب سے بڑھ چڑھ کر ابدی قوت سے دنیا کے ایک ایک دروازہ پر دستک دیں گے کہ ظلم و امتداد کے قعر لرز اٹھیں گے۔ ہماری باظہار تحکم کو نہ قلعے روک سکیں گے نہ جہاز قی حد بندیاں۔ دشمنوں کے دماغوں کے لئے ہمارا ساقاں کا لم کلام کرے گا۔ ہمارا استدلال انسان کی اس آفتوں جس کو مٹ کرے گا جس کا نام ہمارا ہے۔

پاکستان کی اس تازہ دم اور جیتی ہوئی طاقت کے سامنے روس، امریکہ اور انگلستان ہیچ ہوں گے۔ ان کا حق حشر ہوگا جو دوما کے سامنے یونان کا ہوا تھا جو انگلستان کے سامنے سلطنت عثمانیہ کا ہوا تھا اور جو امریکہ کے سامنے انگلستان کا ہو رہا ہے۔

﴿خاتمہ﴾

الحمد للہ کہ حضرت بابا بلند کو بی زہلستانی دام اللہ فیضہم کے لغوی قدسیہ کی برکت سے ہم یہ امانت مسلمانانِ ہند کی خدمت میں پہنچا دینے کے لرض سے عہدہ برابوے۔

الحق پاکستان کا قیام اعلیٰ اللہ (جل شانہ) کے تو جہائے شمس میں ہی کا محتاج ہے۔ اسلام کا جہنڈا جو حضرت داتا گنج بخش علی گھوری علیہ الرحمۃ نے پانچویں صدی ہجری اور گیارہویں صدی عیسوی میں لاہور میں گاڑا، جسے خواجہ گھوڑا دگن خان خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ مصطفیٰ الدین چشتی قدس سرہ العزیز نے اٹھائے ہند پر محیط کر دیا اور جسے حضرت خواجہ قلیب الدین عتیقار کا کی، حضرت بابا فرید الدین شکر گنج، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی، حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے اوقات میں سر بلند رکھا، مسلمانانِ ہند کی کج خلقی اور بد خلقی سے کڑھٹا اڑھائی سو سال سے کسی ظہیر دار کا شکر ہے۔ ہماری شہدائے اعمال نے ہمیں کس سرور خدا کی رہنمائی سے محروم کر دیا۔

آؤ آج اپنے سنگلاخ دلوں کو پگھلا کر بارگاہِ عرب العزت میں شہاد میں لجاجت کریں کہ وہ اس شہادت کا پردہ ہم سے دور کر دے۔ ہمیں تو حق دے کہ ہم پھر ظالمین و مجرمین کے مستحق بن جائیں۔

تمت بالخیر

☆/☆/☆/☆

اظہار تشکر

اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے لئے مندرجہ ذیل حضرات گرامی نے مالی تعاون فرمایا۔ اللہ کریم جل شانہ و جلالہ ان سب کرم فرماؤں کو جزائے خیر سے نوازے اور دین و دنیا نور آخرت میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرمائے۔ امید ہے کہ ان سب گرامی قدر حضرات کا مالی تعاون جاری و ساری رہے گا اور یوں ایک دنیا حضرت مجدد ملت قدس سرہ العزیز کے افکار و نظریات، مملو کلمات و تعلیمات اور فرمودات وارشادات سے مستفید و مستفیض ہوتی رہے گی۔ آمین ثم آمین (قصوری)

- ☆ جناب محترم ڈاکٹر خالد سعید شیخ سیال کوٹ
- ☆ جناب محترم شہباز احمد محمد علی خان ہوتی، سردان
- ☆ جناب محترم کرمل (ر) ڈاکٹر رشید احمد، راولا کوٹ (آزاد کشمیر)
- ☆ جناب محترم میاں سراج عزیز سابق وزیر خارجہ، لاہور
- ☆ جناب محترم مہمان کریم جسکانی، ڈیرہ غازی خان
- ☆ جناب محترم ڈاکٹر طارق محمود احمد، منڈی بہاء الدین
- ☆ جناب محترم شیخ طاہر انجم بھٹان، روڈ، لاہور
- ☆ جناب محترم حاجی محمد اسلم روکڑی، میانوالی
- ☆ جناب محترم حاجی محمد الیاس بھٹان، روڈ، لاہور
- ☆ جناب محترم سجاد اسلم چوہدری، سیالکوٹ
- ☆ جناب محترم صوبیدار میجر فضل کریم، راولپنڈی
- ☆ جناب محترم محترم عزیزہ وزیر شہوار، انک
- ☆ جناب محترم شفیق ویشل بلیک، بھٹان
- ☆ جناب محترم خواجہ محمد انجم، راولپنڈی
- ☆ جناب محترم سردار پرویز احمد، میانوالی (قصوری)
- ☆ جناب محترم غلام قادر لدھی، جھنگ
- ☆ جناب محترم ماسٹر محمد شیر بھٹان (میانوالی)

- ☆ جناب محترم حاجی محمد ممتاز خاں نیازی، میانوالی
- ☆ جناب محترم ملک محمد شیر، فیصل آباد
- ☆ جناب محترم ماسٹر اللہ بخش، راولپنڈی صدر
- ☆ جناب محترم علامہ تاجی قصوری، مرید کے، شیخوپورہ
- ☆ جناب محترم تاجی محمد باض قریشی، جلی پور ٹرائس، اسلام آباد
- ☆ جناب محترم محمد زاہد خاں کلرک حکمران راعت، میانوالی
- ☆ جناب محترم محمد دم محمد سعید اسدی، میانوالی
- ☆ جناب محترم ماسٹر احمد میر القادری الشافعی، راولپنڈی
- ☆ جناب محترم محمد اقبال انجم، کاموٹکے، گوتہ نوالہ
- ☆ جناب محترم صوبیدار حاجی فضل الرحمن، بھٹان
- ☆ جناب محترم ماسٹر محمد اکرم رشوی، دہاڑی
- ☆ جناب محترم الحاج غلام محمد، میانوالی
- ☆ جناب محترم محمد اختر مہار کپور، سیال کوٹ
- ☆ جناب محترم محمد یونس نوشا، میانوالی
- ☆ جناب محترم نظام الدین بخشندی، جھکی، قصور
- ☆ جناب محترم حسن رضا سردار کاموٹکے، گجرانوالہ
- ☆ جناب محترم قاری منظور الہی، جھکی، راولپنڈی
- ☆ جناب محترم حاجی تاج خان نیازی، میانوالی
- ☆ جناب محترم ڈاکٹر خورشید علی، فیصل آباد
- ☆ جناب محترم محمد فرخ اقبال پکڑالہ، میانوالی
- ☆ جناب محترم ماسٹر محمد خورشید الہی، دوکیت مظفر گڑھ
- ☆ جناب محترم پروفسر سید محمد رضا ندی، لاہور کینٹ
- ☆ جناب محترم شفیق الرحمن خان، راولپنڈی
- ☆ جناب محترم عبدالحمید ڈوگر، میانوالی
- ☆ جناب محترم علامہ سعید احمد مہروی، لودھیہ
- ☆ جناب محترم ماسٹر بدر اسلم ہاشمی، پکڑال

- ☆ جناب محترم حکیم رشید احمد قصور
 - ☆ جناب محترم محمد نجیب اللہ قریشی، میانوالی
 - ☆ جناب محترم محمد یوسف فاروق، وزیر آباد
 - ☆ جناب محترم محمد اقبال S.D.O رسالہ پور کھٹ
 - ☆ جناب محترم ماسٹر علی سرہند کالونی، وادی
 - ☆ جناب محترم خالد اکرام قریشی، سیالکوٹ
 - ☆ جناب محترم خالد جاوید خان نیازی، فیصل آباد
 - ☆ جناب محترم سعید اختر خان نیازی، ساو پٹنڈی
 - ☆ جناب محترم پرویز سرگازی، علم الدین، میرپور (آزاد کشمیر)
 - ☆ جناب محترم محمد جبار جباری، جہانگیر، حیدرآباد، پنجاب، پاکستان
- بہتر رج مکمل - قصور



ہمد اہل اسلام سے ایبیل ہے کہ اگر آپ کے پاس تسبیح اسلام
بطنی حرمیت مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی
کوئی تحریر، خط، حوالہ، رقم، یادداشت، اخباری مضمون یا تراشہ، کتاب،
تاثرات و مشاہدات یا خطابات کی آڈیو/ وڈیو کیسٹ ہو تو براہ کرم ہمیں
ارسال فرمائیں تاکہ ہم ان چیزوں کو کتابی شکل دے کر حضرت مجاہد ملت
قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات و افکار کو بچھا سکیں۔

نیز ہمارے ساتھ "مالی تعاون" بھی فرمائیں تاکہ یہ سلسلہ عشق و
مہبت جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا میں سرفراز فرمائے اور
سعادت دارین سے نوازے۔ آمین

ذکر کو

محمد صادق قصوری

بانی، صدر

مجاہد ملت لائبریری پاکستان



نعت کلاں ضلع قصور

پوسٹ کوڈ: 55051

